

# مسائل احمد



ماہنامہ محمدیہ  
مبصرہ شریف رضوی

پیشہ ورانہ ماہنامہ اسلامیات، لاہور

مبصرہ شریف رضوی

جلد ہفتم نمبر دوم احمد رضوی  
مبصرہ شریف رضوی

پیشہ ورانہ ماہنامہ اسلامیات، لاہور

پیشہ ورانہ  
ماہنامہ

شعبہ تبلیغ مرکزی دارالعلوم عربیہ اسلامیہ



اس کتاب میں جمعہ کے نہایت اہم اور ضروری احکام و مسائل اور نماز

مترجم مع خطبات جمعہ و عیدین کا مجموعہ

# مسائل نماز

تصنیف الہیت

امیر اہل سنت شایخ بناری  
علامہ سید محمود احمد رضوی محدث لاہوری  
(سکرٹری جنرل حکومت پاکستان)

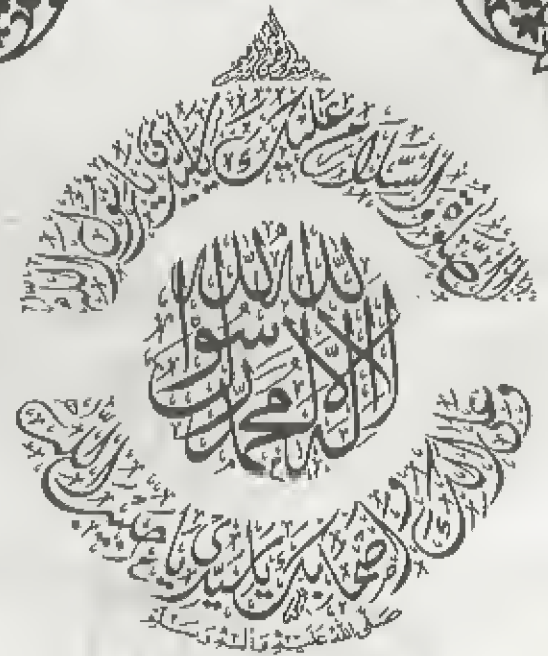
صاحبزادہ سید محمد شرف رضوی  
امیر روزی دارالعلوم حزب الاحناف ۵۰۵



رضوان کتب خانہ

گنج بخش روڈ لاہور

Cell: 0300-8038838, 042-37114729  
www.hizbulahnaf.com



مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا  
هُوَ الْحَبِيبُ الَّذِي تَتَجَنَّبُ عَنْهُ  
الْعَالَمُ كُلُّهُ الْكَافِرُونَ وَالشَّكَّارُونَ  
فَاتَّخَذَ مِنْهُمْ اُولٰٓئِكَ نَبَا وَاَصْرًا تَعْلَمُ  
عَلَىٰ حَيْثُ كَانَ يَخْتَارُ الْخَلْقُ كُلِّهِمْ  
لِكُلِّ هَوًى قَوْلًا اَكْثَرُ لِمُقْتَدِرِهِمْ  
وَالَّذِينَ مِنْ عَشِيرَةٍ وَبَيْنَ عَشْمٍ  
وَمِنْ عَلَيَّ وَعَلَىٰ عِلْمِ اللّٰوَجِ وَالْفَلَكِ



رضوان کتب خانہ

گنج بخش روڈ لاہور

Cell: 0300-8038838, 0300-8492310  
Tel: 042-37114729  
Web: www.hizbulahnaf.com

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب

..... مسائل نماز

مصنف

..... امیر اہلسنت شارح بخاری حضرت علامہ سید محمود احمد

..... رضوی محدث لاہوری قدس سرہ العزیز امیر و شیخ الحدیث

..... دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

پروف ریڈنگ

..... صاحبزادہ عبدالرحمن رضا قادری

..... معلّم دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

کیوزنگ

..... عزیز کمپوزنگ سنٹر لاہور

باہتمام

..... صاحبزادہ سعید مصطفیٰ اشرف رضوی (ایم اے)

..... امیر مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

صفحات

..... 240

ناشر

..... شعبہ تبلیغ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

قیمت

..... 160/- روپے

ملنے کا پتہ

رضوان کتب خانہ

گنج بخش روڈ لاہور فون: 042-37114729

شعبہ تبلیغ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف گنج بخش روڈ لاہور

## بفیزان کرم:

نیز و تکریم افضل الرحمن گنج مراد آبادی  
 علامہ ابو محمد سید محمد دین علی شاہ رضوی شہید  
 بالی مکتبہ کبریٰ دکنہ لکھنؤ لکھنؤ

نیز و تکریم حضرت مولیٰ رحمہ اللہ امام اہلسنت شارح القرآن  
 حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری بنی مشی  
 بالی مرکز دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

نیز و تکریم حضرت مولیٰ رحمہ اللہ امام اہلسنت سجاد محمد نجف شہید  
 حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری بنی مشی  
 بنی مشی

تالیفی تنظیم ادارہ اعلیٰ حضرت لاہور امام علی رضا علیہ السلام  
 حضرت علامہ سید مسعود احمد رضوی شہید  
 سندھین پاکستان عالیہ لاہور یہ شریفہ کاتبہ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

## بفیزان نظر:

صاحبزادہ سعید مصطفیٰ اشرف رضوی  
 امیر مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور



## فقہ سنہ

5	نوع اول	41	انتساب
11	نوع دوم	42	تعارف مصنف
18	نوع سوم	42	اسلام میں عبادت کا تصور
20	نوع چہارم	43	مکان کی قید
21	نوع پنجم	44	انسانی قربانی عبادت ہے؟
23	صلوٰۃ کے معنی	45	عبادت میں اخلاص ضروری ہے
23	نماز کی اہمیت	46	عبادت کا وسیع مفہوم
25	تارک صلوٰۃ کا کفر ہے	48	نماز عبادت کا گہر شاداب
25	عبادت میں سیانہ روی اختیار کی جائے	49	فرضیت صلوٰۃ
27	کیا کثرت عبادت ممنوع ہے	49	نماز کے برکات
27	امام کو مسائل شریعت بتانا لازمی ہے	51	فرائض نماز
29	اذان و مؤذن کے فضائل و احکام	52	واجبات نماز
30	اذان کا جواب دینا واجب ہے	53	نماز کی سنت
30	اذان سن کر حضور اکرم ﷺ کیلئے دعا		طریق اشاعت نماز
32	کی جائے	54	اسرار نماز
33	مقام محمود	55	اوقات صلوٰۃ
34	اذان کے بعد مسجد سے نکلنا جائز نہیں	56	تعداد رکعات
35	اذان خارج مسجد دی جائے	57	قبلہ کی تعیین
36	وضو اور اس کے اہم مسائل	58	اَقْبِمُوا الصَّلَاةَ
37	چار چیزوں کیلئے وضو کرنا فرض ہے	59	نماز کی پابندی اور اس کی نگہداشت
38	آٹھ چیزیں جن کیلئے وضو کرنا سنت ہے	60	قرآن میں نماز کے اوقات
40	۲۶ چیزیں جن کیلئے وضو کرنا مستحب		نماز کی شرطیں
	ہے	60	ہر نماز کیلئے وقت مقرر ہے اور اس کی محافظت
41	وضو کے چار فرض ہیں	62	فرض ہے

62	اول منہ و وجہ	62	نماز کے فرائض و واجبات مکروہات و
62	مسائل فرض اول	62	مفسدات
63	وضو کا دوسرا فرض	63	نماز کے سات فرض ہیں
64	وضو کا تیسرا فرض	64	تعمیر تحریر
65	وضو کا چوتھا فرض	65	قیام
66	وضو کی سنتیں (۱۶) سولہ ہیں	66	قرأت
67	مستحب وضو کے ۵۹ ہیں	67	رکوع
71	وضو میں مکروہ ۲۰ ہیں ان سے بچنا چاہیے	71	سجدہ
72	مترق مسائل وضو	72	سجدہ کے ضروری مسائل
73	ناخن کی سرخی	73	تعدہ اخیرہ
	لمی کے نکلنے سے صرف وضو ٹوٹ جاتا		خروج ھصحہ
73	ہے	73	نماز کی شرطیں
73	غی	73	عورتوں کیلئے
74	بواسیر کے مریض کے متعلق وضو کے مسائل	74	ہا یک دوپٹے
	وضو میں موزوں پر سج کرنا جائز ہے اور		واجبات نماز کا بیان
74	اس کے ضروری مسائل	74	سجدہ ہو کا طریقہ
	موزوں پر سج کرنے کے متعلق ضروری		سنت مؤکدہ و وتر کی تعداد
75	مسائل	75	جمعہ کی سنت مؤکدہ
76	مصل	76	سنت مؤکدہ ادا کرنے کا طریقہ
76	مجلد	76	فرض نماز پڑھنے کا طریقہ
77	وضاحت	77	وتر سنت مؤکدہ اور نفل نماز
78	مسواک کے مسائل و فضائل	78	فرض واجب آیت سجدہ اور اقتدا کے
80	حسل کے فرائض اور اس کا طریقہ	80	مسائل
80	حسل کے فرائض	80	نماز کے آگے سے گزرتا
85	حسل کی سنتیں	85	مفسدات نماز
86	جنبی اور بے وضو کے احکام و مسائل	86	نماز کے مکروہات تحریر
87	حیض و نفاس والی عورت کے احکام	87	تصویر کے احکام

106	نماز میں تہجد کا حکم	122	سواری پر نفل پڑھ سکتا ہے
107	تہجد میں انگلی اٹھانا		نماز کیلئے ستر عورت شرط ہے اور اس کے
	مقبوض التحیات میں کلمہ شہادت کی تکرار	122	ضروری مسائل
107	کرے		عورتوں کیلئے نماز میں سارے بدن کو چھپانا
	اقامت پڑھ کر سنی جائے اور امام و مقتدی	123	فرض ہے
108	حی علی الفلاح پکڑے ہوں	124	نماز فجر اُجالے میں پڑھنا مستحب ہے
108	تعدیل ارکان	127	سنت مؤکدہ کے احکام اور تعداد
108	سونے جینس کی انگلی	129	نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ ہے
108	اختیار الطہر	130	نماز میں منوں کو سیدھا رکھنا واجب ہے
109	جواب		لوگوں کی گردنیں پچھانے والی صف میں جگہ
109	نماز جنازہ فرض کفایہ ہے	131	بنانا ممنوع ہے
109	جواب		فرض نماز کی تکبیر ہو جائے تو کسی نفل کا پڑھنا
110	مختلف اہم سوالات	132	جائز نہیں
110	جوابات		سنت فجر کی اہمیت اور اس کے بعض ضروری
113	امام کیسا ہو؟	135	مسائل
113	جواب	137	قنوت فی الجفر منسوخ ہے
114	چلتی گاڑی میں نماز کا حکم	139	خلاصہ حدیث
114	جواب	140	قنوت نازلہ کا پڑھنا منسوخ ہے
115	وضو کے بعد نفل	141	نفل شروع کرنے واجب ہو جاتے ہیں
115	جواب	142	ظہر غلطی کر کے پڑھی جائے
116	نماز کے بعض اہم مسائل	143	سترہ کے مسائل
117	طلوع کے وقت مطلقاً نماز ناجائز ہے		مسجد کو گندگی اور ہر گھن کی چیز سے پاک
	فجر و عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنا ممنوع	143	صاف رکھنا ضروری ہے
	ہیں	144	دائیں طرف تھوکنا منع ہے
118	اگر شمار رکعت میں شک ہو تو کیا کرے		نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا جائز
119	ترک واجب سے کچھ بھلا کر ہے	146	ہے
120	کن صورتوں میں نماز توڑ سکتا ہے	147	۳۳ کا عدد
121	استقبال قبلہ سے عاجز ہونے کی صورتیں	149	نماز مریض کا بیان

188	جمعہ کیلئے کس وقت سعی کی جائے		بیمار بیٹھ کر لیٹ کر اشارہ سے جیسے ممکن ہو
190	کیا جمعہ کیلئے غسل فرض ہے	150	نماز پڑھے
191	حاضرین جمعہ کی فضیلت		کھڑے ہو کر بیٹھ کر لیٹ کر نماز نفل پڑھنے
192	فوائد و مسائل	151	کے مسائل
193	جمعہ کے خطبہ کے ضروری مسائل	152	نفل نماز کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے
194	کیا گاؤں میں جمعہ جائز ہے؟	154	مسافر کی نماز
195	دیہات میں جمعہ جائز نہیں	155	مسافر کی تعریف
	حضور علیہ السلام نے دیہاتیوں کو جمعہ نہ پڑھنے	156	حدیث دوم
197	کی اجازت دی	158	مسائل ضروریہ
	فقہاء احناف نے مصر کی جو تعریف کی ہے	159	نیت اقامت کے شرائط
200	وہ اثر عطا سے ماخوذ ہے	160	بحالت سرفرض میں قصر کرے
202	جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کا ہے	161	فوائد
203	سعی الی الجمعہ	165	سفر میں قصر ضروری ہے
205	مسافر پر جمعہ واجب نہیں ہے	167	جمعہ اور اس کے مسائل و فضائل
206	خطبہ جمعہ کے وقت نماز اور کلام ممنوع ہے	169	فضائل جمعہ
207	جمعہ کی سختیں	169	وجوب جمعہ کی شرطیں
208	صلوٰۃ حاجت	171	فائدہ
208	صلوٰۃ التوبہ	172	ادائے جمعہ کی شرائط
209	بیخ صغیر	173	اول وقت ظہر کا ہونا
209	نماز اشراق	173	دوم خطبہ
210	نماز چاشت	173	جمعہ کے خطبہ کے مسائل
210	اقامین	177	سوم جماعت
210	نماز تہجد	177	چہارم اذان عام
211	رد و شریف	178	شرط ختم بادشاہ اسلام
212	نماز مترجم نماز جنازہ	181	ششم مصر
230	خطبات جمعہ و عیدین		صحت ادائے جمعہ کیلئے مصر شرط ہے اور اس
		182	کے دلائل
		187	تفسیر آیات جمعہ

## تعارف مصنف

امیر اہلسنت شارح بخاری حضرت علامہ

سید محمود احمد رضوی محدث لاہوری رحمہ اللہ

شارح بخاری حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمہ اللہ کی ولادت ۱۹۴۴ء میں آگرہ میں مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ سید ابوالبرکات سید احمد قادری رحمہ اللہ کے ہاں ہوئی۔ علامہ رضوی نجیب الطرفین سید ہیں اور آپ کا سلسلہ نسب چالیس واسطوں سے امام علی رضا مشہدی بن موسیٰ کاظم علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ اور والدہ کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب پینتالیس واسطوں سے حضرت امام حسن علیہ السلام سے جاملتا ہے۔ علمی و روحانی ماحول میں آنکھیں کھولیں اور اسی میں نشوونما پائی۔ درس نظامی کی ابتدائی کتابیں اپنے جد امجد سید الحدیث مولانا سید محمد دیدار علی شاہ لاہوری رحمہ اللہ سے پڑھیں بقیہ کتب مولانا مہر دین بدھوی اور حضرت علامہ عطاء محمد چشتی گولڑوی رحمہ اللہ سے پڑھیں۔ ۱۹۶۷ء میں جامعہ حزب الاحناف لاہور کے سالانہ جلسے میں آپ کی دستار بندی کرائی گئی۔ حضرت علامہ رضوی نے ۷ جون ۱۹۶۷ء کو موثر جریدہ ”رضون“ جاری کیا۔ ۲۷ تا ۳۰ اپریل کو بنارس سنی کانفرنس میں پنجاب کے دینی مدارس کے طلبہ کے وفد کی قیادت کرتے ہوئے شریک ہوئے اور تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں اپنے تایا جان حضرت علامہ سید ابوالحسنات محمد احمد قادری رحمہ اللہ کے ساتھ بھرپور کام

وَاحْسِنُ فَنَالِمُ تَرْقُطُ عَيْنِي

اے محبوب! سزا دے کہ میں نے زیادہ دیکھا ہے۔ میری آنکھیں کھل گئیں ہیں

وَجَعَلْنَاكَ مَرْتِلًا لِلنِّسَاءِ

اور آپ سے زیادہ سزا دینے والے کا۔ پھر کسی ماں سے جنا ہی نہیں

خَلَقْتَ مَرَّاقًا كَلَّ عَيْنِي

آپ میری آنکھ سے مرہ اور پاک پیہ اکیس گئے ہیں

كَأَنَّكَ خَلَقْتَ كَمَا تَشَاءُ

گویا کہ جیسے آپ چاہتے تھے ویسا ہی آپ کو پیدا کیا گیا ہے۔



کیا اور شاہی قلعہ میں قید بھی ہوئے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کا آپ کو مرکزی سیکرٹری جنرل چنا گیا۔ جس کے نتیجے میں اس وقت کے وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو مرزا یوں کو کافر قرار دینے پر مجبور ہو گئے۔ ۱۹۷۰ء میں آپ نے کل پاکستان سنی کانفرنس ٹوبہ ٹیک سنگھ (دارالسلام منعقد کروائی) اور آپ اس کانفرنس کے کنوینر تھے اس کانفرنس کے موقع پر آپ کو متفقہ طور پر جمعیت علماء پاکستان کا مرکزی سیکرٹری جنرل چنا گیا اور حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی سجادہ نشین سیال شریف کو صدر منتخب کیا گیا۔ اسی کانفرنس میں جمعیت علماء پاکستان نے انتخابات میں حصہ لینے کا اعلان کیا۔

۱۹۷۱ء میں برطانیہ کے نام نہاد ڈاکٹر منہاس نے ایک دل آزار کتاب لکھی جس میں اس نے نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمہ اللہ نے لاہور میں اس کتاب کے خلاف احتجاجی جلوس نکالا جس کی پاداش میں اس وقت کی ایوب مارشل لاء حکومت نے حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمہ اللہ کو دیگر علماء و مشائخ کے ہمراہ گرفتار کر لیا۔

حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمہ اللہ سچے عاشق رسول اور لوگوں میں فروغ عشق رسول ﷺ کیلئے مسلسل کوشاں رہتے۔ اس مقصد کیلئے انہوں نے ۲۳ مارچ ۱۹۸۴ء کو لاہور سے ”یار رسول اللہ کانفرنس“ کا سلسلہ جاری کر کے لوگوں میں نئی روح پھونک دی جو کہ ابھی تک تسلسل سے جاری و ساری ہے۔ حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمہ اللہ کو ۱۹۷۵ء میں حکومت پاکستان نے ان کی دینی و ملی و مذہبی خدمات کے اعتراف میں ملک کا اعلیٰ ترین سول اعزاز ”ستارہ امتیاز“ دیا۔ آپ اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن ممبر وفاقی مجلس شوریٰ، چیئرمین زکوٰۃ و عشر کیٹی لاہور، مشیر وفاقی شرعی عدالت، مشیر صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان اور دیگر متعدد کمیشنوں میں اہم عہدوں پر فائز رہے۔

حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمہ اللہ کے والد ماجد اعلیٰ حضرت مجددین و

ملت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ کے شاگرد خاص اور خلیفہ مجاز تھے۔ اس طرح حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمہ اللہ کا سلسلہ حدیث و بیعت صرف ایک واسطہ سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ سے جاملتا ہے۔

حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمہ اللہ جامعہ حزب الاحناف کے مہتمم بھی رہے اور مختلف دینی، قومی، ملی و ملکی تحریکوں کا مرکز حزب الاحناف کو بنایا۔ آپ کے ہزاروں شاگرد ملک و بیرون ملک دین اسلام کی اشاعت و تبلیغ میں مصروف عمل ہیں اور خود آپ نے بھی متعدد مرتبہ مختلف بیرونی ممالک کا دورہ فرمایا۔

### اولاد

آپ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے سات صاحبزادوں اور تین صاحبزادیوں سے نوازا ہے۔ جن میں صاحبزادہ سید معطفی اشرف رضوی صاحب فاضل درس نظامی (ایم اے عربی، ایم اے اسلامیات) آپ کے جانشین ہیں۔

حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمہ اللہ علم حدیث میں بلند پایہ خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ نے علم حدیث اپنے دادا شیخ الحدیث حضرت سید دیدار علی شاہ رحمہ اللہ اور اپنے والد مفتی اعظم علامہ سید ابوالبرکات احمد قادری رحمہ اللہ سے حاصل کیا اور آپ کے دادا نے علم حدیث حضرت شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی رحمہ اللہ سے حاصل کیا جو کہ سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے جلیل القدر شاگرد تھے۔ اس طرح آپ کا سلسلہ حدیث تین واسطوں سے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ جو کہ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ کے شاگرد سے جاملتا ہے۔

### وصال مبارک

آپ کا وصال مبارک بروز جمعرات ۴ رجب بمطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو لاہور



میں ہوا۔ دوسرے دن بعد جمعہ المبارک آپ کی نماز جنازہ ناصر باغ میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ آپ کے بھائی صاحبزادہ حضرت علامہ سید مسعود احمد رضوی نے پڑھائی۔ جس میں ہزاروں علماء و مشائخ نے شرکت کی۔ آپ کو اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

سنی کانفرنس ٹوبہ ٹیک سنگھ (دارالسلام) میں حضرت شارح بخاری

### کا خطبہ استقبالیہ

حضرات علماء کرام و مشائخ ملت اور عائدین اہلسنت و مسلمانان پاکستان میں صمیم قلب کے ساتھ آپ کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ آپ نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول اور کلمہ حق کی حمایت و نصرت کیلئے دور دراز کے سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے کل پاکستان سنی کانفرنس میں شرکت کی۔ میں دارالسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ کے غیور مسلمانوں اور خصوصاً علامہ مختار الحق صاحب صدیقی اور ان کے مخلص رفقاء کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے انتہائی خلوص اور للہیت کے ساتھ اس عظیم الشان ایمان افروز اور باطل سوز کل پاکستان سنی کانفرنس کا ایک تاریخی کارنامہ انجام دیا۔

معزز حاضرین آج سے کچھ عرصہ قبل ٹوبہ کی اس زمین پر چند لادینوں نے جمع ہو کر یہ تاثر دینے کی کوشش کی تھی کہ پاکستان اور خصوصاً ٹوبہ کے کسان مزدور اور محنت کش اپنے حقوق کا تحفظ سوشلزم اور کمیونزم ایسے لادینی نظموں میں سمجھتے ہیں علماء و مشائخ اہلسنت و اکابرین ملت و مسلمانوں کا یہ عظیم اجتماع اس امر کی واضح دلیل ہے کہ لادینوں کا یہ تاثر غلط اور واقع کے خلاف ہے اور آج یہ بات زندہ حقیقت بن کر سامنے آگئی ہے کہ پاکستان کے مسلمان اسلام کے سوا کسی اور نظام میں اپنی نجات کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

حضرات عائدین ملت! جمعیت العلماء پاکستان ملک کی ایک با اصول دینی و سیاسی جماعت ہے جس کا مقصد تو حید اسلام کے عالمگیر نظام حیات کو زندگی کے ہر شعبے

میں نافذ و جاری کرنا ہے اور اسی مقصد کے حصول کیلئے جمعیت سرگرم عمل ہے۔

یہی وہ جماعت ہے جس نے قیام پاکستان اور حصول پاکستان کیلئے غلوص خدمات انجام دیں۔ ۱۹۴۶ء میں بنارس سنی کانفرنس قائم کر کے ہندو سامراج کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا اور مخالفین پاکستان کا ہر محاذ پر ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

جمعیت نے بلا خوف و دلائم حق کی حمایت و نصرت کو اپنا نصب العین بنا کر ہر نازک موڑ پر کتاب اللہ و سنت رسول ﷺ کی روشنی میں ملک و ملت کی رہنمائی کا فریضہ ادا کیا۔

قیام پاکستان کے بعد سب سے اہم مسئلہ یہ تھا کہ اس خطہ پاک میں کتاب و سنت پر مبنی دستور نافذ ہو ملک کے سیاسی و معاشی و اقتصادی مسائل صرف اسلام کی روشنی میں حل کئے جائیں اور حضور سید عالم نور مجسم ﷺ کے اسوہ حسنہ اور خلفائے راشدین کے دور سعید کی رہنمائی میں عدل و انصاف پر مبنی معاشرہ قائم کیا جائے مگر افسوس ۲۳ سال کے طویل عرصہ میں جو لوگ بھی برسرِ اقتدار آئے ان میں سے کسی نے بھی اس خطہ پاک میں اسلامی نظام کے قیام و نفاذ کے منافی امور کی خوب حوصلہ افزائی کی حتیٰ کہ ایسے قوانین نافذ کرنے میں بھی کوئی جھجک محسوس نہ کی جو قرآن و سنت کے صریح طور پر خلاف ہیں۔

۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان ایک آزاد اور خود مختار مملکت کی حیثیت سے معرض وجود میں آیا۔ قانون آزاد ہند جس کے تحت یہ مملکت وجود میں آئی اس میں یہ لکھ دیا گیا تھا کہ جب تک پاکستان کیلئے آئین ساز اسمبلی دستور مرتب نہیں کرتی۔ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء ہی پاکستان میں رائج رہے گا۔

نوسال کا عرصہ تو یونہی گزر گیا اور آئین مرتب نہ ہوسکا ۱۹۵۶ء میں آئین بنا مگر ڈھائی سال تک انتخابات کی نوبت نہ آئی اور جب یہ آئین نافذ ہوا اور اس کے

تحت عبوری دور کیلئے صدر مملکت کا انتخاب ہوا تو اسی صدر کے ہاتھوں مارشل لاء کا نفاذ عمل میں آیا۔ جس نے آئین کو ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی موت کی نیند سلا دیا۔ دوسرے مرحلہ میں ایوب خان نے ایک آئین بنایا مگر اس کا حشر بھی وہی ہوا جو سابق آئینوں کا ہوا اور اس طرح ملک متعدد بار دستوری بحران کا شکار ہوتا رہا اور ذاتی اقتدار کی جنگ نے اس خطہ پاک کو سر زمین بے آئین ہی رہنے دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ ملک جو اسلام کے نام پر حصال کیا گیا تھا لادینوں نظریہ پاکستان کے مخالفوں اور غیر ملکی ایجنٹوں کی ریشہ دوانیوں کی آماجگاہ بن گیا اب صورت حال یہ ہے۔

پاکستان کی وحدت ملی کھلاف علاقائی، لسانی اور نسل منافعوں کے فتنے جاگ اٹھے ہیں۔ سندھ میں بے سندھ کا نعرہ پرورش پارہا ہے سرحد میں پختونستان کی تحریک سر اٹھا رہی ہے اور مشرقی پاکستان میں بنگلہ دیش کی آواز سنائی دے رہی ہے۔

طبقاتی کشمکش نقطہ عروج پر پہنچ گئی ہے۔ مزدور کسان اور محنت طبقہ کے حقوق تلف کئے جا رہے ہیں۔ سرمایہ پرستی کے مروجہ ظالمانہ نظام نے وسائل دولت کو چند خاندانوں میں مرکوز کر دیا ہے۔ امیر امیر تر ہوتا جا رہا ہے اور غریب روٹی سے محروم ہے۔ لادین طاقتیں الحاد و زندہ پر مبنی سیاسی و اقتصادی نظام رائج کرنے کی فکر میں ہیں اور نظریہ پاکستان کے دشمن گاندھی و نہرو کے دیرینہ نیاز مند اکھنڈ بھارت اور متحدہ قومیت پر عقیدہ رکھنے والے چند کانگریسی مولوی اشتراکی الحاد کو خلافت راشدہ کا نام دے رہے ہیں۔

راکے ایجنٹ اور غیر ملکی طاقتوں کے آلہ کار پاکستان کے خرمن امن کو تباہ و برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور جلاؤ گھراؤ کی امن سوز سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

یہ وقت قومی سطح زندگی کا انتہائی نازک دور ہے اور باطل کے علمبردار جس چابک دستی سے اس ملک میں دام ہمرنگ زمین بچھا رہے ہیں۔ اس کے پیش نظر پاکستان کے

غیر مسلموں خصوصاً علماء و مشائخ اہلسنت کی ذمہ داریاں کئی گناہ زیادہ ہونگی ہیں۔ اگر اس نازک موڑ پر اکابرین ملت و عمائدین امت نے وقت کے تقاضوں کو لبیک نہ کہا تو اس کا خمیازہ پوری قوم کو بلکہ آنے والی نسلوں کو بھگتنا پڑے گا۔

ضرورت ہے کہ پاکستان کے مسلمان علماء و مشائخ اہلسنت حق کی حمایت و نصرت کے میدان عمل میں گامزن ہو کر باطل پرستوں کے عزائم کو خاک میں ملا دیں اور یہ واضح کر دیں کہ پاکستان صرف اور صرف اسلام کیلئے ہے اور اسلام کے سوا اس خطہ پاک میں کسی اور مذہب کو کسی قیمت پر برداشت نہیں کیا جائے گا۔ علماء اہلسنت دین اور بے دینیت کی اس کشمکش میں اسلام کا مقدس علم ایمانی جرات کے ساتھ بلند رکھیں۔

حضرات مشائخ ملت اہیہ کانفرنس ۹ کروڑ سنی مسلمانوں کو وسیع تر نمائندگی پر ہو رہی ہے تاکہ ملکی سطح پر اہلسنت کے اس تاریخی کردار کو دہرایا جاسکے جو تحریک پاکستان کے وقت سنی علماء و مشائخ نے ۱۹۴۶ء میں بمقام بنارس ادا کیا تھا۔ انشاء اللہ یہ کانفرنس اہلسنت کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کرے گی اور سوشلزم و کمیونزم کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوگی۔

دارالسلام (نوبہ) کی کل پاکستان سنی کانفرنس کا مقصد پاکستان میں اسلامی نظام کا قیام، اسلامی اقدار کی حفاظت، حقوق اہلسنت کا تحفظ، اسلام کی عادلانہ منصفانہ اقتصادی نظام کے ذریعے مزدوروں، کسانوں اور محنت کش طبقہ کے حقوق و مفادات کی عملی طور پر نگہداشت، گھیراؤ اور جلاؤ کی امن سوز سرگرمیوں اور غیر ملکی ایجنٹوں کی ریشہ دوانیوں کا سد باب اور بھارت کے مظلوم مسلمانوں کو ہندو سامراج کے ظلم و ستم سے بچانے کیلئے موثر اقدام کرنا ہے۔

حضرات علماء و مشائخ! یہ ہیں وہ مسائل و حالات جن کے متعلق ٹھوس اور موثر پروگرام قوم کے سامنے پیش کرنے کیلئے آپ کی رہنمائی و رہبری کی ضرورت ہے۔

## اسلام میں عبادت کا تصور

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ۔ (سورة الذاریات)

ہم نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔

لفظ عبادت دنیا کے ہر مذہب میں موجود ہے۔ ہر مذہب کے بانی نے اپنے پیروں کو عبادت کا حکم دیا اور اس کا طریقہ بھی ہر مذہب نے علیحدہ علیحدہ مقرر کیا ہے۔ لیکن عبادت کی جو حقیقت و تشریح اسلام نے کی ہے وہ ایسی ہے جس کو معلوم کر کے ہر سلیم العقل اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ واقعی عبادت یہ ہے اور دیگر مذاہب نے جو عبادت کا طریقہ اور تشریح کی ہے کہیں تو وہ نامکمل ہے کہیں اس کی روح ہی مفقود ہے اور کہیں ایسے افعال کو عبادت میں شمار کر لیا ہے۔ جو فطرتاً و عقلاً عبادت ہونے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے۔

عرب ہی کو لیجئے ان کی عبادت یہ تھی کہ دنیا کے عیش و آرام اور اس کی لذتوں کو چھوڑ کر جنگل اور ویرانوں میں بیٹھ جاؤ اور دنیا سے قطع تعلق کر کے مجرد زندگی بسر کرو۔ یہود کی عبادت یہ تھی کہ ہفتہ کے دن چھٹی کی جائے اور اس دن کوئی کام نہ کیا جائے اس کے علاوہ جب کبھی انہیں موقع ملتا تو بتوں کے سامنے سر جھکا لیتے۔ عیسائیوں کی عبادت حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویروں اور مجسموں کو پوجنا اور اپنے جسم کو سخت تکلیف پہنچانا تھا۔ انہوں نے اپنے جسم کو تکلیف پہنچانے کے بہت سے

سخت قسم کے طریقے ایجاد کر لئے تھے اور اس کا نام انہوں نے عبادت رکھ لیا تھا۔ یہودیوں اور عیسائیوں کو چھوڑ کر خاص عرب کے لوگ اللہ نام ہستی سے تواقف مگر عبادت و پرستش کے مفہوم سے بالکل نا آشنا تھے۔

اسی طرح عرب کے باہر بھی خدائے واحد کی پرستش نہ تھی۔ یونانی اپنے بادشاہوں کے مجسمے اور ستاروں کے ہیکل کے پجاری تھے روم ایشیا کو چک یورپ افریقہ مصر بربر جشہ وغیرہ عیسائی ملکوں میں حضرت مریم عیسیٰ علیہ السلام کی صورتوں کو پوجا جاتا تھا۔ دروشت کی مملکت میں آگ کی پرستش جاری تھی۔ ہندوستان سے لے کر کابل و ترکستان تک اور چین سے جزائر ہند تک بودھ کی صورتوں سادھوں اور اس کی چلی ہوئی ہڈیوں کی راکھ کی پوجا ہوتی تھی۔ چین کے کنفوش اپنے باپ دادا کی صورتوں کے آگے خم تھے خاص ہندوستان میں سورج گنگا اور تاروں کی عبادت تھی۔ غرضیکہ یہ تھا دنیا کے مذاہب اور اس کے پیروؤں کی عبادت کا مختصر نقشہ۔

ایسے وقت میں جبکہ دنیا پتھروں درختوں جانوروں دیوتاؤں سیاروں کی پرستش کر رہی تھی۔ اور ساری کائنات خدائے واحد کو چھوڑ کر آسمان سے زمین تک کی مخلوقات کو پوج رہی تھی۔ ایک بے آب و گیاہ ملک کے گوشہ سے یہ آواز آئی۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ۔

اے لوگو! اللہ واحد قہار کی پرستش کرو۔

اسی ایک اکیلے خدا کی عبادت عبادت ہے اور مخلوق کو پوجنا اور غیر اللہ کی پرستش عبادت نہیں جہالت ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ آواز دینے والا اور مخلوق کو خدائے واحد کی پرستش کی تلقین کرنے والا کون تھا؟ ہاں یہ وہی تھے جن کے متعلق عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔  
وَاللّٰهُ لَوْ لَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا۔



حضور ﷺ نے فرمایا۔ اللہ نے مجھے بعض ایسی خصوصیتیں عطا فرمائی ہیں جو پہلے پیغمبروں کو نہیں دی گئیں۔

جُعِلْتُ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا -

روئے زمین کو میرے لئے سجدہ گاہ بنایا گیا ہے۔

یعنی سمندر میں ہوا میں، خشکی میں تری میں ہر جگہ اپنے رب کے سامنے سجدہ  
رہتا ہو سکتا ہے۔ اور کسی بھی عذر شرعی کی وجہ سے مسجد کے علاوہ بھی عبادت کر سکتا ہے۔  
کیونکہ

اُدْعُونِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ۔ تم مجھے پکارو میں تمہیں جواب دوں گا۔

یعنی عرض حال کرنے کیلئے کسی بت کسی مجسمہ کی ضرورت نہیں ہے، تم جس مکان میں زمین کے جس گوشے میں رب کو پکارو گے وہ جواب دے گا۔

## انسانی قربانی عبادت ہے؟

بعض مذاہب میں مرغوب عبادت یہ تھی کہ اپنے نفس یا اپنی اولاد کو آگ میں جلا دیا، دریا میں ڈبو دیا اور اس طرح خدا کے حضور تقرب حاصل کیا جاتا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

یہ تو فو! اس طرح اپنے اور اپنی اولاد کو ہلاک کر دینا بھی عبادت۔ جان دینی ہے تو سچائی کی حمایت میں کمزوروں کی مدد کیلئے دو۔ یہ عبادت ہے اپنے ہاتھ سے خود کشی کرنا؟ عبادت نہیں بلکہ گناہ ہے۔

اسی طرح عام خیال تھا کہ اپنے نفس کو تکلیف دینا یہ بھی عبادت ہے۔ چنانچہ یونانی فلسفیوں میں اشراقیت، عیسائیوں میں رہبانیت، ہندوؤں میں جوگیت اسی نظریہ کا نتیجہ تھا۔ یہ لوگ گوشت نہ کھاتے، ننگے رہتے، ایک سال تک کسی مقام پر کھڑے رہتے، اہل و عیال کی نعمتوں کو چھوڑ کر تجرڈ رہبانیت اختیار کرتے اور اس کو بہت بڑی عبادت

قسم بخدا اگر آپ نہ ہوتے تو نہ ہم راستہ پاتے نہ خیرات کرتے اور نہ نماز پڑھتے۔

گویا اس شعر میں حضور نبی ﷺ کے احسان کا اظہار کیا ہے کہ یہ آپ ہی کی تعلیم تھی جس نے نہ صرف اہل عرب کو بلکہ ساری کائنات کو عبادت کے صحیح طریقوں سے آشنا فرمایا۔ اگر آپ کی ذات ستودہ صفات نہ ہوتی آج سارے جہان کے انسانوں کی پیشانیاں غیر اللہ کے سامنے جھکی ہوئی ہوتیں۔

حضور علیہ السلام کا پہلا کارنامہ یہ ہے کہ آپ دنیا کو عبادت کا اصل مفہوم بتایا اور کائنات کے معبودوں سے تمام باطل معبودوں کو باہر نکال کر پھینک دیا اور خدا کے سامنے تمام مخلوقات کی گردنیں جھکا دیں اور صاف اعلان فرمایا۔

اُعْبُدُوا رَبَّكُمْ۔ صرف ایک خدا کو پوجو۔

پھر آپ نے عبادت اور اس کا صحیح طریقہ پیش کیا اور بتایا عبادت کیلئے کسی خارجی رسوم کی ضرورت نہیں ہے۔ آگ جلانا، مورتیوں کو سامنے رکھنا، لوہان اور خوشبو، گھنٹوں اور ناقوں سے عبادت کو دلکش و دلفریب بنانا، ساز و ترنم اور جرس وغیرہ حتیٰ کہ کسی خاص لباس کی بھی قید نہیں ہے اور ان تمام غیر ضروری رسوم سے اسلام کی عبادت پاک ہے۔ اسلام کی عبادت تو پاک لباس جو ستر پوشی کر سکے۔ پاک جسم اور پاک دل کی ضرورت ہے۔

## مکان کی قید

ہر مذہب نے اپنی عبادت کو ایسا نٹ چو نے کی چار دیواری میں محدود کر دیا ہے۔  
 بت خانوں سے باہر آتش کدوں سے الگ ان کے ہاں کوئی نماز نہیں ہے۔ لیکن حضور  
 ﷺ نے دنیا کو بتایا کہ کائنات کا ہر حصہ معبد ہے اور زمین کا ہر گوشہ عبادت خانہ ہے۔ تم  
 کہیں بھی ہو۔ سمندر میں یا خشکی میں، ہوا میں یا زمین پر، ہر جگہ کارزار میں یا ریل و جہاز  
 میں ہر جگہ خداوند قدوس کی عبادت کر سکتے ہو۔



سمجھتے تھے۔ لیکن حضور رحمة اللعالمین ﷺ تشریف لائے اور آپ نے فرمایا:

لَا يَكْفِيكَ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وَمُسْعَهَا۔

خدا کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ کا حکم نہیں دیتا۔

مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ۔

اللہ نے تمہارے لئے دین میں تنگی نہیں کی ہے۔

یعنی خدا رب العالمین ہے۔ ماں باپ سے زیادہ بندوں سے محبت کرتا ہے۔

وہ تمہاری ان مشقتوں سے خوش نہیں ہوتا اور نہ وہ ایسی بات کا حکم فرماتا ہے جو تمہاری وسعت قدرت اور اختیار میں نہ ہو۔ دنیا سے بالکل قطع کر لینا اور ویرانوں میں جا کر تلاش حق کرنا عبادت نہیں ہے۔

لَا ذَهَابَ لِلْإِسْلَامِ۔ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔

ہاں عبادت یہ ہے جس میں خالق و مخلوق دونوں کے حقوق کا لحاظ رکھا جائے۔

عزیزوں، رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو۔ بیوی بچوں کے حقوق ادا کرو۔ حلال کی روزی کماؤ، دنیا کی نعمتوں سے لذت حاصل کرو، عمدہ اور صاف کپڑے پہنو، اچھے اور پاک کھانے کھاؤ، اور پھر خدا کے حضور پانچ وقت حاضر ہو جاؤ اور اللہ کے حقوق بھی ادا کرو۔ یہ ہی عبادت ہے اور یہ ہی انسان کا کمال ہے۔

اس مختصر تفصیل سے آپ پر ظاہر ہو گیا کہ اسلام نے جو عبادت کا مفہوم پیش کیا ہے وہ دراصل ایک فطری چیز ہے جس کو سلیم طبیعت فوراً قبول کر لیتی۔ بہر حال عبادت کے لغوی معنی عاجزی کے ہیں۔ اور اصطلاح میں عبادت کے معنی یہ ہیں کہ کسی کو خدا سمجھ کر اس کے حضور عبودیت کا نذرانہ پیش کرنا اور اس کے احکام بجالانا۔ یہ سمجھ کر یہ حکم خدا کا ہے۔ اگر انسان کیسا بھی اچھا کام کرے۔ مگر اس سے مقصود خدا کی خوشی اور اس کی اطاعت نہ ہو۔ وہ ہرگز عبادت نہیں ہے اور یہ ہی اسلام کی تعلیم ہے۔

إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

میری نماز، میرا حج، میری زندگی اور میری موت سب خدا کیلئے ہے۔

اس سے معلوم ہوا مسلمان جو بھی نیک کام کرے، اگر اس سے مقصود خدا کے حکم بجا آوری اور اس کو خوش کرنا ہے تو وہ عبادت ہے۔ چنانچہ اسی آیت کی جامع مانع تفسیر حضور ﷺ کے اس ارشاد سے کی جاسکتی ہے۔

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔ اعمال کا ثواب نیت پر موقوف ہے۔

### عبادت میں اخلاص ضروری ہے

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبادت میں نیت اور اخلاص نہایت ضروری ہے۔ انسان کا ہر وہ کام جس سے خوشنودی خدا ہے عبادت ہے۔ اور اگر اس کام سے مقصود شہرت، ناموری ہے تو یہ عبادت نہ ہوگی۔ کیونکہ جو عبادت خلوص نیت سے خالی ہو اس میں تقویٰ کہاں ہوگا۔ اور عبادت کی غرض دعا و غایت تقویٰ بھی ہے۔

تقویٰ انسان کے قلب کی وہ کیفیت ہے۔ جس کی وجہ سے دل میں نیک کام کرنے کی امنگ اور برائیوں سے نفرت ہوتی ہے اور وہ کام خاص رب العزت جل مجدہ کی خوشنودی کیلئے کیا جاتا ہے۔ اسی لئے فرمایا:

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔

یہ عبادت اس لئے ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

### عبادت کا وسیع مفہوم

مذکورہ حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ صرف نماز، حج، زکوٰۃ ہی عبادت نہیں ہے۔ بلکہ ہر وہ کام جس سے مقصود خدا کی رضا ہو وہ بھی عبادت ہے۔ مثلاً کسی شکستہ دل کی تسکین کیلئے تسلی و تشفی کی بات کرنا اور گنہگار کو معاف کرنا بھی عبادت ہے۔ چنانچہ ارشاد

ہے۔ اچھی بات کہنا اور معاف کرنا اس خیرات سے بہتر ہے۔

قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ۔ (قرآن)

جس کے پیچھے ستانا ہو۔

اس آیت کی تشریح حضور نبی کریم ﷺ نے یوں فرمائی۔

كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ۔ (بخاری)

ہر نیکی کا کام صدقہ ہے۔

تَسْمُكُ فِیْ وَجْهِهِ صَدَقَةٌ وَامَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ

الشَّاعِیُّ عَلَى الْأَرَامِلِ وَالْمُسْكِنِ كَالْمُجَاهِدِ فِی سَبِيلِ اللَّهِ۔

کسی بھائی کو دیکھ کر اس کو خوش کرنے کیلئے مسکرانا راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا بھی خیرات ہے۔ یہ وہ غریب کی مدد کرنا خدا کی راہ میں جہاد کرنے کے برابر ہے۔

اسی طرح لوگوں کے درمیان بعض فساد کے اسباب کو دور کرنا محبت پھیلانا

بھی عبادت ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ کیا تمہیں روزہ نماز

سے بڑھ کر دوسری چیز نہ بتاؤں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی۔ فرمائیے یا رسول

اللہ ﷺ۔ فرمایا:

إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ۔ آپس کے تعلقات کا درست رکھنا۔

ان مثالوں سے واضح ہے اسلام میں عبادت کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ اس

لئے کہا جاسکتا ہے کہ مومن کا ہر کام عبادت ہے۔ اس کا سونا جاگنا تجارت کرنا وغیرہ

سب ہی عبادت ہیں جب کہ اس سے مقصود اللہ رب العزت کی خوشنودی اور اس کے

بندوں کے حقوق ادا کرنا ہے۔



## نماز عبادت کا گوہر شاداب

### فَرْضِیَّتِ صَلَوةٌ

نماز ہر مومن عاقل بالغ پاک پر فرض ہے۔ بحکم سرور عالم ﷺ سات سال کے لڑکے لڑکی کو نماز (روزہ) کا حکم کرنا چاہیے۔ جب دس سال کے ہو جائیں تو انہیں مار کر پڑھانی چاہیے۔ اور ان کے بستر الگ کر دیئے جائیں۔ یا کہ بالغ ہونے پر ان کو عادت ہو جائے۔ اور وہ نماز کو ترک نہ کریں۔

أَلْخَبَرُ عَادَةُ وَالشَّرْعُ عَادَةُ وَالنَّفْسُ مَعْتَادٌ۔ (صلوۃ مسعودی)

نیکی اور بدی عادت ہے اور نفس خوئے پذیر ہے۔

چوب ترکو جدھر پھیریں پھر جاتی ہے اور جب خشک ہو جائے تو یہ حالت نہیں

رہتی۔ نماز کی فرضیت قرآن و حدیث اور اجماع اُمت سے ثابت ہے۔ اسی طرح

پانچ نمازوں کا ثبوت قرآن کریم کی پانچ اور دس سے زائد احادیث سے ثابت اور اس

پر اجماع اُمت ہو چکا ہے۔ (عزیز البرکات بحوالہ تعلق الجلی)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا۔

الصلوۃ کم۔ علی کم۔ فی کم۔ من کم۔

جواب دیا گیا: النین علی النین۔ فی النین من النین۔

یعنی نمازیں دو طرح ہیں فرض اور واجب۔ دو پر فرض ہیں یعنی جن و انسان پر

دو میں یعنی شب و روز میں۔ دو کی طرف سے یعنی خدا اور رسول کی طرف سے۔

(بیاض جلدی المکرم ادخلہ اللہ فی ببحوہ جنانہ)

نماز میں سات آسمان کے فرشتوں کی عبادت ہے۔ آسمان اول کے قیام میں ہیں آسمان دوم کے رکوع میں سوم کے سجدہ میں چہارم کے قعدہ میں پنجم کے تسبیح میں چھٹے کے تہلیل (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) میں ساتویں کے تجید (سبحان الله والحمد لله) میں

جب مومن آدمی دو رکعت نماز اٹھیں مذکورہ افعال و اذکار سے ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کے اعمال نامہ میں سات آسمان کے فرشتوں کی گفتی کے مطابق نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

امام نجم الدین عمر سیوطی رحمہ اللہ نے خصال میں فرماتے ہیں کہ زمینوں کو بھی اس پر قیاس کرنا چاہیے۔ درخت اور مینار اور پہاڑ قیام میں ہیں اور چار پائے رکوع میں اور حشرات الارض (زمین میں رہنے والے) سجدہ میں اور دیواریں اور ٹیلے اور گاہ اور ریگ وغیرہ قعدہ میں قرآن کریم کی آیت کریمہ اسی دلیل پر ہے۔

وَأَنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَّا تُفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ۔

(کنز الایمان صلوٰۃ سعودی)

اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے۔ ہاں تم اس کی تسبیح سمجھ نہیں سکتے۔ (پ ۱۵ ع ۵)

آب و خاک و باد و آتش بندہ اند

بامین و تو مردہ باحق زندہ اند

اللہ تعالیٰ نے نماز کو احمد علیہ السلام شکل بنایا۔ الف قیام حارک رکوع میم سجدہ دال

قعدہ۔ (واقع الاخبار)

## نماز کے برکات

نبی محترم رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔ (۱) نماز پڑھنے سے خدا تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ (۲) فرشتے پیار کرتے ہیں۔ (۳) تمام انبیاء کی سنت ہے۔ نور معرفت ہے۔ (۴) اصل (جز) ایمان ہے۔ (۵) اجابت (قبولیت) دعا ہے (باعث قبولیت ایمان ہے) (۶) رزق میں برکت۔ (۷) بدن میں راحت (۸) دشمن کیلئے اوزار (۹) شیطان کو ناخوش کرتی ہے۔ (۱۰) ملک الموت کے سامنے سفارشی ہوگی (قبر میں روشنی) (۱۱) نیچے پھوٹنا (۱۲) منکر و نکیر کیلئے جواب (۱۳) قیامت تک قبر میں مونس و غمخوار ہوگی (۱۴) رونق قیامت اور پر سایہ کرے گی۔ (۱۵) سر پر تاج ہوگی۔ (۱۶) بدن پر لباس۔ (۱۷) اور نور جو آگے آگے چلتا ہوگا (۱۸) نمازی اور روزخ کے درمیان پردہ ہوگی۔ (۱۹) خدا کے سامنے جنت۔ (۲۰) میزان (ترازو) میں ثقل (بھاری) (۲۱) پل صراط سے گزاردے گی۔ (۲۲) اور جنت کی کنجی ہے۔ کیونکہ اس میں تسبیح و تہلیل و تہجد و تہنیت و تہلیل و تہنیت قرأت اور دعا ہے۔ لہذا افضل الاعمال ہے۔

(بستان العارفین معنفہ فقیہ ابوالیث سرقدی متوفی ۱۳۷۳ھ مصری ص ۱۰۱)

## فرائض نماز

نماز کی شرائط اور ارکان جن کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی۔ ان کو ایک سندھی شاعر نے ایک شعر میں جمع کر دیا۔

فرائض نہ دانی شوری در قلق

اجنب نوبی تحقق رقب

۱۳۲۲ - ۷۶۵ - ۱۰۹۸ - ۱۲۱۱ - ۱۳

(۱) نمازی کیلئے لازم ہے کہ اس کا جسم ظاہری باطنی نجاست سے پاک ہو۔



ورنہ نماز درست نہ ہوگی۔ الف سے مراد اندام پاک (۲) جائے پاک، یعنی جس جگہ نماز پڑھتا ہے وہ بھی پاک ہو۔ (۳) جامہ پاک اس کے کپڑے بھی پاک ہوں۔ (۴) ستر۔ مرد کیلئے ناف سے زانو تک جسم کا چھپانا فرض ہے۔ اور عورت کیلئے سوائے دو ہاتھ (بندوست تک) اور چہرہ اور دو پاؤں کے سارے جسم کا چھپانا، کپڑا پتلانہ ہونا کہ اعضاء نظر نہ آئیں اور ایسا چست نہ ہو کہ اعضاء کی ساخت معلوم ہو۔ (۵) نیت کرنا۔ (۶) وقت کا معلوم کرنا۔ بغیر وقت ہوئے نماز پڑھنا درست نہیں۔ کیونکہ قبل ازین نماز فرض ہی نہیں ہوتی تو یہ کیا پڑھتا ہے۔ عموماً صبح، عصر اور عشاء کے وقت سے لوگ نادانف ہیں، قبل از وقت پڑھ لیتے ہیں۔ (۷) قبلہ کی طرف یا جہت قبلہ کو منہ کرنا۔ خواہ جہاز میں ہو یا کشتی میں یا ریل گاڑی میں معذور و مجبور کے سوا اگر کوئی شخص غیر قبلہ کو منہ کر کے نماز پڑھے گا نماز درست نہ ہوگی۔ جس جگہ پتہ نہ ہو مساجد کو دیکھے کسی سے پوچھ لے۔ قطب نما صحیح سے یا ستاروں کو معلوم کر لے۔ اگر یہ نہ ہو تو سوچ سے پڑھے۔ (۸) تکبیر تحریر۔ (۹) قیام کرنا۔ بلا عذر بیماری کے یا درندے اور دشمن کے خوف سے ساکت نہیں ہوگا۔ بعض لوگ ذرا سی بیماری میں نماز بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ حالانکہ چلتے پھرتے ہیں ان کی نماز درست نہیں، کھڑے ہونے کی طاقت ہے تو کھڑے ہو کر شروع کر لیں، پھر اگر کھڑے نہیں رہ سکتے تو بیٹھ جائیں۔ (۱۰) قرأت۔ ایک آیت لمبی یا تین آیت چھوٹی۔ (۱۱) رکوع کرنا کہ سر اور پیٹھ اس طرح برابر ہوں کہ اگر پشت پر پانی کا پیالہ رکھا جائے تو وہ گرے نہیں۔ (۱۲) سجدہ کرنا۔ کہ دونوں ہاتھ کے درمیان سر اس طرح رکھے کہ اگر کان کے اوپر سے کوئی چیز گرے تو ہاتھ کی پشت پر گرے۔ کلاسیاں زمین سے اٹھائے رکھے بازو پہلوؤں سے جدا ہوں اور پیٹ زانوؤں سے الگ اور ساتوں اعضاء زمین پر ہوں۔ خصوصاً پاؤں کو بعض لوگ سجدہ میں اٹھائے رکھتے ہیں۔ ان کی نماز درست نہیں اور اعضاء اس طرح ہوں کہ بکری کا بچہ نیچے سے گزر سکے

(۱۳) تعدہ اخیر یا یاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے اور وایاں کھڑا رکھے اور ہاتھ رانوؤں پر رکھے یہ احکام مرد کیلئے ہیں۔ عورتیں سجدہ میں سب اعضاء مذکورہ ملا کر رکھیں اور دونوں پاؤں ایک طرف نکال کر رکھیں ان پر بیٹھیں۔ واجبات نماز اس شعر میں آگئے ہیں۔

چوں واجب نہ دانی شوی در خطر  
فُضبت نَفْتُ نَفْتُ لَقْبُتْ بَجْبَدِ  
۳۲۱-۶۵۳-۹۸۷-۱۲ ۱۱ ۱۰

### واجبات نماز

(۱) فاتحہ پڑھنا امام اور اکیلے کیلئے۔ مقتدی کیلئے فاتحہ پڑھنے کی ۸۰ صحابہ کرام سے ممانعت مروی ہے۔ بلکہ وعید آئی ہے کہ جو شخص امام کے پیچھے فاتحہ پڑھے وہ فطرت اسلامی پر نہیں (طحاوی شرح معانی الآثار ص ۳۵) اس کے منہ میں چنگاڑا ہو (عمدة القاری ص ۶۷) اس کے منہ میں پتھر ہوں۔ (موطا امام محمد ص ۹۸) اس کا منہ مٹی سے بھرا جائے۔ (طحاوی وغیرہ) (۲) ضم سورہ یعنی الحمد کے ساتھ سورت ملانا۔ (تعیین قرأت یعنی فرضوں کی دو پہلی رکعتوں اور وتر نفل کی سب رکعتوں میں قرأت پڑھنا۔ (۳) تعدیل ارکان یعنی ہر رکن کو اپنی اپنی جگہ ادا کرنا۔ (۵) تعدہ۔ (۶) یعنی التحیات پہلے اور آخری تعدے میں پڑھنا۔ (۷) لفظ سلام کے ساتھ نماز سے باہر آنا۔ (۸) دعائے قنوت وتر۔ (۹) تکبیرات عمیدین۔ (۱۰) جہر سے قرأت صبح اور مغرب اور عشاء جمعہ و عیدین میں۔ (۱۱) ستر یعنی آہستہ پڑھنا ظہر اور عصر میں۔ (۱۲) ترتیب رکھنا۔ سنت نماز اس شعر میں ہیں۔

چو سنت بدانی شوی مقتدا  
روزہ نیت تست روا  
۳۲۱-۶۵۳-۹۸۷-۱۲ ۱۱ ۱۰



## نماز کی سنت

- (۱) رفع یدین۔ تکبیر تحریرہ کیلئے ہاتھ کانوں کی ٹوٹک اٹھانا اور کسی جگہ نہیں۔  
 (۲) وضع یدین۔ یعنی ہاتھ ناف کے نیچے باندھنا۔ عورتوں کیلئے چھاتی پر۔ (ابوداؤد عمدۃ  
 الرعاہ ص ۱۶۵ ج ۱ وغیرہ) (۳) ثناء پڑھنا امام و مقتدی اور اکیلے کیلئے۔ (۴) بسم اللہ  
 پڑھنا الحمد سے پہلے۔ (۵) تسبیح۔ رکوع و سجود میں تین یا پانچ یا سات مرتبہ۔ (۶)  
 تکبیرات یعنی رکوع جاتے اور سجدہ کرتے اُٹھتے وقت اللہ اکبر کہنا۔ (۷) سمع اللہ  
 لمن حمدہ امام اور اکیلے کو کہنا۔ (۸) توقف کرنا رکوع اور سجود کے بعد یعنی قومہ جلسہ  
 کرنا۔ (۹) درود شریف پڑھنا۔ (۱۰) دعا پڑھنا جو حدیث شریف سے مروی ہو اور دعا  
 ابراہیمی رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ اِنْ پڑھنا مستحب ہے۔ (عائضی) (آمین  
 آہستہ کہنا۔ طحاوی ص ۱۳۰ آثار سنن ص ۹۹ میں ہے کہ ثناء اعوذ آمین آہستہ پڑھی  
 جائیں۔ ترمذی ابوداؤد اور حاکم اور دارقطنی وغیرہ میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے  
 آمین آہستہ کہی۔

## طریق اشاعت نماز

نماز کی اہمیت و فرضیت محتاج بیان نہیں ہے۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ انسان انسان  
 ہی ہے۔ وہ فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے۔ تبلیغ ہی سے اسلام چارواک عالم  
 میں پھیلا تھا۔ اور تبلیغ ہی سے آج مسلمانوں کو راہِ راست پر لایا جاسکتا ہے اس لئے فی  
 زمانہ نماز اور اس کے ضروری مسائل کی تبلیغ و اشاعت بہت ضروری ہے۔ ہر مسلمان کا  
 فرض ہے کہ وہ فریضہ تبلیغ ادا کرے اور ذیل کی تجاویز کو عملی شکل دی جائے۔

- (۱) ہر محلہ میں نماز کمیٹی قائم کی جائے اور محلہ کے نیک اور بااثر اصحاب کے تعاون  
 تبلیغ نماز کی مہم شروع کی جائے۔

- (۲) ہر ہفتہ ایک مجلس وعظ منعقد کی جائے۔ جس میں نماز کے متعلق وعظ ہوں  
 اور مسائل نماز پڑھ کر سنائے جائیں۔

- (۳) بے نمازوں کو پیار و محبت سے نماز کی ترغیب دی جائے۔ اور وہ سخت سست  
 جواب دیں تو تحمل و بردباری سے کام لیا جائے اور اپنی تبلیغ کو کسی حالت میں بھی ترک  
 نہ کی جائے۔

- (۴) روزانہ صبح و شام رضا کاروں کی ایک جماعت نماز اور ذکر الہی کی طرف ترغیب  
 دلانے والی نظمیں پڑھتے محلہ میں گشت کرے۔ ذی اثر حضرات بھی اس جلوس میں  
 شریک ہوں۔

- (۵) اوقات نماز کے وقت محلہ کے لوگوں سے اپیل کی جائے کہ وہ مسجدوں میں آ  
 جائیں۔

- (۶) نماز کمیٹی کیلئے کسی قسم کا چندہ وغیرہ نہ رکھا جائے۔ محض خالصہ لوجہ اللہ یہ کام  
 سرانجام دیئے جائیں۔

- (۷) پہلے اپنے محلہ کی اصلاح کر لیجئے۔ اسکے بعد دوسروں کی طرف متوجہ ہو جائیے۔



### اسرار نماز

(۱) ایمان عمل سے مقدم ہے کیونکہ ایمان اصل اور عمل اس کی شاخ ہیں۔ (۱)  
ایمان قلب کا کام ہے اور عمل جسم کے افعال ہیں۔ دل بادشاہ ہے اور جسم اس کی رعیت ہے۔ اس لئے دل کا کام (ایمان) جسم کے کام (اعمال) سے افضل ہو۔ (۲) ایمان تمام پیغمبروں کے دین میں یکساں ہے۔ مگر اعمال میں فرق ہوتا رہا۔ لہذا جو چیز بدلنے والی نہ ہو وہ بدلنے والی سے افضل ہوتی ہے۔ (۳) ایمان لانا اسلام میں اولیٰ ہی سے فرض ہوا اور نماز وغیرہ بعد میں فرض ہوئیں۔ (۴) اعمال موت پر ختم ہو جاتے ہیں اور ایمان قبر حشر موت ہر جگہ ساتھ رہتا ہے۔ (۵) ایمان لانا سب پر فرض ہے۔ حتیٰ کہ بچے دیوانے ماں باپ کے تابع ہو کر مومن ہیں۔ لیکن اعمال نماز روزہ حج وغیرہ کوئی عبادت کا فروں نابالغ بچوں مجنونوں پر فرض نہیں ہے۔ اسی طرح نماز روزہ حیض نفاس والی عورت پر فرض نہیں۔ زکوٰۃ و حج غریب پر فرض نہیں۔ ان تمام خصوصیات کی بناء پر ایمان کی فضیلت ثابت ہوئی۔

(۲) ایمان کے بعد نماز عمل میں سب سے اہم افضل و اعلیٰ ہے۔ کیونکہ نماز بدنی عبادت ہے اور زکوٰۃ مالی۔ بدنی عبادت مالی عبادت سے افضل ہوتی ہے۔ بلکہ نماز تمام عبادتوں کی جامع ہے۔ روزہ حج زکوٰۃ جہاد یہ سب نماز میں موجود ہیں۔

(۱) نماز اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو عرش پر بلا کر عطا فرمائی اور

باقی اعمال و عبادات کے احکام زمین پر ہی بھیج دیے گئے۔ نماز دن بھر میں پانچ دفعہ پڑھی جاتی ہے۔ اور زکوٰۃ سال کے بعد۔ حج عمر میں ایک مرتبہ ادا کیا جاتا ہے۔ (۲) نماز ہر امیر و غریب پر فرض ہے۔ مگر زکوٰۃ غریب پر روزہ مسافر پر فرض نہیں۔ ہاں مسافر اس کی قضا کرتا ہے۔ (۳) آدم علیہ السلام سے لے کر قریباً تمام انبیاء نے کسی قدر فرق کے ساتھ نماز پڑھی لیکن زکوٰۃ وغیرہ کا یہ حال نہیں ہے۔ تفسیر روح البیان میں ہے۔ نماز فجر حضرت آدم علیہ السلام نے ظہر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عصر حضرت یونس علیہ السلام نے مغرب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عشاء حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پڑھی ہے۔ (۴) نماز تمام ملائکہ کی عبادتوں کا مجموعہ ہے۔ ملائکہ مقررین میں سے بعض وہ ہیں جو رکوع میں بعض سجدے میں بعض قیام میں بعض تسبیح و تہلیل میں پڑے ہیں۔ اللہ نے نماز میں یہ تمام چیزیں جمع فرمائیں۔ اس لئے نماز کا پابند درجہ میں ملائکہ کے برابر یا افضل ہوتا ہے۔ (۵) نماز صد ہا بیماریوں کا علاج ہے۔ خود اطباء اور فلاسفوں کو اعتراف ہے کہ وضو کرنے والا شخص دماغی بیماریوں میں بہت کم مبتلا ہوتا ہے۔ نمازی جنون اور تلبی کی بیماریوں سے اکثر محفوظ رہتا ہے۔ چونکہ نماز میں مہجوریت و وضو ہوتا ہے۔ اعضاء دھلتے رہتے اور کپڑے پاک صاف رہتے ہیں۔ اس لئے نمازی گندگی سے بچا رہتا ہے اور گندگی بہت سی بیماریوں کی جڑ ہے۔ (۶) نماز ہر مرض کا علاج بھی ہے۔ اس لئے اسلام میں ہر مصیبت کے وقت نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

### اوقاتِ صلوٰۃ

(۱) پانچ وقت کی نماز اس لئے فرض ہے کہ شب معراج میں اولاً پچاس وقت کی نمازیں فرض ہوئی تھیں لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عرض پر پانچ رہ گئیں اور ثواب پچاس کا ہی ملتا ہے۔ (۲) اہم سابقہ نے یہ نمازیں متفرق طور پر پڑھیں تھیں۔ کسی نے فجر کی کسی نے صرف ظہر کی کسی نے عصر کی اللہ نے ان ساری نمازوں کو ہمارے لئے

جمع فرمایا اور وہ سب مل کر پانچ بنتی ہیں۔ (۳) نماز سے مقصود یہ ہے کہ مسلمان کی ہر حالت اللہ کے ذکر سے شروع ہو۔ مثلاً صبح اٹھ کر ذکر الہی کرے کیونکہ یہ بیداری کی حالت کی ابتداء ہے۔ دوپہر تک کاروبار سے فارغ ہوا کھانا کھایا سو کر اٹھا تو دوسری حالت شروع ہوئی۔ اس لئے ظہر کی نماز پڑھے۔ عصر کے وقت تقریباً ہر شخص اپنے کاروبار سے فارغ ہوا۔ میر و تفریح کا وقت ہوا۔ یہ بھی ایک حالت ہے۔ اس لئے عصر کی نماز پڑھے۔ مغرب کے وقت دن جا رہا ہے۔ آفتاب اپنا سنہری چہرہ چھپا رہا ہے وہ کروٹ بدل رہا ہے اب مغرب کی نماز پڑھو۔ عشاء کا وقت آیا۔ رات ہو گئی۔ دن رخصت ہوا۔ تاریکی چھانے لگی۔ نیند آنے لگی۔ کیا معلوم یہ آخری غنیمت ہو اور صرف قیامت ہی کو اٹھنا ہو اس لئے اب بھی عبادت کرو عشاء کی نماز پڑھ کر آرام کرو اور سو جاؤ۔

### تعداد رکعات

نماز کی رکعتیں مختلف اسی لئے ہیں کہ دراصل یہ انبیاء کی یادگاریں ہیں۔ جس طرح قربانی خلیل اللہ کی یادگار ہے۔ انہیں کی سنت کو زندہ رکھنے کیلئے رب تعالیٰ نے ہر مسلمان مالک نصاب پر قربانی واجب کی ہے۔ اسی طرح یہ نمازیں مقبولان بارگاہ الہی کی ادائیں ہیں۔ ان کے وہ افعال جو رب العزت کو پسند آ گئے۔ وہ سب مسلمانوں پر فرض کر دیئے گئے۔ فجر کی دو رکعت آدم علیہ السلام نے پڑھیں۔ ظہر کی چار ابراہیم خلیل اللہ نے ادا فرمائیں۔ اس لئے ہمیں بھی حکم دیا گیا کہ اتنی ہی رکعتیں پڑھیں۔ طیب کے نسخے میں دو ایوں کی مقدار ہوتی ہے جو طیب اپنی حکمت و دانائی کی بناء پر قائم کرتا ہے اسی طرح نماز کی رکعتیں روحانی نسخہ ہیں جو طبیعت مطلق رب العزت جل مجدہ نے مقرر فرمائی ہیں اور ان میں حکمتیں ہیں جن کے ادراک سے عقل انسانی قاصر ہے صاحب روح البیان نے یہ بھی لکھا ہے۔ ملائکہ کے بازو مختلف ہیں۔ کسی کے دو کسی کے تین کسی کے چار تو اللہ تعالیٰ نے نمازوں کی رکعتیں بھی مختلف رکھیں۔ کیونکہ یہ بھی روح کے بازو ہیں۔

### قبلہ کی تعیین

قبلہ کی تعیین کی یہ حکمت ہے کہ کعبہ معظمہ زمین کی جڑ ہے۔ کیونکہ زمین وہیں سے پہلی ہے لہذا حکم دیا گیا ہے کہ نماز اسی کی طرف منہ کر لے۔ تاکہ نماز کی جسم اپنے اجسام کی اصل کی طرف رہے۔

بہر حال یہ اسرار اور حکمتیں وہ ہیں جو انسان نے سمجھیں اور بیان کر دیں۔ ورنہ نماز کی حکمت اور فلسفہ صرف یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ کا حکم ہے۔ مانو گے اس کی خوشخبری حاصل کرو گے اور نہ مانو گے تو عذاب کے مستحق ہو گے اور بس۔





## اقیموا الصلوة

واضح ہو کہ مامور بہ یعنی وہ کام جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ دو قسم پر ہیں۔ غیر موقت یعنی جن کا کرنا کسی خاص وقت کے ساتھ مقید نہ ہو۔ جیسے زکوٰۃ عشریندر مطلق وغیرہ زکوٰۃ کا سبب مالک نصاب ہوتا ہے اور اس کی شرط ایک سال گزرنا ہے۔ مگر اس کی ادائیگی کیلئے کوئی وقت مقرر نہیں۔ جب بھی ادا کی جائے گی ادا ہو جائے گی۔ دوسری قسم موقت ہے کہ جس کا تعلق ایک خاص وقت کے ساتھ ہے۔ اس وقت میں اس کو کیا جائے تو ادا ہے اور اس وقت مخصوص کے سوا اگر کیا جائے تو ادا نہ ہوگی بلکہ قضاء ہوگی۔ اس کی مثال نماز ہے کہ اس کی ادائیگی کیلئے وقت مقرر ہیں۔ وقت پر نہ پڑھی گئی تو قضا ہو جائے گی۔

نماز کے اوقات، تعداد اور کعات، شرائط و آداب کی پوری تفصیل کو قرآن مجید میں نہیں ملتی۔ البتہ ان امور کا اجمالی ذکر ہے اور ان کے اصول قرآن نے بیان کئے ہیں۔ مثلاً سورہ بقرہ کی یہ آیت جس میں لڑائی کی حالت میں نماز ادا کرنے کا ذکر ہے۔ اس سلسلہ میں ایک جامع آیت ہے۔

لِذَا أَمِنتُمْ لَدَٰكُم مِّنَ اللَّهِ تَعْلَمُونَ مَا لَمْ يَكُنُوا يَعْلَمُونَ

(سورہ بقرہ ۲۲۸)

پھر جب تم امن میں ہو تو خدا کو یاد جسے اس نے تمہیں تعلیم دی۔ جس سے پہلے

(۱) مگر تاخیر سے گناہگار ہوگا۔

تم ناواقف تھے۔

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ نماز اور اس کے شرائط و آداب اللہ عز و جل نے اسی طرح تعلیم فرمائے ہیں۔ جس طرح قرآن مجید کے اس اجمال کی تفصیل و تشریح سنت نبوی کے ذریعہ احادیث میں تحریراً اور نسلاً بعد نسل متفقہ طور پر عمل عملاً موجود ہے اور قرآن مجید میں اس کے عملی حوالے اور متعلقہ احکام بیان ہوئے۔

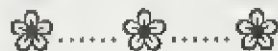
## نماز کی پابندی اور اس کی نگہداشت

نماز کی مداومت کیلئے قرآن مجید میں ایک خاص لفظ محافظت کا استعمال ہوا ہے جس کے لفظی معنی نگرانی کے ہیں اور جس کی وسعت میں پابندی سے ادا کرنا وقت پر ادا کرنا سب داخل ہیں۔

حَفِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ (سورہ بقرہ ۲۳۷) وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ۔ الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَوَاتِهِمْ ذَٰقِمُونَ۔ (سورہ الناحون ۸)

نمازوں کی نگرانی رکھو۔ وہ جو اپنی نماز کی نگرانی رکھتے ہیں۔ وہ جو اپنی نماز ہمیشہ ادا کرتے ہیں۔

ان آیات میں سب سے پہلے ہدایت یہ دی گئی ہے کہ نماز ایک ایسا فرض ہے جو کسی مسلمان کو کسی حال میں معاف نہیں اور اسے ہمیشہ پابندی وقت اور اس کے شرائط و آداب کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے۔ نماز کی ادائیگی کیلئے اوقات کے مقرر ہونے کی تصریح بھی قرآن نے کی۔





## قرآن میں نماز کے اوقات

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا۔ (سورہ النساء ۱۰۲)  
پہلے نماز مسلمانوں پر مقرر اوقات میں فرض ہے۔

اس سے واضح ہوا کہ فرض نمازوں کیلئے اوقات مخصوص ہیں۔ اداۓ نماز کیلئے قرآن نے زیادہ تین الفاظ استعمال کئے۔

(۱) أَتَاكَ مَفْ الصَّلَات (۲) صَلَاةٌ تَسْبِیْح (۳) ذِکْرُ اللّٰہ

پہلا لفظ اقامت صلوٰۃ نماز کیلئے مخصوص ہے۔ لیکن دوسرا اور تیسرا لفظ عام تسبیح و تحمید و یاد الہی اور نماز کیلئے بولا جاتا ہے۔ احادیث میں بھی تسبیح کے معنی نماز پڑھنے کے ہیں۔ (مسلم باب صلوٰۃ) اور اشعار عرب اور لغت عرب سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ قرآن مجید میں جب تسبیح کے ساتھ وقت کی تخصیص ہو تو اس سے کسی شبہ کے بغیر نماز کے علاوہ کوئی اور چیز مراد نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وقت مخصوص کے ساتھ اسلام میں نماز کے علاوہ کوئی عام تسبیح فرض نہیں ہے۔ البتہ اوقات کی تخصیص کے بغیر جہاں تسبیح کا حکم دیا گیا ہے اس سے اللہ عز و جل کی عام یاد و توصیف مراد ہو سکتی ہے۔

قرآن کریم کی متعدد آیات میں پانچ وقت نماز پڑھنے کے اوقات کا بالتصریح اور بالا جمال ذکر ہے۔ مثلاً سورہ طہ کی صرف ایک آیت اوقات پنجگانہ کی تفصیل کا استدلال کیا جاسکتا ہے۔

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا وَمِنْ  
الْأَيِّ الْهَيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ۔ (سورہ طہ ۱۲۹)

اور اپنے رب کی حمد تسبیح کر آفتاب نکلنے سے پہلے اور آفتاب کے ڈوبنے سے پہلے اور رات کے کچھ وقت میں تسبیح پڑھا اور دن کے کناروں میں۔

آفتاب نکلنے سے پہلے فجر ہے۔ ڈوبنے سے پہلے عصر ہے۔ رات کے کچھ وقت مراد مشاء ہے۔ اور دن کے کناروں میں ظہر و مغرب ہے۔ اسی طرح علیحدہ علیحدہ آیتوں سے بھی اوقات پنجگانہ کا استدلال ہو سکتا ہے۔ مثلاً

(۱) أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِكَ الشَّمْسِ۔ (بنی اسرائیل ۷۷)

زوال آفتاب کے وقت نماز قائم کرو۔ (یہ ظہر کی نماز ہے)

(۲) وَقَبْلَ الْغُرُوبِ۔ (ق ۲۸)

اور غروب آفتاب سے پہلے خدا کی تسبیح کر

(۳) وَادْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا۔

اور اپنے پروردگار کا نام صبح کو اور عصر کو (یہ عصر کی نماز ہوگی)

اسی کو وَالصَّلَاةَ الْوُسْطَى۔ (سورہ بقرہ ۲۳۷)

تسبیح کی نماز (سورہ بقرہ میں) کہا گیا ہے۔

کیونکہ یہ دن کی نمازوں میں ظہر اور مغرب کے تسبیح میں واقع ہے۔

(۴) وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ۔

اور دن کے دونوں ابتدائی اور انتہائی کناروں میں نماز قائم کر۔

دن کا ابتدائی کنارہ صبح اور انتہائی کنارہ مغرب ہے۔ فجر اور مغرب کی نماز ہوگی۔

(۵) سورہ نور میں ہے کہ صبح کی نماز سے پہلے بے آواز دیے زنا نہ مکان میں مت

جایا کرو۔

مِنْ قَبْلِ صَلَوةِ الْفَجْرِ۔

اس سے نماز فجر کا عملی ثبوت بھی ملتا ہے۔

(۶) پھر اسی میں یہ ہدایت بھی ہے کہ

بَعْدَ صَلَوةِ الْعِشَاءِ۔

عشاء کی نماز کے بعد۔

کیونکہ مسلمانوں کو عشاء کی نماز کے بعد جو آرام کرنے اور کپڑے اتار دینے کا وقت ہے کسی مسلمان کے مکان میں بلا اجازت نہ جانا چاہیے۔ یہ بھی نماز عشاء کا عملی ثبوت ہے اور یہی پانچوں اوقات نماز ہیں۔

### نماز کی شرطیں

واضح ہو کہ فرضیت نماز کا سبب حقیقی امر الہی ہے اور سبب ظاہری وقت ہے۔ صحت نماز کی چھ شرطیں ہیں کہ بغیر ان کے ہوگی ہی نہیں۔ طہارت، عورت کا ستر، استقبال قبلہ، وقت، نیت تحریر۔

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا۔ (سورہ النساء ۱۰۲)

اللہ عزوجل نے فرمایا: بیشک نماز مسلمانوں پر فرض ہے۔ وقت باندھا ہوا۔



### ہر نماز کیلئے وقت مقرر ہے اور اس کی محافظت فرض ہے

واضح کہ شرع مطہر نے نماز کیلئے جدا وقت مقرر فرمایا ہے کہ نہ وقت سے پہلے صحیح نہ وقت کے بعد تاخیر جائز۔ بلکہ فرض ہے کہ ہر نماز کو وقت پر ادا کیا جائے۔ زیر عنوان آیت کی تفسیر میں علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا:

يَقْتَضِي الْكُونَ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَقْتًا عَلِيحَةً۔

یعنی مقتضی آیت یہی ہے کہ ایک نماز کے وقت میں دوسری نماز ادا نہیں ہو سکتی۔ اور یہ حکم عام ہے۔ مسافر و مقیم صحیح و مریض غرضیکہ ہر مسلمان کیلئے یہ ہی حکم ہے کہ وہ نماز کو اس کے وقت مقررہ میں ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ نے محافظت و التزام اوقات کا حکم سات سورتوں میں نازل فرمایا:

(۱) بقرہ (۲) نساء (۳) مریم (۴) مومنون (۵) معارج (۶) ماعون

### نوع اول

وہ احادیث جن میں محافظت وقت اور اس کی ترغیب اور اس کے سے ترہیب ہے خطہ فضیلت کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

(۱) وَمَوَاقِيْتُهُنَّ وَعِلْمُ الْهَنْ حَقٌّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ (امام احمد)

جس نے ان پانچ نمازوں کی محافظت کی اور یقین جانا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں جنت میں جائے گا۔

(۲) اس مضمون کی حدیث کو مالک، ابو داؤد، نسائی و ابن حبان نے حضرت عبادہ بن صامت سے روایت کیا ہے (۳) ابو داؤد نے حضرت قتادہ سے (۴) ابو داؤد و طبرانی نے حضرت ابو برداء سے (۵) دارمی نے حضرت کعب بن عجرہ سے (۶) طبرانی نے عبد اللہ بن مسعود سے (۷) طبرانی نے انس بن مالک سے (۸) ابو داؤد نے حضرت فضالہ زبیری سے (۹) بخاری و مسلم، ترمذی و نسائی و دارمی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے (۱۰) بیہقی نے بطریق عکرمہ حضرت سیدنا فاروق اعظم سے اور (۱۱) امام مالک نے حضرت نافع سے روایت کیا۔ (رحمۃ اللہ علیہما)

### نوع دوم

حدیث امامت جبریل علیہ السلام جس میں انہوں نے ہر نماز کیلئے جدا وقت معین کیا۔ کا مضمون یہ ہے کہ جبریل امین علیہ السلام نے بعد تعین اوقات عرض کی۔  
 بہذا امرت قال ”ہکذا امرت“ ما بین ہذین وقت صلاة۔  
 اس کا حضور ﷺ کو حکم دیا گیا ہے۔ ایسا ہی حضور ﷺ کو حکم دیا گیا ہے۔  
 ان دونوں کے درمیان وقت نماز ہے۔

(۱) اس مضمون کی حدیثیں بخاری و مسلم، مالک، موطا و دارمی نے حضرت ابو مسعود انصاری سے (۲) طحاوی، ابو داؤد، ترمذی، ابن حبان حاکم نے حضرت عبد اللہ بن عباس سے (۳) نسائی و احمد و اسحاق و ابن حبان و حاکم نے جابر ابن عبد اللہ سے (۴) طحاوی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت کیں۔

### نوع سوم

وہ احادیث جن میں یہ ہے کہ سائل کے پوچھنے پر حضور ﷺ نے امانتیں کرا کر ہر نماز کا اول و آخر وقت بتایا اور پھر فرمایا:

وقت صلاحکم ما بین ما راتکم۔

نماز کا وقت اس کے درمیان ہے جو تم نے دیکھا۔

(۱) اس مضمون کی احادیث مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، طحاوی نے حضرت بریدہ سے (۲) مسلم، طحاوی، ابو داؤد و نسائی و ابن حبان نے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے (۳) مالک و نسائی و بزار نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت کیں۔

### نوع چہارم

وہ احادیث جن میں حضور ﷺ نے پیش گوئی فرمائی کہ کچھ لوگ وقت گزار کر نماز پڑھا کریں گے۔ تم ان کا اتباع نہ کرنا اور یہ بات مطلقاً ارشاد فرمائی۔ سفر و حضر کی تخصیص نہیں کی۔ (۱) مسلم، ترمذی، نسائی، ابو داؤد و احمد، دارمی، حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور ﷺ نے میری ران پر ہاتھ مار کر فرمایا۔ تیرا کیا حال ہوگا۔ جب تو ایسے لوگوں میں رہ جائے گا جو نماز کو اس کے وقت سے تاخیر کریں گے۔ میں نے عرض کی حضور ﷺ مجھے کیا حکم ہے؟

قال صَلِّ الصَّلَاةَ لَوْ قَتَلُوكَ۔

تو نماز کو اس کے وقت پر ہی پڑھنا۔

(۲) اس مضمون کی حدیث کو امام احمد و ابن ماجہ نے سند صحیح حضرت عبادہ بن صامت سے (۳) ابو داؤد نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

### نوع پنجم

وہ احادیث جن میں حضور اقدس ﷺ نے صاف و صریح طور پر ارشاد فرمایا کہ جب ایک نماز کا وقت آیا اور دوسری کا جاتا رہا تو قضا ہوگئی اور اس کی حائلت و نہمت فرمائی۔



لَكَ مِنَ الْكُتُبِ الْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ وَالْفَرَارُ مِنَ الزَّحْفِ وَالتَّهْبَةُ۔

کہ عین باتیں کبیرہ گناہوں میں سے ہیں۔ دو نمازیں جمع کرنا جہاد میں کفار کے مقابلہ سے بھاگنا اور کسی کا مال لوٹنا۔

واضح ہو کہ یہ حدیث موطا کی ہے جو اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے۔ اس کے سبب رجال اعلیٰ بن ابراہیم ابن علیہ سے آخر تک آمد ثقات عدول رجال صحیح مسلم سے ہیں۔

(۱) ان تمام آیات و احادیث سے آفتاب نے مردز کی طرح واضح ہوا کہ ہر نماز کیلئے خاص وقت جدا گانہ مقرر ہے کہ نہ اس سے پہلے پڑھنا جائز اور نہ اس کے بعد تاخیر کی اجازت ہے۔ (۲) ہر نماز کو اس کے وقت میں ادا کرنا فرض ہے۔ (۳) سوا ظہرین عرفہ و عشائین مزدلفہ کے دو نمازوں کو قصد ایک وقت میں جمع کرنا سرفرا کسی طرح جائز نہیں۔ (۴) نماز کیلئے تعین اوقات قرآن عظیم کی آیات اور حضور سید العلمین ﷺ احادیث سے قطعی الثبوت اور اس کے خلاف کیلئے دلیل ویسی ہی مطعی چاہیے۔ عصر عرفہ و مغرب مزدلفہ کا اجماعی مسئلہ ورنہ یقینی کے مقابل ظنی مضحل۔

### صلوٰۃ کے معنی

نعت میں صلوٰۃ کے معنی دعا کے ہیں۔ قرآن پاک میں فرمایا وصل علیہم اور حدیث میں ہے وان كان صائماً فليصل اس آیت اور حدیث میں صلوٰۃ کے معنی دعا ہے۔ امام نووی نے فرمایا صلوٰۃ کا اشتقاق صلویں سے ہے اور صلویں سرین کی دو ہڈیوں کو کہتے ہیں۔ علامہ قسطلانی نے فرمایا صلوٰۃ ”صلی“ سے مشتق ہے۔ جس کے معنی ہانس کو انگاروں پر رکھ کر سیدھا کرنے کے ہیں۔ بعض نے کہا۔ صلوٰۃ کے اصل معنی رحمت کے ہیں۔ لہذا صلوٰۃ کو صلوٰۃ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ رحمت ہے۔ یا اس لئے کہ اس میں نمازی رکوع و سجود میں اپنے سرین ہلاتا ہے یا اس لئے کہ صلوٰۃ سے آدمی راہ راست پر آ جاتا ہے تو جس کی کبھی نماز سے جاتی رہے۔ قیامت کے دن اسے آگ

(۱) مسلم ابو داؤد نسائی و یحییٰ بن ابان حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

وقت اظہر ما بحضور العصر و وقت مغرب ما لم يسقط نور الشفق۔ ظہر کا وقت جب تک ہے کہ عصر کا وقت نہ آئے اور مغرب کا وقت جب تک ہے کہ شفق نہ ڈوبے۔

(۲) مسلم و ابو داؤد ابن ماجہ طحاوی و ابن حبان حضرت ابو قتادہ سے راوی حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا۔ سوتے میں کچھ تقصیر نہیں، تقصیر تو جاتے میں ہے۔

ان نوخر صلوٰۃ حتی یدخل وقت صلاة اخرى۔ کہ تو ایک نماز کو اتنا پیچھے ہٹائے کہ دوسری نماز کا وقت آ جائے۔

(۳) امام طحاوی حضرت ابن عباس سے راوی ہیں کہ قال لا تفوت صلوٰۃ حتی یحییٰ وقت الاخری۔

نماز فوت نہیں ہوتی جب تک دوسری نماز کا وقت نہ آ جائے۔ یعنی جب دوسری کا وقت آیا پہلی قضا ہوگئی۔

(۴) امام بزار و محی السنہ بغوی حضرت ابن ابی وقاص سے راوی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے پوچھا وہ کون لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ قَالَ هُمُ الَّذِينَ يُؤَخَّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا۔

خرابی ہے ان نمازیوں کیلئے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو نماز کو اس وقت سے ہٹا کر پڑھیں۔

(۵) ابو قتادہ عدوی جو اجلہ اکابر و ثقات تابعین سے ہیں بلکہ بعض نے انہیں صحابہ میں گنا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان سنا۔



سے سیدھا کرنے کی ضرورت نہ رہے۔ علماء نے فرمایا صلوٰۃ کو صلوٰۃ اس لئے کہتے ہیں کہ مصلیٰ امام کا تابع ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام کی نماز فاسد ہو تو مقتدی کی بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

سہو امام سے مقتدی پر بھی سجدہ سہو لازم آتا ہے۔

مقتدی کو امام سے پہلے رکوع و سجود ممنوع ہے۔

امام کا سترہ مقتدیوں کے حق میں بھی کافی ہے۔

اس کے علاوہ ہر وہ عبادت جو تعظیم و خشیت خالق کیلئے ہو اس کو صلوٰۃ کہہ سکتے ہیں اور اس معنی میں صلوٰۃ افرادانی کے ساتھ خاص نہیں رہتی بلکہ تمام مخلوقات کیلئے ہو جاتی ہے تو ہر چیز کی صلوٰۃ اس کے مناسب حال ہوگی اس لئے قرآن مجید میں فرمایا کُلُّ قَدِ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ۔ اس آیت میں اشارہ ہے کہ تمام مخلوقات وظیفہ صلوٰۃ میں مشترک ہیں۔ البتہ اس کی نوعیت و صورت میں فرق ضرور ہے۔ جیسے سجدہ ہی کو لے لیجئے۔ تمام مخلوقات اپنے رب کے حضور سجدہ رہتے ہیں۔ وَاللَّهُ يَسْجُدُ مِنْ لِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضُ۔ لیکن سجدہ کی صورت میں فرق ہے۔ انسان کے سجدہ کرنے کی صورت یہ ہے کہ وہ اپنے سات اعضاء پر سجدہ کرتا ہے اور دوسری اشیاء کے سجدہ کی صورت اور ہے۔

### نماز کی اہمیت

حضور سید عالم ﷺ جب مبعوث ہوئے تو توحید کے سب سے پہلا حکم جو آپ کو ملا وہ نماز کا تھا۔ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ فکجو یہی نماز کی بنیاد ہے۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ یہ نماز تکمیل کے مدارج طے کرتی ہوئی اس نقطہ پر پہنچ گئی جو روحانی معراج کی آخری سرحد ہے۔

قرآن پاک کی تصریح کے مطابق دنیا میں کوئی پیغمبر ایسا نہیں آیا جس نے

اپنی امت کو نماز کی تعلیم نہ دی ہو۔ اور اس کی تاکید نہ کی ہو۔ خصوصاً ملت ابراہیمی میں تو اس کی حیثیت سب سے زیادہ نمایاں ہے۔ حضرت ابراہیمؑ حضرت اسماعیلؑ حضرت اسمعیلؑ حضرت لوطؑ حضرت اسحاقؑ حضرت یعقوبؑ حضرت لقمانؑ حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ حضرت زکریاؑ۔ ان سب جلیل القدر انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق قرآن پاک نے بتایا۔ یہ سب کے سب نماز پڑھتے تھے۔ اپنے اہل و عیال اور اپنی قوم کو نماز کا حکم دیتے تھے۔ (دیکھو سورہ مریمؑ ہودؑ انبیاءؑ لقمانؑ ابراہیمؑ طہؑ نوحؑ مائدہؑ آل عمرانؑ)

قرآن وحدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کے زمانہ میں بھی بعض یہودی اور عیسائی نماز پڑھتے تھے۔ (آل عمران ۱۲)

حضور ﷺ نے فرمایا یہودیوں کی طرح ننگے نماز نہ پڑھو۔

(کنز العمال ج ۳ ص ۷۲ ۷۳)

نماز اسلام کا سب سے اہم و اکرم فریضہ ہے۔ عبادات میں سب سے اشرف و افضل نماز ہی ہے۔ قرآن پاک میں تقریباً سو مرتبہ سے زیادہ نماز کا ذکر اور اس بجا آوری کی تاکید آئی ہے اور اس کے ادا کرنے میں سستی اور کاہلی نفاق کی علامت اور اس کا ترک کفر کی نشانی بتائی گئی ہے۔ یہ وہ فرض ہے جو اسلام کے ساتھ ساتھ پیدا ہوا اور اس کی تکمیل اس شہستان قدس میں ہوئی جس کو معراج کہتے ہیں۔

وَاقِمُْوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُسْرِكِينَ۔ (روم ۴۳)

اور نماز قائم رکھو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔

آیت بلا سے ایک تو توحید و ایمان کے بعد سب سے اہم چیز نماز ثابت ہوئی اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ترک نماز سے کفر و شرک میں گرفتار ہو جانے کا اندیشہ ہے کیونکہ جب دل کی کیفیت کو بیرونی اعمال کے ذریعہ نہ بڑھاتے رہا جائے تو خود اس کی کیفیت کے (ایمان) زائل ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے ہمیشہ

خاص طور سے نماز پر زور دیا۔ اور اس کے تارک کے متعلق شرک و کفر کا ذکر ظاہر فرمایا۔

روز محشر کہ جاں گداز بود

اولین پرش نماز بود

### تارک صلوٰۃ کا فر ہے

(۱) حضرت عبداللہ بن شعیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کسی عمل کے ترک کو کفر نہیں جانتے تھے۔ سو نماز کے بہت سی ایسی حدیثیں ہیں جن کا ظاہر یہ ہے کہ قصد نماز کا ترک کرنا کفر ہے اور بعض صحابہ کرام مثلاً فاروق اعظم، عبدالرحمن بن عوف، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس، جابر بن عبداللہ، معاذ بن جبل، ابو ہریرہ، ابو دردا، عیسیٰ بن ابی مرثدہ، بعض آئمہ کرام مثلاً حضرت امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، عبداللہ بن مبارک اور امام غزالی کا بھی یہی مسلک ہے۔ البتہ ہمارے امام ابوحنیفہ اور دیگر آئمہ کرام نیز کثیر صحابہ کرام تارک صلوٰۃ کی تکفیر نہیں کرتے مگر کیا یہ تھوڑی بات ہے کہ ان جلیل القدر حضرات کے نزدیک تارک صلوٰۃ کا فر ہے۔ اس مسئلہ کی مکمل بحث کیلئے اہل علم حضرات نیل الاوطار نو دی یعنی کا مطالعہ کریں۔

(۲) ہر مکلف یعنی عاقل و بالغ پر نماز فرض میں ہے۔ اس کی فرضیت کا منکر کا فر ہے اور جو قصد اچھوڑے اگرچہ ایک ہی وقت کی وہ فاسق ہے اور جو نماز نہ پڑھتا ہو قید کیا جائے حتیٰ کہ توبہ کرے اور نماز پڑھنے لگے۔ بلکہ آئمہ ثلاثہ مالک، احمد، شافعی رحمہم کے نزدیک سلطان اسلام کو اس کے قتل کا حکم ہے۔ (در مختار)

(۳) نماز خالص عبادتِ بدنی ہے۔ اس میں نیابت جاری نہیں ہو سکتی۔ یعنی ایک کی طرف سے دوسرا نہیں پڑھ سکتا۔

(۴) فرضیت نماز کا سبب اصلی امر الہی ہے اور ظاہری سبب وقت ہے کہ ازل وقت سے آخر تک جب بھی پڑھے ادا ہو جائے۔ اور فرضِ دومہ سے ساقط ہو جائے۔

(۵) بچہ کی جب سات برس کی عمر ہو جائے تو اس کی نماز پڑھنا سکھایا جائے اور جب اس برس کا ہو جائے (اور وہ نہ پڑھے) تو سختی سے پڑھوائی چاہیے۔

### عبادت میں میانہ روی اختیار کی جائے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ مسجد نبوی میں آئے تو دیکھا کہ دوستوں کے درمیان ایک سی لٹکی ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کیسی سی ہے؟ صحابہ کرام نے جواباً کہا یہ حضرت زینب کی سی ہے۔ وہ تہجد پڑھتی ہیں۔ پس جب نیند آنے لگتی ہے تو اس سے لٹک جاتی ہیں۔

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَلْوَةَ لِيُصَلِّيَ أَخَذَكُمْ بِشَاطِئِهِ فَاِذَا فَنَرَ فَلْيُقْعِدْ۔

نبی ﷺ نے فرمایا انہیں اس کو کھول دو تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ اپنی طبیعت کی خوشی تک نماز پڑھے اور جب اکتا جائے تو بیٹھ جائے۔

(۱) مطلب حدیث یہ ہے کہ آدمی اسی قدر نقلی عبادت کرے جتنی کہ ذوق و شوق کے ساتھ کر سکے۔ کیونکہ ریاضت و عبادت جس سے آدمی اکتا جائے۔ وہ ہمیشہ بچہ نہیں رہتا اور بہترین عمل وہی ہے جو ہمیشہ کیا جاسکے۔ (۲) یہ خاتون خولہ بنت زینب تھیں جو ساری رات تہجد پڑھتی تھیں اور جب نیند آتی تو سی سے لٹک جاتی تھیں۔ حضور ﷺ نے ان کے اس فعل پر انکار فرمایا اور یہ تعلیم دی کہ عبادت میں ایسی سختی اچھی نہیں ہے کہ وہ آدمی کیلئے بوجھ بن جائے۔

### کیا کثرتِ عبادت ممنوع ہے

واضح رہے کہ وہ تمام حدیثیں جن میں کثرتِ عبادت کی ممانعت آئی ہے تو یہ نہیں صرف ایسے افراد کیلئے ہے جو عبادت و ریاضت میں ایسے مشغول و مصروف ہو جائیں

کہ حقوق العباد تک تلف ہو جائیں اور عبادت ان کیلئے باہر ہو جائے۔ لیکن وہ لوگ جنہیں کثرت عبادت میں وقت نہ ہو بلکہ عبادت ان کی غذا بن جائے تو ایسے افراد کیلئے کثرت عبادت ممنوع نہیں ہے۔ بلکہ محمود و مطلوب ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا:

كَانُوا قَلِيلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ۔

(۲) نبی ﷺ کی عبادت ایسی ہوتی تھی کہ آپ کے قدم مبارک متورم ہو

جاتے تھے۔ (بخاری)

✽ رمضان کے آخری عشرہ میں حضور اکرم ﷺ ساری رات عبادت میں گزار

دیتے تھے۔ (مسلم)

✽ حضرت عثمان غنی و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ساری رات عبادت میں مشغول

رہتے تھے۔ (ابن کثیر)

غرضیکہ مطلقاً کثرت عبادت ممنوع ہے۔ بلکہ ایسی کثرت جس کی طاقت نہ ہو

اور طبع پر گراں ہو۔ اس کی ممانعت آئی ہے۔ چنانچہ اس باب میں حضور ﷺ اصولی

ہدایت یہ ہے۔

عَلَيْكُمْ مَا قَطِيعُونَ مِنْ أَعْمَالٍ۔ (بخاری)

تم اتنے عمل کو لازم پکڑو جس کی طاقت رکھتے ہو۔

✽ ظاہر ہے کہ طبائع قوت و ضعف کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔ بہت سے

ایسے ہوتے ہیں جو ایک شے کی طاقت رکھتے ہیں اور دوسرے اس کی طاقت نہیں رکھتے

غرضیکہ حدیث ہذا میں ایسی کثرت عبادت کی ممانعت کی گئی ہے جو انسان کی برداشت

سے باہر ہو۔ چنانچہ حدیث زیر بحث کے آخری جملوں سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

لِيَصَلِّيَ أَحَدُكُمْ نَشَاطَةً۔

ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اتنی نفلیں پڑھے جتنی کہ خوش دلی کے ساتھ پڑھ سکے۔  
جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ساری رات قیام کر سکے اور ساری  
رات عبادت میں گذاری اس کو دشوار نہ ہو تو اس کی ممانعت نہیں۔

### امام کو مسائل شریعت بتانا لازمی ہے

امام کیلئے ضروری ہے کہ حسب موقع و محل مقتدیوں کو نماز کے احکام و مسائل  
بتائے۔ مثلاً صف بندی کی تاکید، ارکان نماز کی حسب مسنون ادائیگی، خشوع و خضوع،  
رکوع، سجود قومہ (جلسہ) وغیرہ امور کو سنت کے مطابق ادا کرنے کی ہدایت کرتا رہے  
اور لوگوں کا فرض ہے کہ وہ امام سے مسائل نماز سیکھیں۔ حضور ﷺ کا یہ ہی طریقہ  
تھا کہ نماز کے بعد لوگ نماز میں جو کوتاہی کرتے اس کی نشاندہی فرماتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

هَلْ تَرَوْنَ قِبَلِي هَهُنَا فَوَاللَّهِ مَا يَغْفِي عَلَيَّ خُشُوعُكُمْ وَلَا  
رُكُوعُكُمْ إِنِّي لَا أَرَاكُمْ مِنْ وُزَاءِ ظَهْرِي۔

کیا تم یہ سمجھتے ہو میرا قبلہ یہ ہے۔ بخدا مجھ پر نہ تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور نہ

رکوع میں تم کو پس پشت سے دیکھتا ہوں۔

هَلْ تَرَوْنَ قِبَلِي أَلَا اسْتَفْهَامُ انْكَارِي ہے۔ مقصود یہ بتانا ہے کہ رویت جہت

قبلہ کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ بلکہ تمام جہات میری پیش نظر ہیں۔

حضور سید دو عالم ﷺ کے خصائص سے ہے کہ آپ جیسے آگے سے دیکھتے

تھے۔ اسی طرح پیچھے کے حالات سے بھی باخبر رہتے تھے۔ اور روایت سے مراد ادا رکب

حقیقی ہے۔ اسی طرح امام بخاری نے اس حدیث کو علامات نبوت میں بھی ذکر کیا۔ بعض

علماء نے فرمایا کہ نبی ﷺ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان سوئی کے نا کے کی طرح دو

آنکھیں تھیں جن سے پیچھے کے لوگوں کو دیکھ لیتے تھے۔ لیکن مونڈھوں کے درمیان



آنکھوں کا ہونا غالباً شارحین کا قیاس ہے۔

اس کے علاوہ حدیث میں صرف پیچھے کی طرف دیکھنے ہی کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ یہ بھی ہے وَلَا خَشَوْعُكُمْ کہ مجھ پر تمہارا خشوع بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ خشوع دل کی کیفیت کا نام ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا:

قُلْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ۔

کام نکال گئے ایمان والے جو اپنی نماز خشوع سے ادا کرتے ہیں۔

اور خشوع و خضوع ایسی چیز نہیں جو آنکھوں سے نظر آ سکے مگر نگاہ نبوی سے قلوب کی کیفیات بھی پوشیدہ نہیں۔

اے فردغت صبح آثار و دہور

چشم تو بنیدہ مانی الصدور

اس حدیث سے واضح ہوا کہ حضور ﷺ کی مقدس آنکھوں کی طرح نہ تھیں حضور آگے پیچھے اوپر نیچے یکساں دیکھتے تھے اور یہ کہ افعال و ارکان نماز کو مستنون طریقہ سے ادا کرنا چاہیے اور امام سے پہلے رکوع و سجدہ میں نہیں جانا چاہیے۔

## اذان و مؤذن کے فضائل و احکام

حضور ﷺ نے فرمایا:

(مؤذنون کی گردنیں قیامت کے دن سب سے زیادہ دراز ہوں گی) (مسلم و

احمد و ابن ماجہ) علامہ عبدالرؤف منادی نے تیسری میں لکھا کہ یہ حدیث متواتر ہے اور معنی حدیث یہ ہیں کہ مؤذن رحمت الہی کے بہت امیدوار ہوں گے۔ کیوں کہ جس کو جس چیز کی امید ہوتی ہے اس کی طرف گردن دراز کرتا ہے۔ یا یہ معنی ہیں کہ ان کے ثواب بہت ہیں۔ یا یہ کہ وہ قیامت کے دن شرمندہ نہ ہوں گے کیونکہ جو شرمندہ ہوتا ہے اس کی گردن جھک جاتی ہے۔ (۲) مؤذن کی جہاں تک آواز پہنچتی ہے اس کیلئے

مفرت کر دی جاتی ہے اور ہر تر و خشک جس نے اس کی آواز سنی اس کی تصدیق کرتا ہے۔ یا گواہی دیتا ہے۔ (احمد) (۳) اذان دینے والا جو محض ثواب کیلئے اذان دیتا ہے۔ اس شہید کی طرح ہے جو خون میں آلودہ ہے۔ قبر میں اس کو کیڑے نہیں پڑیں گے۔ (طبرانی) (۴) اذان دافع عذاب و بلا ہے۔ (طبرانی) (۵) حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہوتا کہ اذان کہنے میں کتنا ثواب ہے تو اس پر باہم تلوار چلتی۔ (احمد) (۶) جس نے بارہ برس اذان دی جنت اس کیلئے واجب ہوگئی اور اذان کے بدلے ساٹھ نیکیاں اور اقامت کے بدلے تیس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ (ابن ماجہ و حاکم) (۷) جو سال بھر اذان کہے اور اجرت طلب نہ کرے وہ قیامت کے دن جنت کے دروازے پر کھڑا کیا جائے گا۔ اور اس سے کہا جائے گا کہ جس کیلئے تو چاہے شفاعت کر۔ (ابن عساکر) (۸) اذان کے وقت دعا بہت کم رد ہوتی ہے۔ (ابو الشیخ عن انس) اس طرح کی بہت سی فضیلتیں احادیث میں ان مؤذنون کیلئے وارد ہوتی ہیں جو اللہ کی خوشنودی کیلئے اذان دیتے ہیں اور اجرت طلب نہیں کرتے۔ عجب زمانہ ہے کہ ہمارے معاشرہ میں لوگ اول تو اذان کہتے نہیں اور جو غلوں کے ساتھ اذان دے بھی اس کا مذاق اڑاتے ہیں اور اس پر ملا کی پھتی کتے ہیں اور یہ سب کچھ دین سے بے رشتی اور بے تعلقی کی وجہ سے۔

مئے گا اقبال کون ان کو یہ انجمن ہی بدل گئی ہے

نئے زمانے میں آپ ہم کو پرانی باتیں سنا رہے ہیں

## اذان کا جواب دینا واجب ہے

حضور ﷺ نے فرمایا (۱) جب اذان سنو تو اللہ کے داعی کا جواب دو۔ (۲)

جب مؤذن اذان کہے تو سنو جو وہ کہتا ہے تم بھی کہو۔ (ابن ماجہ) مومن کو بدبختی و نامرادی کیلئے کافی ہے کہ مؤذن کو تکبیر کہتے سنے اور جواب نہ دے۔ (۳) حضور اکرم ﷺ

نے مستورات سے فرمایا۔ جب تم بلال کو اذان و اقامت کہتے سنو تو جس طرح وہ کہتا ہے تم بھی کہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ہر کلمے کے بدلے ایک لاکھ نیکی لکھے گا اور ہزار درجے بلند فرمائے گا اور ہزار گنا بخورے گا اور مردوں کیلئے دو گنا ثواب ہے۔ (ابن عساکر)

(۴) اذان کا جواب دینے والے کی مغفرت ہوگی۔ وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(مسلم ابواشیخ)

ان احادیث سے واضح ہوا کہ اذان کا جواب دینا واجب ہے۔ مؤذن جو کلمہ کہے تو اس کے بعد سننے والا بھی وہی کلمہ کہے۔ مگر حی علی الصلوٰۃ وحی علی الفلاح کے جواب میں لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ (۲) جنبی بھی اذان کا جواب دے، مگر حیض نفاس والی عورت اور خطبہ سننے والے اور نماز جنازہ پڑھنے والے اور جو جماع میں مشغول یا قضائے حاجت میں ہوں ان پر جواب نہیں۔ (۳) جب اذان ہو تو اتنی دیر کیلئے سلام کلام اور جواب سلام تمام اشغال موقوف کر دے اور بغور اذان سنے اور جواب اور یونہی اقامت میں بھی۔ (۴) چند اذانیں سننے تو پہلی ہی کا جواب دے۔ مگر بہتر ہے کہ پہلی کے بعد بھی سب کا جواب دے۔ (۵) خطبہ کی اذان کا جواب زبان سے دینا مقتدیوں کو جائز نہیں۔ (۶) جب اذان ختم ہو جائے تو مؤذن اور سامعین درود شریف پڑھیں اور اس کے بعد دعا اللھم رب ہذہ الدعویہ پڑھیں۔ جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہدایت موجود ہے۔ (۷) جب مؤذن اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ کہے تو سننے والا درود شریف پڑھے اور انگوٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں کو لگائے اور کہے۔ قرة عینی بلک یا رسول اللہ۔ اللھم متعینی بالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بعض لوگ انگوٹھے چومنے کو بلا دلیل شرک و بدعت قرار دیتے ہیں۔ لیکن آپ یہ سوچئے کہ کیا حضور سرور عالم ﷺ کے نام اقدس کی تعظیم کیلئے چومنا شرک یا بدعت ہو سکتا ہے۔ نیز حضور ﷺ نے فرمایا:

مِنَ الْخَفَاءِ اِنْ تَسْمَعَ الْمُؤَذِّنَ لَمْ لَا يَقُولْ مِثْلَ مَا يَقُولُ۔  
یہ بھی ظلم ہے کہ تو اذان سنے اور جو مؤذن کہتا ہے تو نہ کہے۔ (ابن ابی شیبہ)  
ظاہر ہے وعید ترک واجب پر ہوتی ہے اور مستحب کے تارک کو ظالم نہیں کہہ سکتے۔ (یعنی ج ۲ ص ۶۳۶) اسی طرح اقامت کا جواب دینا بھی مستحب ہے۔

### اذان سن کر حضور ﷺ کیلئے دعا کی جائے

حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا۔ جب مؤذن اذان دے تو جو وہ کہے تم بھی وہی کہو۔

ثم صلوا علی فانہ صلی صلاۃ صلی اللہ علیہ بہا عشراً ثم سلوا  
اللہ لی الرسلۃ فانہا منزلة فی الجنة لا ینبغی لاحد الا لعبد من عباد  
اللہ وارجران اکون انا هو فمن سال اللہ لی الرسلۃ حلت لہ  
الشفاعة۔ (مسلم)

پھر مجھ پر درود پڑھو اور جو مجھ پر درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ طلب کرو۔ وسیلہ جنت میں ایک مقام ہے یہ مقام اللہ کے خاص بندے کو حاصل ہوگا اور مجھے امید ہے کہ اس مقام پر میں فائز ہوں گا تو جس نے اللہ سے میرے لئے وسیلہ کی دعا کی اس کیلئے میری شفاعت حلال ہوگی۔ (مسلم ابوداؤد و نسائی)

### مقام محمود

وہ جگہ ہے جس پر جلوہ گر ہو کر حضور شفاعت فرمائیں گے۔ تمام اولین و آخرین تلاش شفیق میں سرگرداں ہوں گے۔ جلیل القدر انبیاء کرام تک اذہبوا الی غیری فرمائیں گے۔ مگر صرف اور صرف حضور ﷺ کی زبان پر انسا لہا ہوگا۔ حضور ﷺ

کی اس عظمت و رفعت بزرگی و شان کو دیکھ کر اذین و آخرین حضور ﷺ کی ثناء کریں گے۔ اسی لئے اس مقام کو محمود کہتے ہیں۔ حدیث ابو ہریرہ میں حضور ﷺ نے فرمایا:

هو المقام الذي اشفع فيه لامتي۔ (یعنی ج ۲ ص ۲۳۱)

ابن جوزی نے کہا مقام محمود سے مراد شفاعت ہے۔ بعض نے کہا عرش پر یا کرسی پر حضور ﷺ کا کھڑا ہونا مراد ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مقام محمود وہ مقام ہے اذین و آخرین اس وقت حضور ﷺ کی تعریف کریں گے اور کل عالم پر حضور ﷺ کے فضل و شرف کا اظہار ہوگا۔

تسأل فتعطى تشفع فتشفع لئیس أخذ الا تحت لوائك۔

(یعنی ج ۲ ص ۱۴۱)

مانگئے آپ دیئے جائیں گے۔ سفارش کیجئے وہ قبول کی جائے گی، سبھی آپ کے جھنڈے تلے ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے مقام محمود تو حضور ﷺ کو حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ بھی فرمایا ہے۔ پھر اس کیلئے دعا کی کیا ضرورت ہے؟ جواب یہ ہے کسی ماحصل شدہ نعمت کیلئے دعا کرنا یا کرنا یہ شان عبدیت ہے اور بعض اوقات حاصل شدہ نعمت کے دوام و بقام کیلئے بھی دعا کرتے ہیں۔ علامہ یعنی رحمہ اللہ نے لکھا کہ اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ کسی دوسرے سے دعا کرنا اور اس کی دعا سے اپنی ضروریات میں استعانت کرنا (خصوصاً صالحین اُمت سے دعا کرنا) جائز ہے۔ (یعنی ج ۲ ص ۶۳۱)

### اذان کے بعد مسجد سے نکلنا جائز نہیں

بلا ضرورت شرعیہ اذان کے بعد مسجد سے نکلنا جائز نہیں، مگر جو کسی عذر کی وجہ سے جائز ہے۔ مثلاً بول و برازی کی حاجت ہوگئی یا کوئی ضروری کام ہے اور واپسی کا ارادہ رکھتا ہے یعنی قبل قیام جماعت واپس آنے کا ارادہ ہے یا دوسری مسجد کی جماعت کا منتظم

ہے تو اسے اذان کے بعد مسجد سے جانا جائز ہے۔

اسی طرح اگر کوئی اس وقت کی نماز پڑھ چکا ہے تو اذان کے بعد مسجد سے جا سکتا ہے۔ مگر ظہر و عشاء میں اقامت ہوگئی تو نہ جائے۔ نفل کی نیت سے شریک ہو جائے اور باقی تین نمازوں (فجر عصر و مغرب میں) اگر تکبیر ہوگئی اور یہ تہا پڑھ چکا ہے تو باہر نکل جانا ضروری ہے۔ کیونکہ فجر و عصر و مغرب میں بطور نفل شریک نہیں ہو سکتا اور مسجد میں ٹھہرنے رہنے میں لوگ بے نمازی ہونے کا گمان کریں گے۔

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اذان کے بعد مسجد سے نہیں نکلتا مگر شیطان“۔

### اذان خارج مسجد دی جائے

آج کل عام رواج ہو چکا ہے کہ مسجد کے اندر کھڑے ہو کر اذان دیتے ہیں جو خلاف سنت اور مکروہ ہے۔ اذان خواہ نماز پنجگانہ کی ہو یا خطبہ جمعہ کی۔ بہر حال سنت یہ ہے کہ خارج مسجد دی جائے کہ مسئلہ تمام کتب فقہ میں موجود ہے۔





## وضو اور اس کے اہم مسائل

اگرچہ وہ آیت جس میں وضو کا بیان ہے۔ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ مگر وضو اس سے پیشتر مکہ میں فرض ہو چکا تھا۔ انبیاء سابقین کی شریعتوں میں بھی وضو تھا۔ مگر یہ بات صرف امت محمدیہ علی صاحبہا الخیہ کی خصوصیات سے ہے کہ قیامت کے دن وضو کی وجہ سے ان کے چہرے ہاتھ اور پاؤں چمکتے ہوں گے۔ وضو کے فضائل میں بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں جن میں سے چند کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

(۱) حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میری امت کے ہاتھ پاؤں اور منہ وضو کی وجہ سے چمکتے ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

(۲) حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو کامل وضو کرے اور پھر اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا هُوَ تک پڑھے۔ اس کیلئے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔ (مسلم شریف)

(۳) حضور ﷺ نے فرمایا: مسلمان بندہ جب وضو کرتا ہے تو کلی کرنے سے پہلے منہ کے گناہ ہاتھ دھونے سے ہاتھوں کے گناہ سر کا مسح کرنے سے سر کے گناہ اور پاؤں دھونے سے پاؤں کے گناہ دھل جاتے ہیں۔ (نسائی)

(۴) نیز فرمایا: اس پر مغرور نہ ہونا کہ گناہوں کا ارتکاب شروع کر دو۔ یہ سمجھتے ہوئے وضو میں سب گناہ دھل جائیں گے۔

(۵) حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: جس نے بسم اللہ کہہ کر وضو کیا سر سے پاؤں تک اس کا سارا بدن پاک ہو گیا۔

سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو یہ بصیرت حاصل تھی کہ آپ جب لوگوں کا آب وضو دیکھتے تو بعینہ ان گناہوں کو پہچان لیتے جو دھل کر پانی میں گرتے۔ ایک مرتبہ جامعہ مسجد کوفہ میں ایک نوجوان وضو کر رہا تھا۔ اس کا پانی جو پڑکا تو امام نے فرمایا: میرے بیٹے ماں باپ کو ایذا دینے سے توبہ کر۔ چنانچہ اس نے توبہ کی۔ ایک شخص کا دھون دیکھ کر فرمایا: اسے بھائی زنا سے توبہ کر۔ ایک شخص کا دھون دیکھ کر فرمایا: شراب پینے اور لہو و لعب سے توبہ کر۔ چنانچہ ان سب نے توبہ کی۔ غرض کہ بزرگان دین اولیاء کرام آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ وضو کے پانی سے گناہ دھلتے ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ  
إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ  
اے ایمان والو! جب تم وضو کا ارادہ کرو تو اپنے منہ کو اور ہاتھوں کو گھٹیوں سمیت دھوؤ اور سر کا مسح کرو۔ پاؤں کو گھٹنوں سمیت دھوؤ۔

قرآن پاک میں وضو کے چار فرض بیان ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ چونکہ قرآن کے شارح ہیں آپ نے وضو کرنے کا طریقہ امت کو بتایا۔ انہی وضو کی احادیث سے فقہاء کرام نے مندرجہ ذیل مسائل معلوم کئے جو آپ کے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں۔

## چار چیزوں کیلئے وضو کرنا فرض ہے

(۱) ہر نماز کیلئے خواہ وہ فرض ہو یا سنت یا نفل جبکہ بے وضو ہو۔ (۲) قرآن کریم کے سجدہ کیلئے۔ (۳) نماز جنازہ کیلئے قرآن کریم کو چھونے کیلئے جبکہ غسل کی حاجت نہ ہو۔

فائدہ طواف کعبہ کیلئے وضو کرنا واجب ہے۔

### آٹھ چیزیں جن کیلئے وضو کرنا سنت ہے

یعنی ان کیلئے وضو کرنا واجب ہے اور نہ کرنا ناپسندیدہ ہے۔ اگرچہ موجب عذاب نہیں۔ (۱) اذان (۲) تکبیر (۳) حمد اور دونوں عیدوں کے خطبے کیلئے (۴) حضور اکرم ﷺ کے روضہ کی زیارت کیلئے۔ (۵) صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کیلئے۔ (۶) عرفہ میں ٹھہرنے کیلئے۔ (۷) غسل فرض سے پہلے۔ (۸) جس شخص پر غسل فرض ہو۔ اسے کھانا کھانے پانی پینے اور سونے سے پہلے۔

### وہ ۲۶ چیزیں جن کیلئے وضو کرنا مستحب ہے

یعنی وضو کرنا تو ثواب ہے اور نہ کرنے پر کچھ گناہ نہیں۔

(۱) سونے سے پہلے۔

(۲) سونے کے بعد۔

(۳) مردے کو نہلانے کے بعد۔

(۴) مردے کو اٹھانے کے بعد۔

(۵) عورت سے صحبت کرنے سے پہلے۔

(۶) جب غصہ آجائے۔ اس وقت۔

(۷) زبانی قرآن شریف پڑھتے کیلئے۔

(۸) حدیث شریف پڑھنے اور پڑھانے کیلئے۔

(۹) علم دین پڑھنے اور پڑھانے کیلئے۔

(۱۰) حمد اور دونوں عیدوں کے علاوہ اور خطبوں کیلئے۔

(۱۱) دینی کتابیں چھونے کیلئے۔

(۱۱) شرم گاہ چھونے کے بعد۔

(۱۲) جھوٹ بولنے کے بعد۔

(۱۳) خش لفظ نکالنے کے بعد۔

(۱۴) گالی دینے کے بعد۔

(۱۵) کافر سے بدن چھو جانے کے بعد۔

(۱۶) بغل کھجانے کے بعد جب اس میں بدبو ہو۔

(۱۷) غیبت کرنے کے بعد۔

(۱۸) علاوہ نماز کے تہقہہ لگانے کے بعد۔

(۱۹) نفوس شعر پڑھنے کے بعد۔

(۲۰) کسی عورت کے بدن سے اپنا بدن بے حائل مس ہو جانے کے بعد۔

(۲۱) اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد۔

(۲۲) وضو ہوتے ہوئے کسی نماز کیلئے وضو کرنا۔

(۲۳) ہمیشہ با وضو رہنے کیلئے۔

(۲۴) ہر گناہ کے بعد۔

(۲۵) ہر گناہ کے بعد وضو کرنا اگرچہ پہلے سے وضو ہو۔



## وضو کے چار فرض ہیں

### اول منہ دھونا

شروع پیشانی سے (یعنی جہاں سے بال جننے کی انتہا ہو) شہوڑی تک طول میں اور عرض میں ایک کان سے دوسرے کان تک منہ ہے۔ اس حد کے اندر جلد کے ہر حصے پر ایک مرتبہ پانی بہانا فرض ہے۔  
فائدہ کسی عضو کو دھونے کا مطلب یہ ہے کہ اس عضو کے ہر حصہ پر کم سے کم دو بوند پانی بہہ جائے۔ صرف عضو کو بھگو لینے یا تیل کی طرح پانی سے چڑھ لینے یا ایک آدھ بوند پانی بہہ جانے کو دھونا نہیں کہیں گے نہ اس سے وضو غسل ادا نہ ہوگا۔ اس کا لحاظ ضرور کیجئے۔ بہت لوگ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے نمازیں اکارت جاتی ہیں۔

### مسائل فرض اول

منہ دھونے میں امور ذیل کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

- (۱) پانی ماتھے کے سرے پر پڑے۔
- (۲) بالوں کی لٹیں اٹھا کر پانی بہایا جائے۔
- (۳) جس شخص کے سر کے اگلے حصہ کے بال اڑ گئے یا اگے ہی نہیں اس پر وہیں تک منہ دھونا فرض ہے جہاں تک عادتاً عام طور پر بال ہوتے ہیں۔

- (۴) اگر عادتاً جہاں تک بال ہوتے ہیں۔ اس کے نیچے تک کسی کے بال اگے ہوں تو ان زائد بالوں کا جڑ تک دھونا فرض ہے۔ (در مختار)
- (۵) مونچھوں یا بھوؤں یا داڑھی کے بال گھنے ہوں کہ کھال بالکل دکھائی نہ دے تو جلد کا دھونا فرض نہیں بالوں کا دھونا فرض ہے اور اگر ان جگہوں کے بال گھنے نہ ہوں تو جلد کا دھونا بھی فرض ہے۔
- (۶) اگر مونچھیں بڑھ کر لبوں کو چھپالیں تو اگر چہ گھنی ہوں تو مونچھیں ہٹا کر لب کا دھونا فرض ہے۔

- (۷) لبوں کا وہ حصہ جو منہ بند کرنے کے بعد ظاہر رہتا ہے اس کا دھونا فرض ہے۔
- (۸) داڑھی کے بال اگر گھنے نہ ہوں تو کھال کا دھونا فرض ہے اور داڑھی کے بال بال گھنے ہوں تو گلے کی طرف دبانے سے جس قدر چہرے کے دائرے میں آئیں ان کا دھونا فرض ہے اور جڑوں کا دھونا فرض نہیں اور جو چہرے کے دائرے سے نکل جائیں ان کا دھونا ضروری نہیں۔

- (۹) اگر داڑھی کے بال کچھ حصہ میں گھنے ہوں وہاں کا دھونا فرض ہے اور جہاں چھدرے ہوں اس جگہ کی کھال کا دھونا فرض ہے۔ (در مختار)
- (۱۰) رخسار اور کان کے درمیان جو جگہ ہے جس کو کپٹنی کہتے ہیں اس کا دھونا بھی فرض ہے۔ لوگ اس کا خیال نہیں کرتے کرنا چاہیے۔ ورنہ وضو نہ ہوگا۔

- (۱۱) نتھ کا سوراخ اگر بند نہ ہو تو اس میں پانی بہانا فرض ہے۔ اگر تنگ ہو تو پانی بہانے میں نتھ کو حرکت دیں تاکہ پانی بہہ جائے۔ آنکھ کے کونے پر پانی بہانا اور پلک کے ہر ایک بال کا پورا پورا دھونا فرض ہے۔

### وضو کا دوسرا فرض

- (۱) ہاتھ دھونا۔ یاد رکھو ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا فرض ہے۔ کہنیوں سے تا خن



تک اگر کوئی جگہ ذرہ بھر بھی دھلنے سے رہ جائے گی تو وضو نہ ہوگا۔

(۲) کلائی کے بالوں کی جڑوں اور پورے بالوں پر پانی بہانا فرض ہے۔ اگر کسی

ایک بال کی نوک بھی دھلنے سے رہ گئی تو وضو نہ ہوگا۔

(۳) ناخن کے اندر کا میل معاف ہے۔

(۴) انگوٹھیاں، چوڑیاں، کنگن وغیرہ اگر اتنے تنگ ہوں کہ نیچے پانی نہ بہے تو ان کو

اتار کر وضو نافرض ہے اور اگر ہلا کر دھونے سے پانی بہہ جائے تو ہلانا ضروری ہے اور اگر

ایسے ڈھیلے ہیں کہ بغیر ہلائے جلد تک پانی بہہ جائے تو ہلانا ضروری نہیں۔

(۵) ہاتھوں کی آٹھوں گھائیاں، انگلیوں کی کروٹیں، ناخنوں کے اندر جو جگہ خالی

ہے کلائی کا ہر بال جڑ سے نوک تک اور کہنی ان سب پر پانی بہہ جانا ضروری ہے۔ اگر

ایک ذرہ بھر بھی رہ گیا یا ایک بال کی نوک بھی دھلنے سے رہ گئی تو وضو نہ ہوگا۔

(۶) اگر پانچ کی جگہ چھ انگلیاں ہیں تو سب کا وضو نافرض ہے۔

(۷) کسی شخص کا کہنی تک ہاتھ کٹ گیا۔ مگر کہنی کا کچھ حصہ باقی ہے تو اس کا وضو

ضروری ہے۔ اور اگر کہنی سمیت کٹا ہے تو کٹی ہوئی جگہ کا وضو ضروری نہیں۔ (بحر)

(۸) اگر کسی کے ہاتھ کے ساتھ دوسرا زائد ہاتھ بھی ہو اور وہ دونوں گرفت کا کام

کرتے ہوں تو دونوں کا وضو نافرض ہے۔ (در مختار)

(۹) اگر کسی کا ناخن اتنا بڑھ گیا کہ اس نے کچھ پورے کو گھیر لیا اور اس کے نیچے

باقی نہ رہا تو ناخن کو کاٹ کر اس کے نیچے پانی بہانا ضروری ہے۔

### وضو کا تیسرا فرض

چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے اور پورے سر کا مسح کرنا سنت ہے۔

مسئلہ ۵ سر پر بال نہ ہوں تو کھال کی چوتھائی اور جو بال ہوں تو خاص سر کے بالوں

کی چوتھائی کا مسح کرنا فرض ہے۔

مسئلہ ۲ سر کے بال لٹک رہے ہوں۔ ان کا مسح کرنے سے مسح نہ ہوگا۔ (طحاوی)

مسئلہ ۳ اگر کسی شخص نے مسح کرنے کے بعد بال منڈوا دیے تو اس کو مسح کرنے کی حاجت

نہیں۔ (مراتی الفلاح)

مسئلہ ۴ پیشانی کی طرف سر کے مسح کو شروع کرنا سنت ہے۔ (مراتی الفلاح)

مسئلہ ۵ اگر کسی شخص نے تین بار سر پر مسح کیا ہر بار نیا پانی بھی لیا تو یہ مکروہ ہے۔

(رد المحتار)

مسئلہ ۶ جس شخص نے پورے سر کا مسح کرنا چھوڑ دیا تو وہ گناہگار ہوگا۔ (در مختار)

مسئلہ ۷ عمامہ یا دوپٹے پر مسح کرنا کافی نہیں ہے۔ (بحر و موج)

### وضو کا چوتھا فرض

نخنوں سمیت پاؤں کا دھونا۔

مسئلہ ۱ دونوں نخنوں کا وضو میں دھونا فرض ہے۔ (در مختار)

مسئلہ ۲ اگر کسی کے پاؤں کی انگلی ایک دوسرے سے ملتی ہوئی ہیں کہ ان کے درمیان

پانی نہیں پہنچے گا تو اس کو ان انگلیوں میں خلال کر کے پانی پہنچانا فرض ہے۔ (در مختار)

مسئلہ ۳ بعض آدمی کسی بیماری کی وجہ سے انگوٹھوں میں بہت زیادہ کھینچ کر دھاگہ باندھ

لیتے ہیں۔ پانی کا بہانا تو درکنار تاگے کے نیچے بھی پانی نہیں پہنچتا۔ لہذا ان کو اس تاگے

کو علیحدہ کر کے اس جگہ پانی کا بہانا فرض ہے۔ (مراتی الفلاح)

مسئلہ ۴ عورتوں کے پاؤں میں چھلے اگر ایسے تنگ نہ ہوں کہ بغیر ملائے ان کے نیچے

پانی بہہ جائے گا تو ان کو ہلانا فرض ہے ورنہ ان کو اتار کر اس جگہ پانی بہانا فرض ہے۔

(مراتی الفلاح)

مسئلہ ۵ اگر پاؤں میں پھن ہے اور اس میں موم یا اور کوئی دوا لگا دی ہے تو اس دوا پر

پانی بہا دینا کافی ہے۔ (مراتی الفلاح)

مسئلہ ۶ اگر پاؤں کی پھن میں دوا پر ٹھنڈے پانی کا بہانا اگر نقصان دیتا ہے تو گرم پانی سے دھونا فرض ہے اور اگر دونوں نقصان دیتے ہیں تو صرف مسح کرنا کافی ہے۔

### وضو کی سنتیں (۱۶) سولہ ہیں

- (۱) وضو کی نیت کرنا۔
- (۲) وضو شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا۔
- (۳) کھنوں تک ہاتھ دھونا۔
- (۴) مسواک کرنا۔
- (۵) کلی کرنا۔
- (۶) ناک میں پانی چڑھانا۔
- (۷) کلی اور ناک میں پانی داہنے ہاتھ سے چڑھانا۔
- (۸) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔
- (۹) داڑھی کا خلال کرنا۔
- (۱۰) ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔
- (۱۱) ہر دھونے والی جگہ کو تین بار دھونا۔
- (۱۲) پورے سر کا مسح کرنا۔
- (۱۳) کانوں کا مسح کرنا۔
- (۱۴) اس ترتیب سے منہ دھونا کہ پہلے منہ پھر ہاتھ پھر پاؤں۔
- (۱۵) داڑھی کے جو بال منہ کے دائرے سے نیچے ہیں ان کا مسح کرنا۔
- (۱۶) دھونے والی جگہ کو ایسے دھونا کہ پہلی جگہ سوکھنے نہ پائے۔

واضح ہو کہ اگر کسی نے وضو کی سنتوں پر عمل نہ کیا تو اس کا وضو تو درست ہو جائے گا۔ مگر ایک آدھ دفعہ ایسا کرنا برا ہے اور سنت پر عمل کرنا باعث اجر و ثواب ہے۔ لیکن

سنت مؤکدہ کو چھوڑنے کی عادت ڈال لینا گناہ ہے۔

### مستحب وضو کے ۵۹ ہیں

- (۱) پہلے داہنی چیز کا دھونا۔
- (۲) دونوں رخساروں کو ایک ساتھ دھونا۔
- (۳) دونوں کا ایک ساتھ مسح کرنا۔
- (۴) انگلیوں کی پٹھے سے گردن تک مسح کرنا۔
- (۵) وضو کرتے وقت کعبہ کی طرف منہ کرنا۔
- (۶) وضو کیلئے اونچی جگہ بیٹھنا۔
- (۷) دھونے کی جگہوں پر تیل کی طرح پانی چڑھنا۔
- (۸) اپنے ہاتھ سے پانی بھرنا۔
- (۹) دوسرے وقت کیلئے پانی بھر کر رکھنا۔
- (۱۰) انگلیوں کو حرکت دینا۔
- (۱۱) اطمینان سے وضو کرنا۔
- (۱۲) وقت آنے سے پہلے وضو کرنا۔
- (۱۳) کپڑوں کو چپکتے ہوئے پانی سے بچانا۔
- (۱۴) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔
- (۱۵) وضو کا برتن مٹی کا ہونا۔
- (۱۶) تانبے وغیرہ کا قلعی دار ہونا۔
- (۱۷) لوٹے اور اس کی مانند چیز کا بائیں طرف رکھنا۔
- (۱۸) طشت اور اس کی مثل چیز کا داہنی طرف رکھنا۔
- (۱۹) بائیں ہاتھ کی چوٹیلیا ناک میں ڈالنا۔

- (۲۰) پاؤں کو بائیں ہاتھ سے دھونا۔  
 (۲۱) منہ دھونے میں ماتھے پر پھیلا کر پانی ڈالنا۔  
 (۲۲) دونوں ہاتھوں سے منہ دھونا۔  
 (۲۳) ہاتھ پاؤں دھونے میں انگلیوں کی طرف پانی بہانا۔  
 (۲۴) چہرہ اور ہاتھ پاؤں میں مٹی جگہ کا دھونا فرض ہے اس سے اور زیادہ دھو لینا۔  
 (۲۵) پورے سر کا مسح کرنا۔  
 (۲۶) کلمہ کی انگلی سے کان کا مسح کرنا۔  
 (۲۷) انگوٹھے سے کان کے اوپر کا مسح کرنا۔  
 (۲۸) ہر چیز کو دھو کر اس پر ہاتھ پھیرنا۔  
 (۲۹) وضو بہت بھاری برتن سے نہ کرنا۔  
 (۳۰) زبان سے بھی کہہ لینا کہ وضو کرتا ہوں۔  
 (۳۱) وضو کی ہر چیز کے دھوتے وقت درود شریف پڑھنا۔  
 (۳۲) بعد وضو کے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ پڑھنا۔  
 (۳۳) وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا۔  
 (۳۴) آسمان کی طرف منہ کر کے یہ دعا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاتُوبُ اِلَيْكَ وَاشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ اور کلمہ شہادت پڑھنا۔  
 (۳۵) وضو کے بعد اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ پوری سورت پڑھنا۔  
 (۳۶) اعضاء کے پونچھنے میں کچھ تری چھوڑ دینا۔  
 (۳۷) وضو کے بعد ہاتھ نہ جھٹکانا۔

- (۳۸) وضو کے بعد میانیاں پر پانی چھڑک لینا۔  
 (۳۹) وضو کرنے کے بعد درو رکعت نفل پڑھنا۔  
 (۴۰) بلا ضرورت دوسرے سے مدد نہ لینا۔  
 (۴۱) گلی اور ناک میں پانی داہنے ہاتھ سے ڈالنا۔  
 (۴۲) ہر عضو دھوتے وقت اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ آخِر تک پڑھنا۔  
 (۴۳) پانی کے زیادہ یا بہت کم خرچ کرنے سے بچنا۔  
 (۴۴) وضو میں ہر عضو دھوتے یا مسح کرتے وقت نیت وضو کو ملحوظ رکھنا۔  
 (۴۵) وضو کرتے وقت اپنا ستر نہ دیکھنا۔  
 (۴۶) باوجود وضو ہونے کے پھر وضو کر لینا۔  
 (۴۷) ہر عضو کے دھوتے یا مسح کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ پڑھنا۔  
 (۴۸) گلی کے وقت اَللّٰهُمَّ اَعِزَّنِيْ عَلٰی بَلَاوَاتِ الْقُرْآنِ وَرُكُوكِ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ پڑھنا۔  
 (۴۹) ناک میں پانی ڈالتے وقت اَللّٰهُمَّ ارْحِنِيْ رَايْحَةَ الْجَنَّةِ وَلَا تُرْحِنِيْ رَايْحَةَ النَّارِ پڑھنا۔  
 (۵۰) منہ دھوتے وقت اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِيْ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهُ وَتَسْوَدُّ وَجُوهُ پڑھنا۔  
 (۵۱) داہنا ہاتھ دھوتے وقت اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِيَمِيْنِيْ وَخَاتَمِيْ حَسَابًا يَسِيْرًا پڑھنا۔  
 (۵۲) بائیں ہاتھ دھوتے وقت اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِشِمَالِيْ وَلَا مِيْنَ وَرَاءَ ظَهْرِيْ پڑھنا۔  
 (۵۳) سر کا مسح کرتے وقت اَللّٰهُمَّ اِظْلِمْنِيْ لَحْتَ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا يُظْلَمُ



الْأُظْلُ عَرِشَتِ پڑھنا۔

(۵۴) کانوں کا مسح کرتے وقت اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ پڑھنا۔

(۵۵) گردن کا مسح کرتے وقت اَللّٰهُمَّ اعْطِنِيْ رَقِيْبَتِيْ مِنَ النَّارِ پڑھنا۔

(۵۶) داہنا پاؤں دھوتے وقت اَللّٰهُمَّ ثَبِّثْ قَلْبِيْ عَلٰی الصِّرَاطِ يَوْمَ پڑھنا۔

(۵۷) بائیں پاؤں دھوتے وقت اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِيْ مَغْفُوْرًا وَسَعِيْ مَشْكُوْرًا وَتَجَارَتِيْ لَنْ تَكُوْرَ پڑھنا۔

(۵۸) وضو کا پانی پاک جگہ گرانے۔

(۵۹) مکروہات وضو سے بچنا۔

واضح ہو کہ اگر کسی کو یہ دعائیں یاد نہ ہوں تو سب جگہ درود شریف پڑھے اور یہ ہی افضل ہے۔ دعاؤں کے تراجم یہ ہیں۔

(۶۲) الہی مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک لوگوں میں کر دے۔

(۶۳) اے اللہ تو پاک ہے۔ میں تیری حمد کرتا ہوں۔ گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تجھ سے معافی چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ تیرے بندے اور رسول ہیں۔

(۶۴) گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ اکیلا ہے اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

(۶۸) اے اللہ تو میری مدد کر کہ قرآن کریم کی تلاوت روں تیرا شکر کروں اور اچھی عبادت کروں۔

(۶۹) اے اللہ تو مجھے جنت کی خوشبو سونگھا اور جہنم کی بو سے بچا۔

(۷۰) اے اللہ تو میرے چہرے کو اجالا کر جس دن کہ کچھ سپید ہوں اور کچھ منہ سیاہ

ہوں۔

(۵۱) اے اللہ تو میرا نامہ اعمال میرے داہنے ہاتھ میں دے اور میرا حساب آسان کر۔

(۵۲) اے اللہ میرا نامہ اعمال نہ بائیں ہاتھ میں دے نہ پیٹھ کے پیچھے سے۔

(۵۳) اے اللہ تو مجھے اپنے عرش کے سایہ میں رکھ۔ جس دن تیرے عرش کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہو۔

(۵۴) اے اللہ مجھے ان میں کر دے جو بات سنتے ہیں اور اچھی بات پر عمل کرتے ہیں۔

(۵۵) اے اللہ میری گردن جہنم سے آزاد فرما دے۔

(۵۶) اے اللہ میرا قدم پل صراط پر ثابت رکھ جس دن کہ اس پر قدم لغزش کریں گے۔

(۵۷) اے اللہ میرے گناہ بخش دے۔ میری کوشش بار آور کر۔ میری تجارت ہلاک نہ ہو۔

### وضو میں مکروہ ۲۰ ہیں ان سے بچنا چاہیے

(۱) عورت کے غسل یا وضو کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے۔

(۲) وضو کیلئے نجس جگہ بیٹھنا۔

(۳) نجس جگہ وضو کا پانی گرانے۔

(۴) مسجد کے اندر وضو کرنا۔

(۵) وضو کرتے ہوئے لوٹے میں قطرے پکنا۔

(۶) پانی میں ریختہ کہنکار ڈالنا یا کلی کرنا۔

(۷) دنیا کی بات چیت کرنا۔

(۸) زیادہ پانی خرچ کرنا۔

(۹) اتنا کم خرچ کرنا کہ سنت ادا نہ ہو سکے۔

(۱۰) منہ پر پانی مارنا۔

(۱۱) منہ پر پانی ڈالنے وقت پھوکنے۔

(۱۲) ایک ہاتھ سے منہ دھونا۔

(۱۳) گلے کا مسح کرنا۔

(۱۴) بائیں ہاتھ سے کلی کرنا یا ناک میں پانی چڑھانا۔

(۱۵) داہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔

(۱۶) اپنے لئے کوئی لونٹا خاص کر لینا۔

(۱۷) تین نئے پانیوں سے تین بار سر کا مسح کرنا۔

(۱۸) دھوپ کے گرم پانی سے وضو کرنا۔

(۱۹) ہونٹ یا آنکھیں زور سے بند کرنا۔

(۲۰) ہر سنت کا ترک کرنا مکروہ ہے۔

## متفرق مسائل وضو

(۱) کلی میں غرغره بھی کرنا چاہیے۔

(۲) روزہ کو دن میں کلی کرتے وقت غرغره نہیں کرنا چاہیے۔

(۳) جس نے حج یا عمرہ کیلئے احرام باندھ لیا ہے اس کو داڑھی میں خلل کرنا سنت نہیں ہے۔

(۴) ایک شیطان ہے جو وضو میں دوسرا ڈالتا ہے۔ اس کے دوسرے بچنے کیلئے احوذ اور لاحول پڑھنی چاہیے۔

(۵) نابالغ بچوں پر وضو فرض نہیں۔ مگر ان سے وضو کرنا چاہیے۔ تاکہ ان کو عادت ہو اور وضو کا طریقہ آجائے۔

## ناخن کی سرخی

آج کل عام رواج ہو گیا ہے کہ مستورات ناخنوں پر سرخی لگاتی ہیں جو ایک قسم کا روغن ہے اور ذی جرم ہے۔ جس کا جھڑانا وضو غسل میں ضروری ہے۔ اگر بغیر جھڑائے وضو یا غسل کیا تو نہ ہوا اور جب غسل دو وضو ہی نہ ہوا تو پھر نماز بھی نہ ہوئی۔ لیکن عام طور پر لوگ اس مسئلہ سے غافل ہیں۔

## مذی کے نکلنے سے صرف وضو ٹوٹ جاتا ہے

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَأَمَرْتُ الْمُقَدَّادَ أَنْ يَسْتَقِلَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَّاهُ فَقَالَ فِيهِ الْوُضُوءُ۔ (بخاری)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کہتے ہیں میں ایک مرد تھا بہت مذی والا۔ میں نے مقداد سے کہا کہ وہ حضور ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کریں۔ پس انہوں نے حضور ﷺ سے پوچھا آپ نے فرمایا مذی کے نکلنے پر وضو ہے۔ (غسل نہیں)

## مذی

اس لیس داررطوبت کو کہتے ہیں جو بوقت بوس و کنار شرم گاہ سے نکلتی ہے۔ مذی کے نکلنے سے شہوت ختم نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس منی گاڑی ہوتی ہے۔ اس میں بدبو بھی ہوتی ہے۔ جب یہ خارج ہوتی ہے تو لذت آتی ہے اور منی نکلنے کے بعد سکون ہو جاتا ہے۔

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ ابتداء میں جو رطوبت نکلتی ہے جس کو مذی کہتے ہیں۔ صرف اس کے نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔ البتہ وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ مذی دوی اور منی ناپاک ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور ﷺ کے داماد بھی تھے۔ اس لئے انہوں

نے خود اس مسئلہ کو پوچھنے میں شرم کی اور حضرت مقداد کے ذریعے مسئلہ معلوم کرایا۔ جس سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی خود مسئلہ پوچھنے میں شرم کرے تو دوسرے کے ذریعے مسئلہ معلوم کرائے۔ اسی طرح اگر عورتیں اپنے مخصوص مسائل کے خود معلوم کرنے میں شرم محسوس کریں تو اپنے شوہروں کے ذریعے مسائل شرعیہ سے واقفیت حاصل کریں۔

### بواسیر کے مریض کے متعلق وضو کے مسائل

بواسیر کے مرض میں اور استخاضہ میں جو خون نکلتا ہے۔ اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ استخاضہ اس خون کو کہتے ہیں جو عورت کی شرم گاہ سے کسی مرض کی وجہ سے آتا ہے۔ اب اگر استخاضہ اس حد تک پہنچ گیا کہ اس کو اتنی مہلت نہیں ملتی کہ وضو سے فرض نماز ادا کر سکے تو نماز کا پورا ایک وقت شروع سے آخر تک اسی حالت میں گزر جانے پر اس کو معذور قرار دیا جائے گا۔ اب وہ ایک وضو میں اس وقت میں جتنی نمازیں (فرض واجب) قضا و نفل) چاہے پڑھے اس خاص صورت میں خون آنے سے اس کا وضو نہیں جائے گا۔ یہی حکم ہر اس شخص کا ہے جس کو کوئی ایسی بیماری ہے کہ ایک وقت پورا ایسا گزر گیا کہ وضو کے ساتھ نماز فرض ادا نہ کر سکا۔ وہ معذور ہے جیسے قطرہ کا مرض ہو یا دست آتا یا ہوا خارج ہونا یا دھمتی آنکھ سے پانی گرنا۔ یا پھوڑے یا ناسور سے ہر وقت رطوبت بہنا یا کان ناک سے ہر وقت رطوبت نکلتا کہ یہ سب بیماریاں وضو توڑنے والی ہیں۔ ان میں جب پورا وقت ایسا گزر گیا کہ ہر چند کوشش کی مگر وضو کے ساتھ نماز نہ پڑھ سکا تو عذر ثابت ہوا ایسے لوگ ہر نماز کیلئے وضو کریں اور اس ایک وضو سے جب تک اس کا وقت موجود ہے اس میں جتنی نمازیں چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔

وضو میں موزوں پر مسح کرنا جائز ہے اور اس کے ضروری مسائل

واضح ہو کہ وضو میں پاؤں کا دھونا فرض ہے۔ مگر شریعت نے آسانی کیلئے موزوں

پر مسح کرنے کو جائز قرار دیا ہے یعنی جو شخص موزہ پہنے ہوئے ہو اگر وہ وضو میں بجائے پاؤں دھونے کے موزوں پر مسح کر لے تو وضو درست ہو جائے گا۔ موزوں پر مسح کا جائز ہونا بکثرت احادیث سے ثابت ہے۔ مگر اس کیلئے یہ بات ضروری ہے کہ آدمی موزوں پر مسح کرنے کے مسائل سے واقف ہو۔ چند ضروری مسائل درج کئے جاتے ہیں۔

### موزوں پر مسح کرنے کے متعلق ضروری مسائل

موزوں پر مسح کرنے کیلئے چند شرائط درج ذیل ہیں۔

- (۱) موزے چمڑے کے ہوں یا کسی دبیز چیز کے بنے ہوئے ہوں کہ جن میں سے پانی نہ چھنے جیسے کہ کرکچ دپلا سٹک وغیرہ۔
- (۲) یہ موزے ایسے ہوں کہ ٹخنے چھپ جائیں۔ اس سے زیادہ ہونے کی ضرورت نہیں اور اگر ایک انگل کم ہو کہ ٹخنے کا کچھ حصہ کھلا رہے تو بھی مسح درست ہے۔
- (۳) موزہ پاؤں سے چمٹا ہو کہ اس کو پاہن کر آسانی کے ساتھ چل پھر سکیں۔
- (۴) وضو کر کے موزہ پہنا ہو۔ پہننے کے بعد اور حدیث (وضو ٹوٹنے) سے پہلے ایک ایسا وقت ہو کہ اس وقت میں وہ شخص با وضو ہو خواہ پورا وضو کر کے پہنے۔ یا صرف پاؤں دھو کر موزہ پاہن کے بعد میں وضو پورا کر لے۔ مسح میں دو فرض ہیں۔
- اول یہ کہ ہر موزہ کا مسح ہاتھ کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر ہو۔
- دوم مسح موزے کی پیٹھ پر کیا جائے تو اگر موزہ کے تلے یا کروٹ یا ٹخنے یا پنڈلی یا ایڑی پر مسح کیا تو مسح درست نہ ہوگا۔

- (۵) موزہ پر مسح کی مدت مقیم کیلئے ایک دن ایک رات ہے اور مسافر کیلئے تین دن اور تین رات۔ مسح کی مدت پہلی بار جو حدت ہوگا۔ اس وقت سے شروع ہوگی۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

- (۱) موزہ پہننے کے بعد پہلی مرتبہ حدت ہوا یعنی وضو جاتا رہا۔ اس وقت سے



مدت کا شمار ہوگا۔ فرض کیجئے صبح کے وقت موزہ پہنا اور ظہر کے وقت پہلا حدیث ہوا تو مقیم دوسرے دن کی ظہر تک صبح کرے گا اور مسافر چوتھے دن کی ظہر تک کرے گا۔

(۲) جس پر غسل فرض ہو۔ وہ موزوں پر مسح نہیں کر سکتا۔

(۳) جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے۔ ان سے بھی جانا رہتا ہے۔

(۴) مدت پوری ہو جانے سے مسح جانا رہتا ہے اس صورت میں صرف پاؤں وضو لینا کافی ہے پھر سے پورا وضو کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ پورا وضو کرے۔

(۵) موزہ کے اتار دینے سے مسح ٹوٹ جاتا ہے۔ اگرچہ ایک ہی اتار ہو۔ یوں ہی اگر ایک پاؤں آدمی سے زیادہ موزہ سے باہر ہو جائے۔ مسح جاتا رہا۔

(۶) خوب یاد رکھئے کہ سوتی یا اونٹنی موزوں پر مسح جائز نہیں ہے۔ ان کو اتار کر پاؤں وضو نما فرض ہے۔

(۷) مندرجہ ذیل قسم کے موزوں پر مسح کر سکتے ہیں۔

اول پورا موزہ ہی چڑے کا ہو۔ جو ٹخنوں کو ڈھانپ لے یا صرف تلہ چڑے کا ہو اور باقی حصہ کسی دہیز چیز کا بنا ہو۔ اس پر بھی مسح جائز ہے۔

### معل

پر بھی مسح جائز ہے۔ یعنی سوتی یا اونٹنی جراب کا تلہ چڑے کا بنا لیا اور اس کو ساتھ

ملا کر سی دیا جائے۔ حدیث میں جن جرابوں پر مسح کا ذکر ہے۔ اس سے ایسا ہی موزہ مراد ہے۔

### مجلد

پر بھی مسح جائز ہے۔ یعنی اونٹنی یا سوتی جراب پر چڑہ کا پانچا بچہ حالیا جائے مگر اس میں شرط یہ ہے یہ پانچا بچہ جرابوں کے ساتھ سی لیا جائے۔ اگر سیانہ نہیں گیا تو مسح جائز

نہ ہوگا۔

### وضاحت

موزہ چڑے کا ہو یا کسی ایسی چیز کا بنا ہوا ہونا چاہیے۔ جس میں سے نہ چھنے۔ پیسے پلاسٹک، کرکٹ وغیرہ۔ ایسا بوٹ جو ٹخنے کو ڈھانپ لے اس پر بھی مسح جائز ہے۔ یعنی اگر کسی نے بوٹ پہنے ہوں اور وضو کرتے وقت ان پر مسح کر لیا وضو درست ہو گیا۔ لیکن نماز کیلئے یہ ضروری ہے کہ موزہ یا بوٹ ایسے نرم چڑے کا بنا ہوا ہو کہ سجدہ کرنے میں پاؤں کی انگلیاں مز سکیں اور انگلیوں کے پیٹ زمین سے چٹ سکیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سجدہ پاؤں کی ایک انگلی کے پیٹ زمین سے چٹ جانا فرض ہے۔ اگر دونوں پاؤں سجدہ میں اٹھے رہے بلکہ اگر صرف انگلی کی نوک زمین سے لگی جب بھی نماز نہیں ہوتی۔ اس مسئلہ سے لوگ بہت غافل ہیں۔



## مسواک کے مسائل و فضائل

مسواک کے متعلق ذیل کی احادیث قابل ذکر ہیں۔

(۱) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَشَّ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْتَنْ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رات نبی کریم ﷺ کے پاس گزاری آپ نے (سوکر) اٹھ کر مسواک فرمائی۔

(۲) عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ آتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَلْتُهُ يَسْتَنْ بِسَوَالِثٍ بِيَدِهِ يَقُولُ أَعْ أَعْ وَالسَّوَالِثُ فِي فِيهِ كَأَنَّهُ يَتَهَوَّاءُ۔ (بخاری)

ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے راوی ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ میں نے دیکھا حضور ﷺ مسواک کر رہے تھے جو آپ کے ہاتھ میں تھی آپ اُع اُع کی آواز نکال رہے تھے اور مسواک آپ کے منہ میں تھی۔ گویائے کر رہے تھے۔

(۳) عَنْ أَبِي حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُورُ فَاَهُ بِالسَّوَالِثِ۔ (بخاری)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ سوکر اٹھتے تو اپنے منہ کو مسواک سے رگڑتے۔ (صاف کرتے)

استننان کے معنی مسواک کرنے کے ہیں بھوع کے معنی تے کرنے کے ہیں

لیکن تکلف کا مطلب یہ ہے کہ مسواک اس طرح فرما رہے تھے کہ تے کی سی آواز نکل رہی تھی۔ جیسے حلق میں انگلی یا برش سے صفائی کرتے ہیں تاکہ منہ اور گھکے کی الائش خارج ہو جائے۔

یثوص کے معنی دھونے اور صاف کرنے کے ہیں۔ ابن دقیق العید نے فرمایا کہ اس حدیث سے سوکر اٹھنے کے بعد مسواک کرنے کا استحباب ثابت ہوتا ہے نیند میں معدہ کے انجرات صعود کرتے ہیں اس لئے سوکر اٹھنے کے بعد مسواک کرنے کی ہدایت دی گئی۔ تاکہ مسواک کے ذریعہ منہ ان الائنشوں سے پاک صاف ہو جائے۔ علامہ عید الرحمۃ نے فرمایا کہ یہ حدیثیں اس امر کی دلائل ہیں کہ مسواک کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے اس پر مواظبت فرمائی۔ حتیٰ کہ اس کی اہمیت کا یہ عالم ہے کہ عین وفات شریف کے وقت بھی حضور ﷺ نے مسواک استعمال فرمائی۔ (بخاری)

(۱) حضور ﷺ نے فرمایا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میری امت پر شاق ہوگا تو میں ان کو ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا امر فرماتا۔ (طبرانی)

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ فاطمہ کا بیان ہے کہ حضور ﷺ جب باہر تشریف لاتے تو پہلا کام آپ کا مسواک کرنا ہوتا۔ (مسلم شریف)

(۳) مسواک کا التزام رکھو یہ سبب ہے منہ کی صفائی اور اللہ عزوجل کی رضا کا۔

(۴) (احمد)

دو رکعتیں جو مسواک کر کے پڑھی جائیں۔ افضل ہیں بے مسواک کی ستر رکعتوں سے۔ (ابویہم)

(۵) دس چیزیں فطرت سے ہیں یعنی ان کا حکم ہر شریعت میں تھا۔ مونچھیں کترنا۔

داڑھی بڑھانا۔ مسواک کرنا۔ ناک میں پانی ڈالنا۔ ناخن تراشنا۔ انگلیوں کی چنٹیں دھونا۔ بغل کے بال دور کرنا۔ مونے زیر ناف مونڈنا۔ استنجا کرنا۔ کلی کرنا۔

کم سے کم تین مرتبہ دہنے پائیں اور نیچے دانتوں میں مسواک کرے اور ہر مرتبہ مسواک کو دھوئے مسواک نہ بہت نرم ہو نہ بہت سخت۔ پیلو یا زیتون یا نیم وغیرہ کی کڑوی لکڑی کی ہو۔ چھنگلیا کے برابر موٹی اور زیادہ سے زیادہ ایک بانٹ لمبی ہو اور اتنی چھوٹی بھی نہ ہو کہ مسواک کرنا دشوار ہو جائے۔ مسواک دہنے ہاتھ سے کرے اور اس طرح ہاتھ میں لے کر چھنگلیا مسواک کے نیچے اور بیچ کی تین انگلیاں اوپر انگوٹھا سرے پر نیچے ہو اور مٹھی نہ باندھیں۔ دانتوں کی چوڑائی میں مسواک کرے۔ لمبائی میں نہیں چت لیٹ کر مسواک نہ کرے پہلے داہنی جانب کے نیچے کے پھر بائیں جانب کے نیچے کے جب مسواک کرنا ہو تو اسے دھو لے۔ یونہی فارغ ہونے کے بعد دھو ڈالے اور زمین پر پڑی نہ چھوڑ دے بلکہ کھڑی رکھے اور ریشہ کی جانب اوپر ہو۔ مسواک جب قابل استعمال نہ رہے تو اسے دفن کر دیا جائے یا کسی پاک جگہ رکھ دی جائے۔ گندگی میں نہ ڈالی جائے۔ احناف کے نزدیک مسواک سنت وضو ہے سنت نماز نہیں۔

### غسل کے فرائض اور اس کا طریقہ

ذیل میں غسل کے فرائض و مستحبات اور غسل کرنے کا طریقہ بیان کیا جاتا ہے۔ جس پر غسل واجب ہے۔ اس کیلئے اشد ضروری ہے کہ وہ ان مسائل کا خیال رکھے ورنہ نہ غسل ہوگا اور نماز بھی درست نہ ہوگی۔

### غسل کے فرائض

اول کلی کرتا۔ یعنی منہ کے ہر پرزے کو شے ہونٹ سے حلق کی جڑ تک ہر جگہ پانی بہہ جائے۔ غسل فرض میں جب تک ہر جگہ پانی بہہ جائے۔ غسل فرض میں جب تک اس طرح کلی نہ کی جائے غسل نہ ہوگا۔ بعض لوگ صرف منہ میں تھوڑا سا پانی لے کر اگل دیتے ہیں اور پانی زبان کی جڑوں اور حلق کے کناروں تک نہیں پہنچتا۔ اس طرح

کلی کرنے سے غسل نہ ہوگا۔

دوم ناک میں پانی لینا۔ یعنی دونوں نکتوں کی جہاں تک نرم جگہ ہے۔ دھلنا ضروری ہے۔ پانی کو سونگھ کر اوپر چڑھانا چاہیے۔ تاکہ بال برابر جگہ بھی دھلنے سے نہ رہ جائے ورنہ غسل ادا نہ ہوگا۔ نیز ناک کے اندر لے بالوں کا دھونا فرض ہے۔

سوم تمام ظاہر بدن پر پانی کا بہہ جانا۔ یعنی سر کے بالوں سے پاؤں کے تلووں تک جسم کے ہر پرزے روکتے ہر بال پر پانی بہہ جانا ضروری ہے۔ صرف پانی کو بدن پر چڑھ لینے سے غسل ادا نہ ہوگا۔ واضح کہ تمام بدن کو دھونے اور اس پر پانی بہانے میں خاص احتیاط کی ضرورت ہے۔ مثلاً

(۱) بھوؤں، مونچھوں اور ڈاڑھی کے بالوں کا جڑ سے نوک تک اور نیچے کی کھال کا دھلنا، کان کا ہر پرزہ اور اس کے سوراخ کا منہ، ٹھوڑی اور گلے کا جوڑ کہ بے منہ اٹھائے نہ دھلے گا۔ بٹلیں بے ہاتھ اٹھائے نہ دھلیں گی۔ بازو کا ہر پہلو پیچھے کا ہر زرہ پیٹ کی بٹلیں اٹھا کر دھوئیں ناف کو انگلی ڈال کر دھوئیں۔ جبکہ پانی بہنے میں شک ہو۔ جسم کے ہر دو ٹکڑا جڑ سے نوک تک ران اور پیڑ کا جوڑ ران اور پنڈلی کا جوڑ جب بیٹھ کر نہائیں تو دونوں سرین کے ملنے کی جگہ کا دھونا کھڑے ہو کر نہانے میں رانوں کی گولائی۔ پنڈلیوں کی زیریں جوڑ تک ان کے نیچے کی جڑ تک۔ جس کا ختنہ نہ ہوا ہو۔ اگر کھال چڑھ سکتی ہو تو چڑھا کر دھونا ضروری ہے اور کھال اندر پانی بہائے۔ اسی طرح مستورات کیلئے ڈھلکی ہوئی پستانوں کو اٹھا کر دھونا ضروری ہے۔ پستان و شکم کے جوڑ کی تحریر شرم گاہ کے خارج حصہ کا ہر گوشہ کو دھونا ضروری ہے۔

(۲) مرد کے سر کے بال اگر گندے ہوں تو اس کیلئے ان کو کھول کر جڑ سے نوک تک پانی بہانا ضروری ہے۔ اور عورت کیلئے بالوں کی جڑوں کو تر کر لینا ضروری ہے۔ کھولنا ضروری نہیں ہے۔ ہاں اگر چوٹی اتنی سخت بندھی ہو کہ بے کھولے جڑیں تر نہ ہوں



تو کھولنا ضروری ہے۔ کانوں کا سوراخ اور ناک کے سوراخ میں پانی گزارنا بھی ضروری ہے۔ اس تشریح سے مقصود یہ بتانا ہے کہ غسل فرض تب ادا ہوگا۔ جبکہ ظاہر بدن کے ہر حصے ہر بال پر ہر دو ٹکٹے پر پانی بہہ جائے۔

آیت اِن كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا میں تمام بدن کو پاک کرنے کا حکم فرمایا۔ لہذا بدن کا وہ حصہ جہاں بغیر حرج کے پانی بہایا جاسکے بہانا ضروری ہوا۔ اور جہاں پانی کا بہانا مشکل ہے۔ جیسے آنکھوں کے اندر تو وہ جگہ اس حکم میں داخل نہیں۔ منہ اور ناک میں بلا حرج پانی پہنچایا جاسکتا ہے۔ اس لئے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے غسل جنابت میں کلی کرنے اور ناک میں پانی کو واجب قرار دیا ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غسل جنابت میں بال برابر بھی جگہ بغیر دھوئے چھوڑ دے گا۔ اس کو عذاب دیا جائے گا۔ حضرت فرماتے ہیں۔

فَمَنْ كُنَّ عَادَتُهُ رَاسِيًّا

اسی وجہ سے میں نے اپنے سر کے بالوں کے ساتھ دشمنی کی۔ یعنی ان کو منڈوا دیتا ہوں تاکہ غسل جنابت میں کسی بال کے سوکھ رہنے کا احتمال نہ رہے۔

(۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ جنبی کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا بھول گیا تو اس کو چاہیے۔

فَلْيُعِدِّ الْوَضُوءَ بِالْمَضْمَضَةِ وَالْإِسْتِشْقِ۔ (دار قطنی)

کہ وضو میں ناک میں پانی لے لے اور کلی کرے۔

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْمَضْمَضَةُ وَالْإِسْتِشْقُ لِلْجُنُبِ فَرِيضَةٌ۔ (دار قطنی و بیہقی)

جنبی کیلئے غسل میں کلی کرنا اور ناک میں پانی لینا فرض ہے۔ (فرض عملی)

(۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جو غسل جنابت میں کلی کرنا اور ناک میں پانی لینا بھول گیا۔ پھر اس نے نماز پڑھ لی۔ آپ نے جواب دیا۔

لَا يُعِيدُ الصَّلَاةَ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ جُنُبًا۔ (بیہقی)

نماز نہ لوٹائے، مگر وہ شخص جو جنبی تھا (یعنی جس نے غسل جنابت اور کو حصہ بدن ڈھلنے سے رہ گیا)

(۶) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ فَاغْتَسِلُوا الشَّعْرَ وَانْقُوا لِبَشْرَةٍ۔

(ابوداؤد و ترمذی ابن ماجہ)

ہر بال کے نیچے جنابت ہے تو غسل میں بالوں کو دھوؤ اور بدن کو خوب اچھی طرح دھوؤ۔

(۷) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو غسل فرض میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا بھول جائے اور تو جنبی ہو۔

وَ اَنْتَ جُنُبٌ فَاَعِدْ صَلَاتَكَ۔ (دار قطنی ج ۱)

اور نماز پڑھ لے تو یہ نماز دوبارہ پڑھ۔

(۸) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ ایک شخص بحضور نبوی حاضر ہوا۔ عرض کی میں نے غسل جنابت کیا اور فجر کی نماز پڑھ لی پھر مجھے معلوم ہوا کہ ناخن کے برابر جسم کے ایک مقام پر پانی نہیں بہا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو بعد غسل اس جگہ پر۔

لَوْ كُنْتَ مَسَحْتَ غَلِيَّتْ أَجْزَالِكَ

پانی بہا لیتا تو کافی تھا۔

(۹) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ (ﷺ) کیا ہم غسل حیض و جنابت کیلئے گندھے ہوئے بالوں کو کھولیں۔ (فرمایا)

أَلَا نَقْضُهُ لِلْخَبْضَةِ وَالْجَنَابَةِ فَقَالَ لَا۔ (مسلم)

فرمایا تمہارے لئے اس کی ضرورت نہیں۔

(۱۰) حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا (کہ عورتوں کیلئے یہ کافی ہے) کہ تو سر پر پانی ڈالے اور خوب ملے۔

حَتَّى تَبْلُغَ شُعْوَرًا مِّنْهَا ثُمَّ تَغْسِلُ بِمَاءٍ غَيْرِ الْمَاءِ۔ (مسلم شریف)

یہاں تک کہ پانی بالوں کو جڑوں تک پہنچ جائے پھر اس پر پانی بہائے۔

(۱۱) حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے لفظ یہ ہیں کہ جب عورت غسل جنابت کرے تو اس کیلئے بالوں کو کھولنا ضروری نہیں ہے۔

وَلَكِنْ قُضِيَ الْمَاءُ عَلَى أَصُولِهِ وَكَبْلِهِ۔ (داری)

لیکن عورت کیلئے بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا اور ان کو تر کرنا ضروری ہے۔

ان احادیث سے مذکورہ بالا مسائل پر روشنی پڑتی ہے اور امور ذیل کی وضاحت بھی ہوتی ہے۔

(۱) غسل فرض میں کلی کرنا، تاک میں پانی لینا، جسم کے ہر حصہ پر پانی بہانا فرض

ہے۔

(۲) اگر کوئی شخص غسل فرض میں کلی کرنا تاک میں پانی لینا بھول گیا یا جسم کا کوئی

حصہ خواہ وبال برابر ہی ہو۔ دھلنے سے رہ گیا۔ تو غسل نہ ہوگا۔ اس صورت میں از سر نو عمل کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ ہر چیز غسل میں ادا کرنا بھول گیا ہے۔ اس کو ادا کر لے۔

غسل پورا ہو جائے گا۔ مثلاً کلی کرنا بھول گیا تو اب کلی کرنے سے غسل صحیح ہو جائے گا۔ اگر بدن کا کوئی حصہ دھلنے سے رہ گیا اور نماز پڑھ لی تو نماز نہ ہوگی دوبارہ پڑھے۔ مثلاً کلی کرنا

بھول گیا اور نماز پڑھ لی تو اب کلی کر کے دوبارہ نماز پڑھے پورا غسل کرنے کی ضرورت نہیں۔ جو حصہ پانی پہنچے رہ گیا ہے۔ اس پر پانی بہا دے غسل مکمل ہو جائے گا۔

### غسل کی سنتیں

۱۔ پہلے نیت کرے، پھر دونوں ہاتھ کٹوں تک دھوئے تین مرتبہ۔ پھر استنجے کی جگہ

دھوئے۔ خواہ نجاست ہو یا نہ ہو، پھر بدن پر جہاں کہیں نجاست ہو اس کو دودھ کرے۔ پھر

نماز کا سا وضو کرے، مگر پاؤں نہ دھوئے۔ ہاں اگر چوکی یا تختے پر پتھر پر نہا رہا ہے تو پاؤں

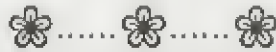
بھی دھو لے۔ پھر بدن پر تیل کی طرح پانی چڑے۔ خصوصاً جاڑے میں۔ پھر تین مرتبہ

داہنے موٹے حصے پر پھر تین مرتبہ سر پر اور تمام بدن پر پانی بہائے۔ اب غسل کی جگہ سے

اٹک ہو جائے۔ اگر وضو کرنے میں پاؤں نہ دھوئے تھے تو اب دھو لے۔ نہانے میں

قبلہ رخ نہ ہو۔ تمام بدن پر ہاتھ پھیرے اور ملے۔ باپردہ نہائے۔ نہاتے وقت کسی قسم

کا کلام نہ کرے۔ نہ کوئی دعا پڑھے۔ نہانے کے بعد بدن کو تولیہ سے پونچھنا جائز ہے۔



## جنسی اور بے وضو کے احکام و مسائل

(۱) غسل جنابت فی الفور واجب نہیں ہوتا۔ ہاں جب نماز کا ارادہ کر لے تو واجب ہے اسی طرح اتنی دیر ہوگئی کہ نماز کا آخری وقت آ گیا۔ تو اب فوراً نہانا فرض ہے البتہ نہانے میں تاخیر نہ کرنی چاہیے کہ حدیث میں فرمایا جس گھر میں جب ہو وہاں رحمت نہیں آتے۔

فصول بقراطی میں ہے کہ جنابت سے غسل نہ کرنا مرض برص (وفر) پیدا کرتا ہے اور بحالت حیض جماع کرنے سے جذام کا خطرہ ہے۔

(۲) مومن کے بدن پر جب تک کوئی حقیقی ظاہری نجاست مثلاً پاخانہ پیشاب وغیرہ نہ لگا ہو وہ نجس نہیں ہوتا اور اس معاملہ مرد و عورت کا فرمسلمان زندہ مردہ سب کا ایک حکم ہے۔

(۳) آدمی بے وضو ہو یا جنسی۔ یہ نجاست اس کی حکمی ہے۔ لہذا اس کا پسینہ لعاب دہن اور جھوٹا پاک ہے۔ جس پر غسل فرض ہے۔ اسے بغیر ضرورت مسجد میں جانے کیلئے تیمم جائز نہیں۔ ہاں اگر مجبوری ہو۔ جیسے ڈول اسی مسجد کے اندر ہے اور کوئی لانے والا نہیں ہے تو اس ضرورت سے تیمم کر کے جائے اور جلد سے جلد ڈول لے کر نکل آئے۔ اسی طرح مسجد میں سویا احتلام ہو گیا تو آنکھ کھلتے ہی جہاں سویا تھا وہیں فوراً تیمم کر کے نکل آئے۔ تاخیر حرام ہے۔

(۴) جس کو نہانے کی ضرورت ہو (جنسی) اس کو مسجد میں جانا۔ طواف کرنا۔ قرآن کریم چھوٹا۔ اگر چہ اس کا سادہ حاشیہ یا جلد یا چولی چھوئے یا دیکھ کر یا زبانی پڑھنا یا کسی آیت کا لکھنا یا آیت کا تعویذ لکھنا یا ایسا تعویذ چھوٹا یا ایسی انگلی چھوٹا یا پہننا جائز ہے۔ جس پر حروف مقطعات ہوں یا ایسا تعویذ یا تختی پہننا جس پر آیات قرآن کریم ہوں حرام ہیں۔

(۵) جنسی کو اذان کا جواب دینا جائز ہے۔ یونہی سلام کا جواب دینا اور تسبیح و تہلیل اور درود شریف پڑھنا بھی جائز ہے۔ مگر بہتر یہ ہے کہ وضو یا کلی کر کے پڑھیں۔ صرف قرآن کریم کو دیکھنا اگرچہ حرف پر نظر پڑے اور الفاظ سمجھ میں آئیں اور (زبان سے نہیں) بلکہ خیال میں پڑھے جائیں۔ حرج نہیں۔ جنسی اور بے وضو کو فقہ و تفسیر حدیث کی کتابوں کو چھنا مکروہ ہے۔ مگر جہاں کاغذ پر قرآن کریم کی آیت لکھی ہو اس پر ہاتھ رکھنا حرام ہے۔ قرآن کریم کا ترجمہ فارسی یا اردو یا کسی اور زبان میں ہو اس کو بھی چھونے اور پڑھنے میں قرآن کریم کا سا حکم ہے۔ جنسی کو قرآن کریم کی کتابت کرنا حرام ہے۔ یونہی بے وضو کو بھی کتابت قرآن کریم نہیں ہے۔

(۶) بے وضو شخص کو قرآن کریم کہہ ہاتھ لگائے بغیر پڑھنا۔ زبان یا اشارہ سے ذکر و اذکار درود شریف تسبیح و تہلیل درود و خاکف میں مشغول رہنا سلام کا جواب دینا اور چھینک کے جواب میں الحمد للہ کہنا یا یہ تک اللہ سے جواب دینا یا اذان کا جواب دینا جائز ہے۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ ذکر و تسبیح درود شریف وغیرہ با وضو ہو کر پڑھے۔

(۷) جو شخص بے وضو ہے اس کو قرآن کریم یا اس کی کسی آیت کا چھونا حرام ہے ہاں بغیر چھوئے زبانی یا دیکھ کر پڑھے تو حرج نہیں۔

## حیض و نفاس والی عورت کے احکام

(۱) حیض و نفاس والی عورت کا قرآن کریم کو ہاتھ لگانا حرام ہے۔ اگرچہ قرآن



کریم کی جلد یا چولی یا حاشیہ کو ہاتھ یا انگلی کی ٹوک یا بدن کا کوئی حصہ ہی لگے یہ سب حرام ہے۔

(۲) اسی طرح کرتے کے دامن یا دوپٹے کے آٹھل سے یا کسی ایسے کپڑے سے جس کو پہنے اوڑھے ہوئے ہو۔ قرآن کریم کو چھونا حرام ہے۔ ہاں جز دان میں قرآن کریم ہو تو اس جز دان کے چھونے میں حرج نہیں۔ یونہی رومال وغیرہ ایسے کپڑے سے پکڑنا جو نہ اپنا تابع ہو نہ قرآن کریم کا تو جائز ہے اور کرتے کی آستین دوپٹے کا آٹھل یہاں تک کہ چادر کا ایک کونا موڑھے پر ہے اور دوسرے کونے سے قرآن کریم کو چھونا اور اٹھانا حرام ہے۔ یہ چادر وغیرہ آدی کے تابع ہے۔ جیسے چولی قرآن کریم کے تابع ہے۔ حیض و نفاس والی عورت کو مسجد میں جانا۔ طواف کرنا قرآن کریم کو دیکھ کر یا زبانی پڑھنا یا کسی آیت کا لکھنا یا آیت کا تعویذ بنانا ایسا تعویذ چھونا یا ایسی انگلی چھونا پھینا جس کے نگینے پر حروف مقطعات لکھے ہوں حرام ہے۔

(۳) حائضہ و نفاس والی عورت کا پسینہ اور لحاب و ہن اس کا چھونا پانی اور اس کے ہاتھ کی پکائی ہوئی روٹی وغیرہ پاک ہے۔

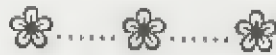
(۴) اپنی حائضہ بیوی کا نگیہ لگا کر قرآن مجید کی تلاوت کرنا جائز ہے۔

(۵) شوہر کو اپنی حائضہ بیوی سے مباشرت یعنی اس کے ساتھ سونا لینا اگرچہ ایک ہی لحاف میں ہوں اور بوس و کنار جائز ہے مگر جماع حرام ہے۔ ناف سے گھٹنے تک بدن سے اشتقاق حرام ہے۔

(۶) یہ مباشرت بھی اس کو جائز ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھ سکے اور جماع نہ کر ڈالے۔

(۷) بحالت حیض جماع کرنا حرام و ناجائز ہے اور حرام جان کر کر لیا تو سخت گنہگار ہوا۔ تو بہ فرض ہے اور حلال جاننا کفر ہے۔

(۸) حیض وہ خون ہے جو عورت کو ماہوار آتا ہے اور نفاس وہ ہے جو بچہ کی پیدائش کے بعد آتا ہے۔ یہ خون ناپاک ہے اور حیض و نفاس والی عورت نہ نماز پڑھ سکتی ہے نہ روزہ رکھ سکتی ہے۔ حالت حیض کی نمازیں معاف ہیں مگر پاک ہونے پر روز کی قضا واجب ہے۔



زمین پر جمالیتے ہیں اور دوسرا اٹھا لیتے ہیں۔ یہ مکروہ تحریمہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح جتنی نمازیں پڑھی گئی ہیں اس کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ دوم یہ کہ عموماً دیکھا ہے کہ ذرا بخار نزلہ ہوا یا کوئی معمولی سی تکلیف ہوئی لوگ بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایسے مریض ہوتے ہیں جو میٹریوں سے اترتے بھی ہیں۔ مسجد تک چل کر آتے ہیں۔ کوئی دوست مل جائے تو اس سے کھڑے کھڑے گفتگو بھی کر لیتے ہیں۔ مگر نماز بیٹھ کر پڑھتے ہیں اور ان کی نماز نہیں ہوتی۔ اس مسئلہ کی تفصیل یہ ہے کہ اگر عسایا خام دیوار سے ٹیک لگا کر بھی کھڑا ہونے کی طاقت ہے تو تکبیر کھڑے ہو کر کہے پھر بیٹھ جائے۔ مطلب یہ ہے کہ جتنی دیر بھی کھڑے ہونے کی طاقت ہے کھڑے ہو کر ہی نماز پڑے۔ پھر جب طاقت نہ رہے بیٹھ جائے۔ (اس مسئلہ سے عوام بہت لاپرواہ ہیں)

### قرأت

مطلق قرآن پڑھنا نماز میں فرض ہے۔ (۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ اتنی آواز سے پڑھے کہ ہر حرف علیحدہ علیحدہ ہو جائے (۲) اور پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اتنی آواز سے پڑھے اور خود اس کا لفظ سن سکے۔ اب اگر اتنی سست آواز سے قرأت کی کہ خود بھی الفاظ قرآن نہ سن سکا تو نماز نہ ہوگی۔

### رکوع

رکوع کا طریقہ یہ ہے کہ اتنا جھکے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ یہ رکوع کا ادنیٰ درجہ ہے اور پورا رکوع یہ ہے کہ پیٹھ سیدھی بچھا دے۔ سر سرین کے بالکل مقابل آ جائے اگر ادنیٰ درجہ کا رکوع نہ کیا نماز نہ ہوگی۔ بعض لوگ ذرا سا جھکتے ہی سجدہ میں آ جاتے ہیں۔ ان کی نماز بالکل نہیں ہوتی۔

## نماز کے فرائض واجبات مکروہات و مفسدات

### نماز کے سات فرض ہیں

تکبیر تحریمہ قیام قرأت رکوع سجدہ قعدہ اخیرہ خروج بھضہ نماز کے ان سات فرائض کی تفصیل سے تو آپ آگاہ ہیں۔ یہاں ہم صرف ان امور پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں جن سے نمازیوں کی اکثریت بے خبر رہ کر اپنی نمازوں کو برباد کر رہی ہے یا ان کی نمازیں مکروہ تحریمہ ہو رہی ہیں۔

### تکبیر تحریمہ

یعنی نماز کے شروع کرنے کیلئے اللہ اکبر کہنا۔ اس مسئلہ میں دو باتوں کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے۔ اول یہ کہ مقتدی امام کی تکبیر کے بعد تکبیر کہے۔ اگر پہلے کہہ لے گا تو نماز نہ ہوگی۔ دوم یہ کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہنا فرض۔ بعض لوگ امام کو رکوع میں پا کر تکبیر کہتے ہوئے فوراً رکوع میں چلے جاتے ہیں اور ان کی نماز نہیں ہوتی۔

### قیام

کھڑے ہو کر نماز پڑھنا فرض ہے۔ یہاں بھی دو ضروری باتیں کیجئے۔ اول یہ کہ کھڑے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دونوں پاؤں پر کھڑا ہو۔ بعض لوگ ایک پاؤں تو (۱) فرض نماز و سنت مؤکدہ کھڑے ہو کر پڑھنا ضروری ہے۔ ہاں اگر عذر ہو تو اس کے مسائل آئندہ صفحات میں آ رہے ہیں۔ خوب غور سے پڑھیں۔

## سجدہ

سجدہ کا طریقہ یہ ہے کہ ناک اور پیشانی زمین پر جم جائے۔ اگر صرف پیشانی یا ناک کی نوک زمین پر رکھی جائے تو نماز نہ ہوگی۔ ایک بہت ضروری مسئلہ جس سے بڑے بڑے عالم فاضل بھی لاپرواہی برت رہے ہیں اپنی اور عوام کی نمازوں کو برباد کر رہے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ سجدہ میں پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین سے لگ جانا شرط ہے۔ اور چھ انگلیوں کا پیٹ کا لگنا واجب اور دسوں کا سنت ماکدہ ہے۔ اب اگر ایک انگلی کا پیٹ زمین سے نہ لگا نماز قطعاً نہ ہوگی اور اگر چھ انگلیوں کا پیٹ زمین سے نہ لگا۔ واجب چھوٹ گیا۔ نماز مکروہ تحریمہ ہوئی۔ دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ اس مسئلہ کو عوام و خواص کی اکثریت بھول چکی ہے۔ احتیاط کیجئے۔

## سجدہ کے ضروری مسائل

سجدہ میں یہ بھی ضروری ہے کہ زمین کی سختی ناک اور پیشانی کو محسوس ہو۔ اب اگر کسی نرم چیز گھاس روئی بردار قالین پر سجدہ کیا اور پیشانی جم گئی۔ یعنی اتنی دبی کہ اب دوبارہ دبنے سے اور نہ دبے گی۔ سجدہ ہو گیا۔ ورنہ نہیں۔ ریل کی کمانی دار گدیوں پر سجدہ نہیں ہوتا۔ عمامہ کے بیچ پر سجدہ کیا کہ ماتھا خوب جم گیا۔ سجدہ ہو گیا ورنہ نہیں۔ اسی طرح ایسی جگہ پر سجدہ نہیں ہو سکتا جو جگہ قدموں کی جگہ سے ۱۱۲ انگل سے زیادہ اونچی ہو۔

## قعدہ اخیرہ

یعنی نماز کی تمام رکعتوں کے بعد اتنی دیر بیٹھ جانا کہ پوری التحیات رسولہ تک پڑھ لی جائے فرض ہے۔

## خروج بصلوۃ

یعنی اپنے کسی فعل کے ذریعہ نماز سے باہر آنا۔

## نماز کی شرطیں

نماز کی صحت کیلئے چھ شرطیں ہیں۔ جن کی ضروری تفصیل نظر ناظرین ہے۔ یاد رہے کہ جب تک ان شرائط پر عمل نہ ہوگا۔ نماز نہ ہوگی۔

(۱) طہارت نماز کی پہلی شرط ہے۔ یعنی نمازی کا بدن کپڑے اور جس جگہ نماز پڑھ رہا ہے۔ وہ ہر قسم کی نجاست سے پاک ہو۔

(۲) ستر عورت نماز کی دوسری شرط ہے۔ مرد کیلئے زیر ناف سے لے کر گھٹنوں تک اپنے بدن کو چھپانا ضروری ہے۔ ناف ستر میں داخل نہیں گھٹنے داخل ہیں پھر یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ ایسا باریک کپڑا جس سے بدن کا وہ حصہ جس کا نماز میں چھپانا ضروری ہے نظر آئے۔ ایسے کپڑے سے نماز نہ ہوگی۔ بعض لوگ باریک تہبند یا ساڑھی پہن کر نماز پڑھتے ہیں جن سے گھٹنے اور ران چمکتی ہے۔ اس طرح نماز نہیں ہوتی۔

## عورتوں کیلئے

نماز میں عورتوں کیلئے ہاتھ کلازا پاؤں گھٹنوں تک صرف چہرہ کی انگلی کے سوا تمام بدن کا چھپانا ضروری ہے۔ نلکتے ہوئے بال گردن کان یہ بھی چھپانے چاہئیں۔ اگر حالت نماز میں کان یا چوتھائی بازو یا کوئی عضو چوتھائی بقدر ایک رکن (سبحان ربی الاعلیٰ کہنے کی مقدار) کھلا رہا تو نماز نہ ہوگی۔

## باریک دوپٹے

بعض عورتیں ایسا باریک دوپٹہ اوڑھتی ہیں جن سے بالوں کی سیاہی نظر آتی ہے



یا ایسے باریک کپڑے پہنتی ہیں جن سے اعضاء چپکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ایسے لباس سے ہرگز نماز نہیں ہوتی۔ اس لئے عورتوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے تمام جسم کو سوائے چہرے ہاتھ کلائی اور پاؤں کے ایسے کپڑے سے چھپائیں کہ بدن نظر نہ آئے۔

(۳) نماز کی تیسری شرط قبلہ کی طرف منہ کرنا ہے۔

(۴) چوتھی شرط وقت ہے کہ صحیح وقت میں پڑھی جائے۔ لوگ عصر کی نماز بہت جلد پڑھ لیتے ہیں یا بعض بالکل قریب غروب آفتاب پڑھتے ہیں۔ اس کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے۔

(۵) پانچویں شرط نیت ہے۔ نیت دل سے کر لینا کافی ہے۔ زبان سے لمبی چوڑی عبارت ادا کرنا ضروری نہیں ہے نیت کا مطلب یہ ہے کہ جب نمازی سے پوچھا جائے کہ کون سی نماز پڑھ رہے تو بلا تردد بتا دے۔ ظہر کی عصر کی وغیرہ وغیرہ۔ ہاں زبان سے کہہ لینے میں کوئی حرج نہیں۔



## واجبات نماز کا بیان

نماز میں کل ۳۳ واجب ہیں

- (۱) تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کہنا۔
- (۲) فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت کے سوا باقی نمازوں کی ہر رکعت میں الحمد پڑھنا۔
- (۳) سورۃ ملانا۔ قرآن کریم کی ایک بڑی آیت جو چھوٹی تین آیتوں کے برابر یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا۔
- (۴) فرضوں کی پہلی دو رکعتوں اور واجب و سنت و نفل کی ہر رکعت میں الحمد پڑھنا اور ساتھ سورۃ ملانا۔
- (۵) الحمد سورۃ سے پہلے پڑھنا۔
- (۶) ہر رکعت میں سورۃ سے پہلے ایک ہی بار الحمد پڑھنا۔
- (۷) الحمد اور سورۃ کے درمیان کچھ اور نہ پڑھنا۔
- (۸) قرأت کے فوراً بعد رکوع کرنا۔
- (۹) ایک سجدہ کے بعد بلا فصل دوسرا سجدہ کرنا۔
- (۱۰) تعدیل ارکان یعنی رکوع، سجود، قوما اور جلسہ میں کم از کم ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے بقدر ٹھہرنا۔

- (۱۱) قوم یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہوتا۔  
 (۱۲) جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا۔  
 (۱۳) قعدہ اولیٰ اگرچہ نفل نماز ہو۔  
 (۱۴) فرض دو تروسن مؤکدہ میں قعدہ اولیٰ میں تشہد پر کچھ نہ پڑھنا۔  
 (۱۵) دونوں قعدوں میں پورا تشہد پڑھنا۔  
 (۱۶) سلام پھیرتے وقت لفظ السلام دو بار واجب ہے اور لفظ علیکم واجب نہیں۔  
 (۱۷) وتر میں دعائے قنوت پڑھنا۔  
 (۱۸) تکبیر قنوت۔  
 (۱۹) نماز عیدین کی چھ تکبیریں۔  
 (۲۰) نماز عیدین میں دوسری رکعت کی تکبیر رکوع۔  
 (۲۱) اور اس تکبیر کیلئے لفظ اللہ اکبر کہنا۔  
 (۲۲) ہر جہری نماز یعنی مغرب و عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اور فجر جمعہ عیدین نوافل اور رمضان کے ترووں کی ہر رکعت میں امام کو بلند آواز سے قرأت کرنا۔  
 (۲۳) ظہر و عصر میں آہستہ پڑھنا۔  
 (۲۴) ہر واجب فرض کا اس کی جگہ پر ہونا۔  
 (۲۵) ہر رکعت میں رکوع ایک ہی بار کرنا۔  
 (۲۶) سجدہ کا رکعت میں دو ہی بار کرنا۔  
 (۲۷) دوسری رکعت سے پہلے قعدہ نہ کرنا۔  
 (۲۸) چار رکعت والی نماز میں تیسری رکعت پر قعدہ نہ کرنا۔  
 (۲۹) آیت سجدہ پڑھی ہو تو سجدہ تلاوت کرنا۔

- (۳۰) سہو ہوا ہو تو سجدہ سہو کرنا۔  
 (۳۱) دو فرض یا دو واجب و فرض کے درمیان ایک تسبیح کے بقدر وقفہ نہ کرنا۔  
 (۳۲) جب امام قرأت کرے بلند آواز سے ہو خواہ آہستہ اس وقت مقتدی کا چپ رہنا۔  
 (۳۳) قرأت کے سوا تمام واجب میں امام کی پیروی کرنا۔ یہ کل ۳۳ واجب ہیں۔  
 ان میں سے اگر ایک بھی بھول کر ترک ہو گیا تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔ اگر سجدہ سہو کر لیا تو نماز ہو جائے گی۔ ورنہ نماز دہرائنا واجب ہوگا۔

### سجدہ سہو کا طریقہ

یہ ہے کہ قعدہ اخیر التحیات عبدہ و رسولہ تک پڑھ کر صرف دہنی جانب سلام پھیرے اور فوراً دو سجدے جس طرح کہ سجدہ کرتے ہیں کرے پھر بیٹھ کر التحیات مع درود و دعا وغیرہ پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دے۔

### سنت مؤکدہ وتر کی تعداد

فجر سے پہلے دو رکعت ظہر سے پہلے چار رکعت اور اس کے بعد دو رکعت مغرب کے بعد دو رکعت اور عشاء کے بعد تین وتر واجب ہیں۔

### جمعہ کی سنت مؤکدہ

نماز جمعہ سے قبل چار بعد سنت نماز جمعہ کے بعد چار رکعت پھر دو رکعت یعنی جمعہ کی کل سنت دس عدد ہیں۔ ان سنتوں کے ادا کرنے کی حضور ﷺ نے تاکید فرمائی ہے۔

### سنت مؤکدہ ادا کرنے کا طریقہ

چار رکعت یا دو رکعت کی نیت کر کے ہاتھ باندھ لے۔ ثناء اعوذ بسم اللہ اور الحمد

پڑھے اور اس کے بعد کوئی چھوٹی یا بڑی سورت پڑھے یا کم از کم تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت جو تین چھوٹی آیتوں کے برابر ہو پڑھے۔ اس کے بعد حسب دستور رکوع و سجود کرے دوسری رکعت کیلئے کھڑا ہو جائے۔

دوسری رکعت اب صرف بسم اللہ پڑھ کر الحمد شریف پڑھے اور سورت ملا۔ اور رکوع و سجدہ حسب دستور کر کے قعدہ اولیٰ کیلئے بیٹھے اور اس میں التحيات صرف عہدہ و دسوا نہ تک پڑھے اور بغیر تاخیر کے تیسری کیلئے کھڑا ہو جائے اور حسب دستور قرأت و رکوع و سجدہ کر کے قعدہ اخیرہ کرے اور اس آخری قعدہ میں التحيات پورا پڑھ کر درود شریف و دعا وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے اور اگر سنت مؤکدہ دو رکعتیں ہو تو دوسری رکعت پوری کر کے قعدہ اخیرہ کرنا چاہیے اور اس قعدہ اخیرہ میں مکمل التحيات اور درود شریف اور دعا وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے۔

### فرض نماز پڑھنے کا طریقہ

فرض نماز بھی مذکورہ بالا طریقہ ہی سے ادا کی جائے گی مگر فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں الحمد شریف کے ساتھ سورت کا پڑھنا واجب ہے البتہ کسی نے فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف الحمد شریف یا تین مرتبہ سبحان کہہ کر رکوع کرے یا اتنی دیر خاموش رہ کر رکوع کر لے۔ تب بھی نماز پوری ہو جائے گی لیکن فرض نماز کی تیسری چوتھی رکعت میں صرف الحمد شریف کا پڑھنا افضل ہے اور الحمد شریف کے ساتھ سورت کا ملانا یا خاموش رہنا مکروہ ہے۔ البتہ اگر کسی نے فرض نماز کی تیسری یا چوتھی رکعت میں الحمد شریف کے ساتھ ملائی تو سجدہ سہولاً نہ ہوگا۔

### وتر سنت مؤکدہ اور نفل نماز

کے متعلق یہ بات یاد رکھئے کہ وتر سنت مؤکدہ اور محض نفل نماز کی ہر رکعت میں

الحمد شریف کے ساتھ کسی سورت یا آیت کا پڑھنا واجب ہے اگر ترک کرے گا تو سجدہ سہولاً نہ آئے گا۔

سنت غیر مؤکدہ چار رکعتوں کے بعد قعدہ میں بھی پوری التحيات اور درود دعا وغیرہ کا پڑھنا ضروری ہے اور تیسری رکعت میں شاء تعوذ بسم اللہ پڑھ کر الحمد شریف اور اس کے ساتھ کوئی سورت پڑھنی چاہیے۔ ان مسائل کو خوب طرح ذہن نشین کر لیجئے۔

### فرض واجب آیت سجدہ اور اقتدا کے مسائل

(۱) خوب یاد رکھئے۔ فرائض نماز میں سے اگر کوئی بھولے سے یا قصداً چھوٹ جائے تو نماز نہ ہوگی۔ دوبارہ پڑھنی ضروری ہے۔

(۲) واجبات نماز میں سے اگر کوئی واجب قصداً چھوڑ دیا تو نماز دوبارہ پڑھنی ضروری ہے۔

(۳) اگر کوئی واجب بھولے سے چھوٹ جائے تو سجدہ سہولاً ضروری ہے۔ سجدہ سہو سے نماز درست ہو جائے گی۔

(۴) امام و مقتدی کے درمیان اتنا چوڑا راستہ ہو جس میں بیل گاڑی گذر سکے تو اقتداء صحیح نہیں، جمعہ و عید کے موقع پر عوام و خواص اس مسئلہ کا خیال نہیں رکھتے اور لوگوں کو عید و جمعہ کی نماز نہیں ہوتی۔

(۵) ایک نماز میں چند واجب ترک ہو جائیں تو سب کیلئے ایک سجدہ سہولاً کافی ہے۔

(۶) واجب کی تاخیر رکن کی تقدیم یا تاخیر یا واجب کو مکرر کرنا واجب میں تغیر کرنے کی صورت میں بھی سجدہ سہولاً کر لینے درست ہو جائے گی۔ فرض کی تکرار سے بھی سجدہ سہولاً کرنے سے نماز درست ہو جائے گی۔

(۷) نماز میں آیت سجدہ پڑھی تو اس کا سجدہ نماز ہی میں کر لینا واجب ہے۔ بیرون نماز نہیں ہو سکتا اور اگر قصداً نہ کیا تو گنہگار ہوا۔



## نمازی کے آگے سے گزرتا

بہت سخت گناہ۔ حدیث میں آیا ہے کہ اس میں جو کچھ گناہ ہے اگر گزرنے والا جانتا تو چالیس برس تک کھڑے رہنے کو یا سو برس تک کھڑے رہنے کو یا زمین میں دفن جانے کو نمازی کے آگے سے گزرنے سے بہتر جانتا۔

## مفسدات نماز

ذیل میں چند وہ امور درج کئے جاتے ہیں جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور اس کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہوتا ہے۔

✽ نماز میں قصد یا سہواً یا خطا کلام کرنے یا زبان سے سلام کرنے یا سلام کا جواب دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

✽ کسی کو چھینک آئی تو اس کے جواب میں نمازی نے یہ جھک اللہ کہا یا خوشی کی خبر سن کر نماز میں الحمد للہ کہا یا شیطان کا ذکر سن کر نماز میں اس پر لعنت بھیجی تو نماز فاسد ہو گئی۔

✽ مصلیٰ نے اپنے امام کے سوا دوسرے کو لقمہ دیا۔ یا آہ اوہ آف تف یہ الفاظ ورد یا مصیبت کی وجہ سے زبان سے نکلے یا آواز سے رویا اور حروف پیدا ہوئے۔ ان سب صورتوں میں نماز جاتی رہی۔

فائدہ اگر رونے میں صرف آنسو نکلے آواز و حروف نہیں نکلے تو حرج نہیں اسی طرح مریض کی زبان سے بے اختیار آہ اوہ نکلی۔ چھینک کھانسی جمائی اور ڈکار میں جتنے حروف مجبوراً نہ نکلے ہیں معاف ہیں یعنی ان صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوگی۔

✽ نماز کے اندر کھانا پینا مطلقاً نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ قصد یا بھول کر۔ تھوڑا ہو یا زیادہ حتیٰ کہ اگر حلق نہ خیر چبائے نکل لیا یا کوئی قطرہ اس کے منہ میں گرا اور اس نے نکل لیا۔ نماز جاتی رہی۔

✽ دانتوں کے اندر کوئی چیز رہ گئی۔ اگر وہ چنے برابر ہے۔ اس کو نکل لیا۔ نماز فاسد ہو گئی۔ اور اگر چنے سے کم ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

✽ اگر نمازی کو کسی نے ایک دم بقدر تین قدم کے کھینچ لیا یا دھکیل دیا تو نماز فاسد ہو گئی۔

✽ عورت نماز میں تھی۔ مرد نے بوسہ لیا یا شہوت کے ساتھ اس کے بدن کو ہاتھ لگایا تو نماز فاسد ہو گئی اور مرد نماز میں تھا اور عورت نے ایسا کیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ جب تک مرد کو شہوت نہ ہو۔

✽ منہ کو قبلہ سے پھیرنا۔ پے در پے تین بال اپنے جسم کے کسی حصہ سے اکھیرنا۔ ایک رکن میں (مثلاً سجدہ یا رکوع یا قیام میں تین بار اس طرح کھجانا کہ کھجا کر ہاتھ ہٹا لیا۔ پھر کھجایا پھر ہاتھ اٹھالیا۔ پھر کھجایا پھر ہاتھ ہٹا لیا۔ نماز فاسد ہو گئی۔

✽ اور اگر جسم کے ایک حصہ پر ہاتھ رکھ کر چند مرتبہ کھجایا مگر ہاتھ اس حصہ جسم سے علیحدہ نہ کیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

✽ عمل کثیر سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ جس کام کے کرنے والے کو دودر سے دیکھ کر گمان غالب ہو کہ نماز میں نہیں تو وہ عمل کثیر ہے۔

✽ ناپاک جگہ پر سجدہ کرنا۔ قرآن مجید کو دیکھ کر نماز میں پڑھنا، قرآن مجید ایسا غلط پڑھنا کہ جس سے معنی بدل جائیں۔ نماز فاسد ہو جائے گی۔

✽ نمازی کے آگے سے کسی کا گذرنا نماز کو فاسد نہیں کرتا۔ خواہ گزرنے والا مرد ہو یا عورت، کتا ہو یا گدھا۔

## نماز کے مکروہات تحریمہ

ذیل میں نماز کے بعض وہ مکروہات تحریمہ لکھے جاتے ہیں جن کی وجہ سے نماز (1) یا ایک فرضی صورت ہے مقصود صرف مسئلہ بتانا ہے۔

مکروہ تحریمیہ ہوتی ہے اور نماز کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہوتا ہے۔

(۱) کپڑے یا بدن یا ڈاڑھی کے ساتھ کھیلنا۔ کپڑا سیٹنا۔ مثلاً سجدہ میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے کپڑا اٹھا لینا۔ اگرچہ گرد سے بچنے کیلئے کیا ہو اور بلا وجہ ہو تو زیادہ مکروہ کپڑا الٹکانا مثلاً سر یا مونڈھے پر اس طرح ڈالنا کہ دونوں کنارے لٹکتے ہوں یہ سب مکروہ تحریمی ہیں۔

(۲) رومال یا شمال یا رضائی یا چادر کے کنارے دونوں مونڈھوں سے لٹکتے ہوں۔ یہ مکروہ تحریمی ہے اور کنارہ دوسرے مونڈھے پر ڈال دیا اور دوسرا لٹک رہا ہے تو حرج نہیں اور اگر ایک مونڈھے پر ڈالا۔ اس طرح کہ ایک کنارہ پیٹھ پر لٹک رہا ہے اور دوسرا پیٹ پر جیسے عموماً اس زمانہ میں مونڈوں پر رومال رکھنے کا طریقہ ہے تو یہ بھی مکروہ ہے۔

(۳) کنکریاں ہٹانا مکروہ تحریمی ہے مگر جس وقت کہ پورے طور پر وجہ سنت سجدہ ادا نہ ہوتا ہو تو ایک بار کی اجازت ہے اور بچنا بہتر اور بغیر ہٹائے واجب ادا نہ ہوتا ہو تو واجب ہے اگرچہ ایک بار سے زیادہ کی حاجت پڑے۔

(۴) کوئی آستین آدمی کلائی سے زیادہ چڑھی ہوئی ہو۔ خواہ بیشتر سے چڑھی ہو یا نماز میں چڑھائی بہر صورت مکروہ تحریمی ہے۔ دامن سمیٹے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

(۵) انگلیاں چٹکانا انگلیوں کی ٹپنی باندھنا یعنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا مکروہ تحریمی ہے۔

(۶) کسر پر ہاتھ رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی کسر پر ہاتھ نہ رکھنا چاہیے۔

(۷) نماز پڑھتے وقت ادھر ادھر منہ پھیر کر دیکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ کل چہرہ پھر گیا ہو یا بعض اور اگر منہ نہ پھیرے صرف کنکلیوں سے ادھر ادھر بلا حاجت دیکھے تو کراہت تنزیہی ہے اور نادرا کسی غرض صحیح سے ہو تو اصلاً حرج نہیں۔ آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔

(۸) تشہد یا سجدوں کے درمیان میں کتے کی طرح بیٹھنا یعنی گھٹنوں کو سینہ سے ملا کر دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر سرین کے بل بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے۔

(۹) مرد کو سجدہ میں کلائیوں کو بچھانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔

(۱۰) کسی شخص کے منہ کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ یونہی دوسرے شخص کو نماز پڑھنے والے کی طرف منہ کرنا جائز و گناہ ہے۔ یعنی اگر مصلیٰ کی جانب سے ہو تو کراہت مصلیٰ پر ہے۔ ورنہ اس پر۔

(۱۱) کپڑے میں اس طرح لپٹ جانا کہ ہاتھ بھی باہر نہ ہو مکروہ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی بے ضرورت اس طرح کپڑے میں لپٹنا نہ چاہیے اور خطرہ کی جگہ سخت ممنوع ہے۔

(۱۲) اعنبر یعنی پگڑی اس طرح باندھنا کہ بیچ سر پر نہ ہو مکروہ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی اس طرح عمامہ باندھنا مکروہ ہے۔ یونہی ناک اور منہ کو چھپانا اور بے ضرورت کھنکار نکالنا یہ سب مکروہ تحریمی ہے۔

(۱۳) نماز میں قصد اجماعی لینا مکروہ ہے اور خود آئے تو حرج نہیں مگر روکنا مستحب ہے مگر روکے سے نہ روکے تو ہونٹ کو دانتوں سے دبائے اور اس پر بھی نہ روکے تو داہنایا بایاں ہاتھ منہ پر رکھ دے یا آستین سے منہ چھپالے۔ قیام میں داہنے ہاتھ سے ڈھانگے اور دوسرے موقع پر بائیں سے۔

مسئلہ التاقرآن مجید پڑھنا کسی واجب کو ترک کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ مثلاً رکوع و سجود میں پیٹھ سیدھی نہ کرنا۔ یونہی قومہ اور جلسہ میں سیدھے ہونے سے پہلے سجدہ کو چلا جانا۔ قیام کے علاوہ اور کسی موقع پر قرآن مجید پڑھنا یا رکوع میں قرأت ختم کرنا۔ امام سے پہلے مقتدی کا رکوع و سجود میں جانا یا اس سے پہلے سر اٹھانا۔

✽ صرف پانچ جامہ یا تہبند پہن کر نماز پڑھی اور کرتہ یا چادر موجود ہے تو نماز مکروہ

تحریمی ہے اور جو دوسرا کپڑا نہیں تو معافی ہے۔

✽ امام کو کسی آنے والی کی خاطر نماز کا طول دینا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر اس کو پہچانتا ہو تو اس کی خاطر مد نظر ہو اور اگر نماز پر اس کی اعانت کیلئے بقدر ایک دو تسبیح کے طول دیا تو کراہت نہیں۔

✽ جلدی میں صف کے پیچھے ہی سے اللہ اکبر کہہ کر شامل ہو گیا پھر صف میں داخل ہوا یہ مکروہ تحریمی ہے۔

✽ زمین مقصوب یا پرانے کھیت میں جس میں زراعت موجود ہے یا بجتے ہوئے کھیت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

✽ قبر کا سامنے ہونا۔ اگر مصلیٰ و قبر کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو تو مکروہ تحریمی ہے۔

✽ کفار کے عبادت خانوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کہ وہ شیاطین کی جگہ ہیں اور ظاہر کراہت تحریم (محر) بلکہ ان میں جانا بھی منوع ہے۔

✽ الٹا کپڑا پہن کر یا اوڑھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور ظاہر تحریم یونہی اگر کھے کے بند نہ باندھنا اور اچکن وغیرہ کے بن نہ لگانا۔ اگر اس کے نیچے کرتہ وغیرہ ہے تو مکروہ تنزیہی۔

### تصویر کے احکام

جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو اسے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا ناجائز ہے۔ یونہی نمازی کے سر پر یعنی چھت میں ہو یا معلق ہو یا گل بھود میں ہو کہ اس پر سجدہ واقع ہو تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ یونہی نمازی کے آگے یاد اپنے یا بائیں تصویر کا ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ پس پشت ہونا بھی مکروہ ہے۔ اگر چہ ان تینوں صورتوں سے کم اور ان چاروں صورتوں میں کراہت اس وقت تک ہے کہ تصویر

آگے پیچھے دانے بائیں معلق ہو یا نصب ہو یا دیوار وغیرہ میں منقوش ہو۔ اگر فرش میں ہے اور اس پر سجدہ نہیں تو کراہت نہیں اگر تصویر غیر جاندار کی ہے۔ جیسے پہاڑ دریا وغیرہ کی تو اس میں کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ اگر تصویر ذلت کی جگہ ہو مثلاً جوتیاں اتارنے کی جگہ یا اور کسی جگہ فرش پر کہ لوگ اسے روندتے ہیں یا نیچے پر کر زانوں وغیرہ کے نیچے رکھا جاتا ہو تو ایسی تصویر مکان میں ہونے سے کراہت نہیں نہ اس سے نماز میں کراہت آئے۔ جبکہ سجدہ اس پر نہ ہو۔

جس نکیہ پر تصویر ہو اسے دیوار وغیرہ پر نصب کرنا اعزاز تصویر میں داخل ہوگا اور اسی طرح ہونا نماز کو بھی مکروہ کر دے گا۔ اگر ہاتھ میں یا اور کسی جگہ پر بدن پر تصویر ہو مگر کپڑوں سے چھپی ہو یا انگوٹھی پر چھپی تصویر منقوش ہو یا آگے پیچھے یاد دہنے بائیں اوپر نیچے کسی جگہ چھوٹی تصویر ہو یعنی اتنی کہ اس کو زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھیں تو اعضاء کی تفصیل نہ دکھائی دے یا پاؤں کے نیچے یا بیٹھنے کی جگہ ہو تو ان سب صورتوں میں نماز مکروہ نہیں۔

سر بریدہ تصویر یا جس کا چہرہ مٹا دیا ہو۔ مثلاً کاغذ یا کپڑے یا دیوار پر ہو اور اس پر روشنائی پھیر دی ہو یا اس کے سر اور چہرہ کو کھرج دیا ہو یا دھوڑا لا ہو۔ کراہت نہیں۔ اگر تصویر کا سر کاٹا ہو مگر سر اپنی جگہ پر لگا ہوا ہے۔ ہنوز جدا نہ ہوا تو بھی کراہت ہے۔ مثلاً کپڑے پر تصویر تھی۔ اس کی گردن پر سلائی کر دی کہ مثل طوق کے بن گئی۔

تصویر کے مٹانے میں صرف چہرہ کا مٹانا کراہت سے بچنے کیلئے کافی ہے۔ اگر آنکھ یا بھوؤں یا ہاتھ پاؤں جدا کر لئے گئے تو اس سے کراہت رفع نہ ہوگی۔

تھیلی یا جیب میں تصویر چھپی ہوئی ہو تو نماز میں کراہت نہیں۔ تصویر والا کپڑا پہنے ہوئے ہے مگر اس پر کوئی دوسرا کپڑا اور پہن لیا کہ تصویر چھپ گئی تو اب نماز مکروہ نہ ہوگی۔ تصویر جب چھوٹی نہ ہو اور موضع اہانت میں نہ ہو اور اس پر پردہ نہ ہو تو اس حالت میں اس کے سبب نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔ مگر سب سے بڑھ کر کراہت اس صورت



میں ہے جب تصویر نمازی کے آگے قبلہ رو ہو پھر وہ کسر کے اوپر ہو۔ اس کے بعد وہ کہہ رہے ہوں دیوار پر پھر وہ کہہ دیجئے دیوار پر یا پردہ پر۔

### نماز میں قہقہہ کا حکم

نماز میں قہقہہ لگانے سے وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے اور نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے۔ واضح ہو کہ قسم میں آواز نہیں ہوتی جس کو مسکراتا کہتے ہیں اور خشک وہ ہنسا ہے جس میں آواز ہوتی۔ مگر دوسرا نہیں سنتا۔ خشک سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ البتہ نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اور قہقہہ یہ ہے کہ ایسی آواز سے ہنسا جائے کہ خود بھی سنے اور ساتھی کو بھی آواز سنائی دے۔ قہقہہ سے نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے اور وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے پھر چونکہ قہقہہ کا ناقص وضو کا ہونا خلاف قیاس ہے اور جو بات خلاف قیاس ہو وہ اپنے مود پر بند رہتی ہے۔ اس لئے سیدنا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ نماز جس میں رکوع و سجود ہوتا ہے۔ اس میں اگر قہقہہ لگایا گیا تو نماز فاسد ہو گئی۔ اور وضو بھی جاتا رہے گا۔ پس اگر نماز جنازہ یا سجدہ تلاوت یا خارج نماز میں قہقہہ لگایا تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ اسی طرح نابالغ نے اپنی نماز میں قہقہہ لگایا تو وضو نہیں ٹوٹے گا، مگر نماز فاسد ہو جائے گی۔ صاحب ہدایہ نے اس کو علی ما قبل کے لفظ سے بیان کیا ہے۔ وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اس مسئلہ کے متعلق امام اعظم سے کوئی روایت نہیں ملتی۔

(۱) خلاصہ کلام یہ ہے کہ بالغ کا قہقہہ اتنی آواز سے ہنسی کہ اس پاس والے سنیں۔  
(۲) اگر نماز کے اندر سوتے میں یا جنازہ یا سجدہ تلاوت میں قہقہہ ہو تو وضو نہیں جائے گا مگر وہ نماز یا سجدہ فاسد ہوگا۔

(۳) اور اگر اتنی آواز سے ہنسا کہ خود اس نے سنا۔ پاس والوں نے نہ سنا تو وضو نہیں جائے گا۔ نماز جاتی رہے گی۔

(۴) اگر نماز میں مسکرایا کہ دانت نکلے مگر آواز بالکل نہیں پیدا ہوئی تو اس سے نہ

نماز جائے نہ وضو۔

### تشہد میں انگلی اٹھانا

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ جب لا پر پانچویں تو دہانے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھا کا سر اٹھا کر حلقہ بنائیے چھنگلیاں اور اس کے پاس والی انگلیوں کو تفصیل سے ملا دیجئے اور لا کے لفظ پر کلمہ کی انگلی اٹھائیے۔ (مگر اس کو حرکت نہ دیجئے) اور اِلا کے لفظ پر گرا دیجئے۔ اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کر لیجئے۔ لا پر کلمہ کی انگلی اٹھانا مسنون ہے اور اس میں حکمت یہ ہے کہ اِلَہ سے ہر معبود کی نفی ہوتی ہے تو زبان سے ابھی اِلَہ نہیں کہا کہ کلمہ کی انگلی اٹھا کر عمل سے ایک اللہ کے وجود کا ثبات کر دیا۔ کیا خبر کہ لا اِلَہ پر پہنچتے ہی جان نکل جائے اور زبان سے اِلَہ اللہ کہنے کی نوبت ہی نہ آئے۔

### مسبقوق التحیات میں کلمہ شہادت کی تکرار کرے

مسبقوق وہ شخص ہے جو امام کے ایک یا دو یا تین رکعت پڑھ لینے کے بعد نماز میں شامل ہوا۔ تو مسئلہ یہ ہے کہ جب امام قعدۂ اخیرہ میں ہو (ظاہر ہے کہ امام التحیات اور درود و دعا پڑھ کر سلام پھیرے گا) تو مسبوق کو چاہیے کہ التحیات ٹھہر ٹھہر کر اس رفتار سے کہ امام جب پوری التحیات درود و دعا پڑھ کر سلام پھیرے تو یہ ابھی عہدہ در رسولؐ تک پہنچا ہوا لیکن اگر ایسا نہ کرے گا، یعنی باوجود ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کے التحیات عہدہ در رسولؐ تک پڑھ لی ہے تو اب آگے نہ پڑھے۔ بلکہ کلمہ شہادت اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ (امام کے سلام پھیرنے تک) بار بار پڑھتا رہے اور جب امام سلام پھیر دے تو کھڑا ہو کر اپنی نماز پوری کر لے۔ یہ اس لئے کہ فرض نماز کے درمیانی قعدہ میں صرف التحیات عہدہ در رسولؐ تک ہی پڑھی جاتی ہے اور یہ قعدہ (اگر چہ امام کا آخری قعدہ ہے مگر مسبوق کا درمیانی قعدہ ہی سمجھا جائے گا۔)

اقامت بیٹھ کر سنی جائے اور امام و مقتدی جی علی الفلاح پر کھڑے ہوں

عام طور پر روانہ پڑ گیا ہے کہ وقت اقامت سب لوگ کھڑے رہتے ہیں۔ یہ خلاف سنت اور مکروہ ہے۔ مسنون یہ ہے کہ جب مکمل اقامت کہے تو امام و مقتدی سب بیٹھے رہیں اور جب جی علی الفلاح پر پہنچے تو اب کھڑے ہو جائیں۔ اس مسئلہ سے لوگ عموماً بے خبر ہیں یا لا پرواہی کرتے ہیں۔

فائدہ اذان کا جواب دینا واجب ہے لیکن جواب اقامت واجب نہیں مستحب ہے۔

### تعدیل ارکان

یعنی رکوع۔ سجدہ۔ قومہ۔ جلسہ کے درمیان ایک بار سبحان اللہ کہنے کے مقدار ظہر نا واجب ہے۔ اسی کو تعدیل ارکان کہتے ہیں۔ اس کے ترک پر نماز مکروہ تحریمہ ہوتی ہے۔ دوبارہ پڑھنی ضروری ہے۔

### سونے پیتل کی انگلی

سونے پیتل تانبے لوہے کسی بھی دھات کی انگلی ریشمی کپڑے چاندی سونے پیتل لوہے کے زنجیر دار بن بن پہن کر نماز پڑھنا مرد کیلئے مکروہ ہے۔ اگر بن چاندی سونے کے ہوں مگر زنجیر دار نہ ہوں تو ان کو پہن کر نماز پڑھنا درست ہے۔

مستورات کو چاندی سونے کے علاوہ کسی بھی دھات (پیتل تانبا لوہا رولڈ گولڈ) کو زیور پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمہ ہے۔ (مرد کیلئے چاندی کی انگلی ساڑھے چار ماشہ سے کم کی پہننا جائز ہے)

### احتیاط الظہر

احتیاطی ضروری ہے یا نہیں۔ جمعہ کی سنتیں کتنی ہیں تفصیل سے بتائیں۔

### جواب

(۱) ہمارے آئمہ کے مذہب پر جمعہ کی محنت و جوار کیلئے شہر شرط ہے اور شہر کی صحیح تعریف یہ وہ آبادی جس میں متعدد محلے اور دوامی بازار ہوں اور ضلع یا پرگنہ ہو کہ اس کے متعلق دیہات ہوں اور اس میں کوئی ایسا حاکم ہو جو ظالم سے ظلم کا بدلہ لے سکے اگرچہ نہ لینا ہو۔ (فتیہ) لہذا چھوٹے چھوٹے قریوں میں جمعہ نہیں۔ وہاں ظہر فرض ہے اور جماعت واجب اور جمعہ پڑھنا مکروہ تحریمہ ہے۔

اور جہاں جمعہ کی شرائط میں شبہ ہو۔ وہاں جمعہ ضرور پڑھیں اور جمعہ کے بعد چار رکعت احتیاطی نیت سے کہ سب سے پہلی ظہر جس کو پایا اور ان چاروں الحمد کے بعد سورت بھی ملائیں۔ یہ احتیاطی خواص پڑھیں۔ عوام بے سمجھوں کو اس کی حاجت نہیں۔ (۲) جمعہ کے دن چار سنتیں جمعہ سے پہلے پھر امام کے ساتھ دو فرض جمعہ پڑھیں پھر چھ سنت پھر چار رکعت ظہر احتیاطی پھر دو نفل بھی پڑھ لیں تو بہتر ہے۔

### نماز جنازہ فرض کفایہ ہے

نماز جنازہ میں فرض کفایہ کی نیت کی جائے یا فرض کی بعض لوگ کہتے ہیں کہ جو شخص نماز پر حاضر ہو جائے تو فرض عین ہو جاتی ہے۔ اس لئے فرض کفایہ نہ کہنا چاہیے۔

### جواب

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک مسلمان مرد یا عورت نے بھی پڑھ لی۔ تو سب بری الذمہ ہو گئے۔ ورنہ جس کو خبر پہنچی اور اس نے نہ پڑھی گنہگار ہوا۔ نیت کے معنی پکا ارادہ کرنے کے ہیں۔ محض جاننا نیت نہیں۔ تاؤ فکیر ارادہ نہ ہو۔ (تویر) یعنی اگر دل سے اگر مثلاً ظہر کا قصد کیا اور زبان سے لفظ جنازہ یا عصر نکلا ظہر ہوگئی۔ کیونکہ معتبر دل کا قصد ارادہ ہے۔ زبان سے بھی نیت کے مطابق الفاظ کہنا

ہے واجب نہیں ہے۔ (در مختار رد المحتار)

### مختلف اہم سوالات

بدن دانت پر سونے چاندی یا رولڈ گولڈ کا کور لگانا کیسا ہے؟ وضو یا غسل میں نقص آتا ہے یا نہیں؟

(۲) عشاء کی نماز میں وتر کے بعد نوافل یا قضا نمازیں پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ یا وتر سے قبل نوافل وغیرہ ادا کر کے آخر میں وتر پڑھنا ضروری ہے؟

(۳) کسی بد مذہب کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اگر نماز فجر و عصر ایسے شخص کے پیچھے ادا کرے تو اسی وقت اعادہ کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۴) نماز میں بلا عذر کھنکار کیسا ہے؟ اگر کسی کو بلغم کی شکایت سے کھنکارنے کی عادت ہو تو اس کا عادت نماز کی حالت میں کھنکارنا کیسا ہے؟

(۵) گھر میں خاوند نماز پڑھ رہا ہے۔ اس کی بیوی اسی مصلیٰ کے قریب نماز پڑھے تو کیسا ہے؟ یہ عورت اپنی نماز میں قرأت نہ کر کے خاوند کی قرأت کو سن لے تو نماز ہوگی یا نہ؟

(۶) دعا آہستہ کرنا افضل ہے۔ لیکن جماعت کے ساتھ امام کا زور سے دعا کرنا اور مقتدیوں کا زور سے آمین کہنا درست ہے یا ان کو آہستہ دعا و آمین کہنا افضل ہے؟

### جوابات

(۱) شخص بدنمائی دور کرنے کیلئے کسی طرح کا خول دانت پر چڑھانا جائز ہے۔

غسل میں فرض ترک ہونے کا اندیشہ ہے اور وضو میں سنت لہذا نہیں چاہیے۔ ہاں اگر دانت درست نہ ہو یا درد کرتا ہو اس کے مضبوط کرنے کیلئے جائز ہے اور غسل وغیرہ میں اس کا علیحدہ کرنا ناممکن ہو تو نکالنا بھی ضروری نہیں۔

(۲) نوافل اور تمام قسم کی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ صرف طلوع وغروب و استواء ان قوتوں میں مطلقاً نماز اور سجدہ ممنوع ہے اور صبح صادق سے طلوع شمس تک کوئی نفل جائز نہیں۔ قضا شدہ نماز پڑھ سکتے ہیں۔ نیز عصر کے بعد سے غروب شمس تک کوئی نفل جائز نہیں۔ قضا میں پڑھ سکتے ہیں۔

(۳) بد مذہب کی مذہبی اگر حد کفر تک پہنچتی ہے تو نہ اس کی نماز اور نہ اس کے پیچھے جو نماز پڑھی وہ نماز ہوئی۔ اس کو دوبارہ پڑھنا فرض ہے اور اگر بد مذہبی حد کفر تک نہیں بلکہ گمراہی تک ہے تو وہ مکروہ تحریمہ ہے۔ اس کا اعادہ اسی وقت کر لینا چاہیے۔

(۴) بلا ضرورت کھنکارنا ایسا کہ دو حرف پیدا ہو جائیں۔ جیسے آہ تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر غرض صحیح یا کسی عذر معقول کی وجہ سے کھنکارتا ہے تو حرج نہیں اور محض عادتاً کھنکارنے میں نماز کے فاسد ہونے کا اندیشہ ہے۔ (در مختار رد المحتار)

(۵) اگر شوہر امام ہے تو عورت تمہا اس کے پیچھے کھڑی ہو کر نماز پڑھ سکتی ہے اور محاذات عورت سے مرد کی نماز فاسد ہونے کے شرائط یہ ہیں۔ عورت اگر مرد کے محاذی ہو تو مرد کی نماز جاتی رہے گی اس کیلئے چند شرطیں ہیں۔

(۱) عورت مشتبہات ہو یعنی اس قابل ہو کہ اس سے جمع ہو سکے۔ اگر چہ نابالغہ ہو اور مشتبہات میں سن کا اعتبار نہیں۔ نو برس کی ہو یا اس سے کچھ کم کی۔ جب اس کا جثہ اس قابل ہو اور اگر اس قابل نہیں تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ اگر چہ نماز پڑھنا جانتی ہو۔ اس مسئلہ میں مشتبہات ہے۔ وہ عورت اگر اس کی زوجہ ہو یا خادما میں ہو جب بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۲) کوئی چیز انگلی برابر موٹی اور ایک ہاتھ اونچی حائل نہ ہو۔ نہ دونوں کے درمیان اتنی جگہ خالی ہو کہ ایک مرد کھڑا ہو سکے۔ نہ عورت اتنی بلندی پر ہو کہ مرد کا کوئی عضو اس کے عضو سے محاذی ہو۔



(۳) رکوع و سجود والی نماز میں یہ محاذات واقع ہوں۔ اگر نماز جنازہ محاذات ہوئی تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۴) وہ نماز دونوں میں تحریر مشترکہ ہو۔ عورت نے اس کی اقتداء کی ہو یا دونوں نے کسی امام کی اگرچہ شروع سے شرکت نہ ہو تو اگر دونوں اپنی اپنی پڑھتے ہوں تو فاسد نہ ہوگی۔ مگر وہ ہوگی۔

(۵) ادا میں مشترک ہو کہ اس میں مرد اس کا امام ہو یا ان دونوں کا کوئی دوسرا امام ہو جس کے پیچھے ادا کر رہے ہیں۔ حقیقتاً یا حکماً مثلاً دونوں لاحق ہوں کہ بعد فراغ امام اگرچہ امام کے پیچھے نہیں مگر حکماً امام کے پیچھے ہی ہیں اور مسبوق امام کے پیچھے نہ حقیقتاً ہے نہ حکماً بلکہ وہ منفرد ہے۔

(۶) دونوں ایک ہی جہت کو متوجہ ہوں۔ اگر جہت بدل جائے جیسے تاریک شب میں پھر نہ چلتا ہو کہ ایک طرف امام کا منہ ہے اور دوسری طرف مقتدی کا یا کعبہ معظمہ میں پڑھے جہت بدلی ہو تو نماز ہو جائے گی۔

(۷) عورت عاقلہ ہو۔ مجنونہ کی محاذات میں نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۸) امام نے امامت زناں کی نیت کر لی ہو۔ اگرچہ شروع کرتے وقت عورتیں شریک نہ ہوں اور اگر امامت زناں کی نیت نہ ہو تو عورت کی ہی فاسد ہوگی۔

(۹) اتنی دیر تک محاذات رہے کہ کامل رکن ہو جائے۔ یعنی بقدر میں تسبیح کے۔

(۱۰) دونوں نماز پڑھنا جانتے ہوں مرد عاقل بالغ ہو۔

(در مختار رد المحتار عالمگیری وغیرہ)

(۶) دعا آہستہ کہنی چاہیے۔ آمین بھی دعا ہے۔ لہذا آہستہ کہنی چاہیے۔ ادعو ربکم

تضرعاً وخفیہ۔

## امام کیسا ہو؟

سوال امامت کس کس شخص کی جائز ہے اور کس کی ناجائز اور مکروہ اور سب سے بہتر امامت کس کی ہے۔

## جواب

جو قرأت غلط پڑھتا ہو جس سے معنی فاسد ہوں یا وضو صحیح نہ کرتا ہو یا ضرورت دین میں سے کسی ضروری امر کا منکر ہو۔ ان کے نماز باطل محض ہے اور جس کی گمراہی حد کفر تک نہ پہنچی ہو۔ ان کے پیچھے کمرہ امت شدید تحریر مکروہ ہے کہ انہیں امام بنانا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ اور جہنی پڑھی ہوں سب کا پھر پڑھنا واجب اور انہیں کے قریب۔ فاسق معطل مثلاً ڈاڑھی منڈایا خشکاشی رکھنے والا یا کتر واکر حد شرع سے کم کرنے والا یا سود خوار زانی شرابی وغیرہ۔ ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ اور جو فاسق معلم نہیں یا قرآن عظیم میں ایسی غلطی کرتا ہے جو مفید صلوة نہیں یا تابیٹا یا جاہل یا غلام یا ولد الزنا یا خوبصورت امر دیا جزائی مرض برص والا۔ غسل میت کا پیشہ کرے جس سے لوگ کراہت و نفرت کرتے ہیں اس قسم کے لوگوں کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے کہ پڑھنی خلاف اولیٰ ہے اور پڑھ لیس تو حرج نہیں اور یہی قسم اخیر کے لوگ حاضرین میں سب سے زیادہ مسائل نماز و طہارت کا رکھتے ہوں تو انہیں کی امامت اولیٰ ہے۔ بخلاف ان کے پہلی دو قسم والوں کے کہ اگرچہ عالم متجرب ہی ہوں حکم کراہت رکھتا ہے۔ مگر جہاں جمعہ و عیدین ایک ہی جگہ ہوتے ہوں اور ان کا امام بدعتی فاسق معطل ہے اور دوسرا امام نہ مل سکتا ہو وہاں کے پیچھے جمعہ و عیدین پڑھنے چاہئیں۔ بخلاف قسم اول جو ضروریات دین کا منکر ہو نہ ان کی نماز نماز ہے۔ نہ ان کے پیچھے جمعہ نماز جائز بالفرض وہی جمعہ یا عیدین کا امام ہو اور کوئی مسلمان امام نہ مل سکتا ہو تو جمعہ و عیدین کا ترک فرض

ہے۔ جمعہ کے بدلے ظہر پڑھے اور عیدین کا کچھ محض نہیں۔

امام اسے رکھا جائے خوشی امدہب صحیح العقیدہ متبع سلف و صالحین صحیح الطہارت صحیح القرأۃ ہو۔ مسائل نماز و طہارت کا عالم ہو غیر فاسق ہو۔ اس میں کوئی ایسا جسمانی یا روحانی عیب نہ ہو۔ جس سے لوگوں کو نفرت ہو۔

### چلتی گاڑی میں نماز کا حکم

لاری اور تیل گاڑی اور ریل میں نماز کس طرح ادا کی جائے۔ جب ریل وغیرہ میں نماز کا وقت آ جائے تو کیا کیا جائے۔

### جواب

گاڑی کا جو آ جانور پر رکھا ہو گاڑی رکی ہو یا چلتی اس کا حکم وہی ہے جو جانور پر نماز پڑھنے کا ہے۔ یعنی فرض واجب سنت بلا عذر جائز نہیں۔ اور جو آ جانور پر نہ ہو اور رکی ہوئی ہو تو نماز جائز ہے۔ (در مختار رد المحتار) یہ حکم اس گاڑی کا ہے جس کے دو پہیے ہوں۔ چار پہیوں والی جب رکی ہو تو صرف جو آ جانور پر ہوگا اور گاڑی زمین پر مستقر ہوگی لہذا جب گاڑی ٹھہری ہوئی ہو اس پر نماز جائز ہوگی۔ جیسے تخت پر گاڑی اور سواری پر نماز پڑھنے کیلئے عذر یہ ہیں۔ مینہ برس رہا ہو۔ اس قدر کچھڑ ہو کہ اگر نماز اتر کر پڑھے تو منہ دھنس جائے گا یا کچھڑ میں سن جائے گا یا کپڑا بچھائے گا تو وہ بالکل تھضر جائے گا اور اس صورت میں سواری ہو تو کھڑے کھڑے اشارے سے پڑھے۔ ساتھی چلے جائیں گے یا سواری کا جانور شریر ہے کہ سوار ہونے میں دشواری ہوگی اور مددگار کی ضرورت ہوگی اور مددگار موجود نہیں یا بوڑھا ہے کہ بغیر مددگار کے اتر کر چڑھ نہ سکے گا اور مددگار موجود نہیں اور یہی حکم عورت کا ہے یا مرض میں زیادتی ہوگی۔ جان یا مال یا عورت کو ضائع ہونے کا اندیشہ ہو۔ (در مختار رد المحتار)

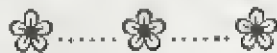
چلتی گاڑی پر بھی فرض واجب سنت و فجر نہیں ہو سکتے۔ اس کو جہاز یا کشتی کے حکم میں تصور کرنا غلطی ہے کہ کشتی اگر ٹھہرائی بھی جائے جب بھی زمین پر نہ ٹھہرے گی ریل گاڑی اور لاری ایسی نہیں یہ اختیاری ہے اور وہ غیر اختیاری اور کشتی پر بھی اسی وقت نماز جائز ہے جب وہ بیچ دریا کے ہو۔ کنارہ پر ہو اور خشکی پر آ سکتی ہو تو اس پر بھی جائز نہیں لہذا جب اسٹیشن پر یہ ریل گاڑی ٹھہرے اس وقت یہ نمازیں پڑھے اور اگر دیکھے کہ وقت جاتا ہے تو جس طرح بھی ممکن ہو پڑھ لے پھر جب موقع ملے اعادہ کرے کہ جہاں من جہۃ العباد کوئی شرط یا رکن مفقود ہو۔ اس کا یہی حکم ہے۔

### وضو کے بعد نفل

وضو کے بعد نفل اعضاء کو سوکھا کر پڑھیں یا تری رہنے دیں؟

### جواب

تحیۃ الوضو کو وضو کے بعد اعضاء خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے۔ صحیح مسلم میں ہے۔ ”نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے اور ظاہر و باطن کے ساتھ متوجہ ہو کر دو رکعت پڑھے اس کیلئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔“ غسل کے بعد بھی دو رکعت نماز مستحب ہے۔ وضو کے بعد فرض نماز پڑھے تو قائم مقام تحیۃ الوضو کے ہو جائیں گے۔



## نماز کے بعض اہم مسائل

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا:

(۱) اِذَا ابْدَا حَاجِبَ الشَّمْسِ فَاخْرُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَبْرُزَ وَادْغَابَ حَاجِبَ الشَّمْسِ فَاخْرُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَغِيبَ۔ (مسلم شریف)

جب آفتاب کا کنارہ ظاہر ہو جائے تو نماز کو موقوف کر دو۔ یہاں تک کہ آفتاب پورا نکل آئے اور جب آفتاب کا کنارہ غروب ہو جائے تو بھی نماز پڑھو یہاں تک کہ پورا آفتاب غروب ہو جائے۔

پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

(۲) فَاِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ فَاَقْصِرْ وَاعْنِ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ۔ (بخاری)

جب نصف النہار کا وقت ہو تو نماز نہ پڑھو یہاں تک کہ سورج زائل ہو جائے۔ واضح ہو کہ احناف کے نزدیک نماز فجر و عصر کے بعد نوافل ممنوع ہیں۔ لیکن عصر و فجر کے بعد قضا نماز اور نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں۔ یعنی طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک کہ اس کے درمیان سوا دو رکعت سنت فجر کے کوئی نفل نماز جائز نہیں ہے۔ حتیٰ کہ فجر کی سنتیں رہ جائیں تو ان کو بھی نماز فجر کے بعد نہ پڑھے۔ بلکہ جب سورج پورا نکل آئے تو ادا کرے۔ اسی طرح نماز عصر سے آفتاب زرد ہونے تک نفل منع ہیں۔

## طلوع کے وقت مطلقاً نماز ناجائز ہے

طلوع و غروب کے وقت کوئی نماز جائز نہیں ہے نہ فرض نہ واجب نہ نفل نہ ادا نہ قضا حتیٰ کہ سجدہ سہوا اور سجدہ تلاوت بھی جائز نہیں ہے۔ طلوع سے مراد آفتاب کا کنارہ ظاہر ہونے سے اس تک ہے کہ اس پر نگاہ خیرہ ہونے لگے۔ جس کی مقدار کنارہ چمکنے سے ۲۰ منٹ تک ہے اور اس وقت سے کہ آفتاب پر نگاہ ٹھہرنے لگے۔ ڈوبنے تک غروب ہے۔ یہ وقت بھی ۲۰ منٹ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو طرح کے بیچنے دو طرح کے لباس اور دو وقتوں میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا:

نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْغَمْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔ (بخاری)

فجر کی نماز کے بعد جب تک سورج نہ نکلے اور عصر کے بعد جب تک سورج ڈوب نہ جائے۔

## فجر و عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنا ممنوع ہیں

نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک اسی طرح نماز عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک نفل پڑھنا ممنوع ہیں۔ البتہ قضا نماز اگر کوئی ہو تو پڑھ سکتے ہیں۔ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ، حسن بصری، سعید بن المسیب، علاء بن زیاد، حمید بن عبد الرحمن، امام فخری اور ایک جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔

(۲) علامہ بطلان نے فرمایا: فجر و عصر کی نماز کے بعد نوافل پڑھنے کی ممانعت پر احادیث متواتر ہیں۔

حضرت فاروق اعظم و حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما ان لوگوں کو درے لگاتے



تھے جو فجر یا عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھتے اور صحابہ کرام میں سے کسی نے حضرت فاروق اعظم یا حضرت خالد کے اس فعل پر اعتراض نہیں کیا۔

(۳) وہ جو بعض احادیث میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے عصر کی نماز کے بعد دو رکعت نفل ادا فرمائے، تو یہ حضور کے خصوصیات سے تھا۔ (یعنی ج ۲ ص ۵۹۰)

اگر شمار رکعت میں شک ہو تو کیا کرے

واضح ہو کہ شک کے باب میں تین حدیثیں وارد ہیں۔

اول یہ کہ جب شک ہو تو از سر نو نماز پڑھے۔

دوم یہ کہ جب شک ہو تو تحری کرے۔

سوم یہ کہ جب شک ہو تو یقین پر بنا کرے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تمہیں شک ہو کہ کتنی رکعت پڑھی ہیں۔ تین

یا چار تو۔

فلينظر الحثث ولين علي اليقين۔ (مسلم)

شک کو دور اور اس چیز پر عمل کرے جو یقینی ہے۔

✽ حضرت سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ان تین حدیثوں میں جمع کی صورت یہ پیدا فرمائی۔

(۱) جس کو شمار رکعت میں شک ہو، مثلاً تین ہوئیں یا چار اور بلوغ کے بعد یہ پہلا واقعہ ہے تو سلام پھیر کر یا کوئی عمل منافی نماز کر کے توڑ دے اور اس نماز کو از سر نو پڑھے حدیث اول کا یہی مطلب ہے۔

(۲) اگر یہ شک پہلی بار نہیں بلکہ پیشتر بھی ہو چکا ہے تو اگر گمان غالب کسی طرف ہو تو اس پر عمل کرے۔

ترک واجب سے سجدہ سہولاً لازم ہے

واجبات نماز میں سے کوئی واجب بھولے رہ جائے تو اس کی تلاقی کیلئے سجدہ  
 کہو واجب ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ التحیات کے بعد ذہنی طرف سلام پھیر کر دو  
 سجدے کرے پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے۔

✽ اگر کسی نے چار رکعت پڑھ کر قعدہ آخرہ کر لیا۔ پھر پانچوں کیلئے کھڑا ہوا اور پانچوں رکعت پڑھ کر اس نے سلام پھیر دیا۔ پھر یاد آیا کہ پانچ پڑھی ہیں اور جہدہ سہو کر لیا (چھٹی رکعت اور نہیں پڑھی) فرض ادا ہو گئے۔ مگر پانچویں رکعت بوجہ ایک ہونے کے غو ہو گئی۔ اس صورت میں یہ چاہیے کہ جب بقدر شہد قعدہ آخرہ کر چکا ہے اور پانچویں کیلئے کھڑا ہو گیا ہے اور پانچویں کا جہدہ کر لیا ہے تو ایک رکعت اور پڑھ لے اور جہدہ سہو کر لے تاکہ چار فرض اور دو نفل ہو جائیں اور پانچویں بوجہ ایک ہونے کے لغو نہ ہو۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

اذا شئت احدکم کہ جب تم میں سے کسی کو رکعتوں کے شمار میں ہوتو تحریر کرے۔

مثلاً یہ شک ہو کہ تین پڑھی ہیں یا چار تو تین پر یقین ہو، چوتھی میں شک ہے تو تین کو اختیار کرے اور چوتھی اور پڑھ لے یا مثلاً دو پڑھی ہیں یا تین اتودو پر تو یقین ہے ہندو اور پڑھ لے اور سجدہ سہو کر لے۔

اور اگر گمان غالب نہ ہو تو کم کی جانب اختیار کرے۔ مثلاً تین اور چار میں شک ہو تو تین قرار دے اور اگر دو اور تین میں شک ہو تو دو و علیٰ ہذا القیاس تیسری اور چوتھی دونوں میں قعدہ کرے کہ تیسری رکعت کا چوتھی ہونا محتمل ہے اور چوتھی میں قعدہ کر کے جعدہ ہو کر کے سلام پھیرے۔ (حدیث سوم کا یہ مطلب ہے)

مندہ گمان غالب کی صورت میں سجدہ سہو نہیں مگر جبکہ سوچنے (تحری) میں بقدر

ایک رکن کے وقفہ کیا ہو تو سجدہ سہو واجب ہو گیا۔ نیز سجدہ سہو آخر صلوٰۃ میں کیا جائے اور اس میں حکمت یہ ہے کہ اگر دوران نماز میں کوئی غلطی ہو جائے تو اس کی تلافی بھی ایک ہی سجدہ سے ہو جائے۔

### کن صورتوں میں نماز توڑ سکتا ہے

ابن بطلال نے فرمایا کہ اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اس کا جانور بھاگ جائے تو اس کو نماز توڑ دینا جائز ہے دوبارہ پڑھ لے۔  
(۲) اسی طرح اگر کوئی مصیبت زدہ فریاد کر رہا ہو یا کسی شخص کو پکارتا ہو یا کوئی ڈوب رہا ہو یا آگ سے جل جائے گا یا اندھا راہ گیر یا بچہ کنوئیں میں گرا چاہتا ہے۔ ان سب صورتوں میں نماز کو توڑ دینا واجب ہے۔ جبکہ ان کو بچانے پر قادر ہو۔ اسی طرح کوئی اچانک آفت آ جائے مثلاً شیر بھینڑ یا اڑدھا یا ندی چڑھ آئے سیلاب آ جائے تو نماز کو توڑ دینا جائز ہے اور جان کا بچانا فرض ہے اور ان تمام صورتوں میں نماز دوبارہ پڑھی جائے گی۔

اگر بحالت نماز کسی کو اس کا چوپایا ایک یا دو قدم کھینچ لے یا ڈھکیل دے اور نمازی بھی اس کو روکنے کیلئے ایک یا دو قدم آگے پیچھے ہو جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی لیکن اگر ایک دم بقدر تین قدم کے کھینچ لے یا ڈھکیل دے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ کیونکہ یہ عمل کثیر ہے۔

وہ حدیث جس میں نماز کسوف پڑھنے کا ذکر ہے اس میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا بحالت نماز میں نے جنت کو دیکھا اور چاہا کہ جنت کے باغ سے ایک خوشہ توڑوں اسی لئے آگے بڑھتا تھا اور جہنم کو دیکھا تھا اسی لئے پیچھے ہٹا تھا۔ جس سے واضح ہوا کہ بضرورت بحالت نماز کسی چیز کو اٹھانے یا توڑنے یا ایک دو قدم آگے پیچھے ہونے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

فائدہ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے بحالت نماز دوزخ کو دیکھا۔

رَأَيْتُ فِيهَا عَمْرَو بْنَ لُحَيْيٍ وَهُوَ الْبَلْدِيُّ سَبَّ السَّوْآتَيْنِ۔ (بخاری)

اور میں نے جہنم میں عمرو بن لُحَیّ کو دیکھا جس نے سب سے پہلے بتوں کے نام پر سائنڈ چھوڑنے کی رسم نکالی تھی۔

عمرو بن لُحَیّ زمانہ جاہلیت کا ایک مشرک تھا۔ جس نے بتوں کے نام پر زندہ جانور چھوڑنے کی رسم نکالی تھی۔ مشرکین بتوں کے نام پر چھوڑے گئے جانور کو معظم سمجھتے تھے۔ اس کے آنے جانے کھانے پینے پر کوئی پابندی نہ تھی۔ جہاں چاہے آئے جائے کھائے۔ اس پر یوحنا بھی لاوا جاتا تھا۔ یہ وہی رسم ہے جو ہندوؤں میں آج تک موجود ہے۔

فائدہ بحالت نماز کبھی یا پھر کو پکڑ کر مسل دینا جائز ہے۔ بضرورت ایک یا دو ضرب سے سانپ یا بچھو کو مار دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

### استقبال قبلہ سے عاجز ہونے کی صورتیں

نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرنا ضروری ہے۔ (البتہ اگر عذر شرعی ہے تو پھر استقبال قبلہ معاف ہے اور اس کی حسب ذیل صورتیں ہیں۔

(۱) جو شخص استقبال قبلہ سے عاجز ہو مثلاً مریض ہے کہ اتنی طاقت نہیں کہ قبلہ کی طرف رخ کرے نہ وہاں کوئی ایسا ہے جو اس کو قبلہ کی طرف متوجہ کر دے یا اس کے پاس اپنا یا امانت کا مال ہے جس کے چوری ہو جانے کا صحیح اندیشہ ہے یا کشتی کے تختہ پر بہتا چلا جا رہا ہے اور صحیح اندیشہ ہے کہ اگر قبلہ کی طرف منہ کرے گا تو ڈوب جائے گا یا شریر جانور پر سوار ہے کہ اترنے نہیں دیتا یا اتر تو جائے گا مگر بے مددگار سوار نہ ہونے دے گا یا یہ ایسا بوڑھا ہے کہ پھر خود سوار نہ ہو سکے گا اور ایسا کوئی جو سوار کرا دے۔ ان سب صورتوں میں جس رخ نماز پڑھ سکے پڑھ لے اور اعادہ بھی نہیں۔ ہاں اگر سواری کے روکنے پر

قادر ہو تو روک کر پڑھے اور ممکن ہو تو قبلہ کی طرف منہ کرے اور جیسے بھی ہو سکے پڑھے۔ چلتی کشتی میں نماز پڑھتے وقت بوقت تکبیر تحریمہ قبلہ کو منہ کرے اور جیسے جیسے وہ گھومتی جائے یہ بھی قبلہ کی طرف منہ پھیرتا جائے۔ اگرچہ نفل نماز ہو۔ (غنیۃ الطالبین)

اگر کوئی شخص قید میں ہے اور حکام جیل قبلہ کی طرف منہ نہیں کرنے دیتے تو جیسے بھی ہو سکے نماز پڑھ لے۔ مگر اس صورت میں جب موقع مل جائے وقت میں یا بعد میں اس نماز کو دوبارہ پڑھے۔

### سواری پر نفل پڑھ سکتا ہے

احادیث سے واضح ہے کہ محمل سواری اور گاڑی پر نفل مطلقاً جائز ہے۔ جبکہ تنہا پڑھے اور نفل جماعت پڑھنا چاہے تو اس کیلئے شرط یہ ہے کہ امام و مقتدی الگ الگ سواری پر نہ ہوں۔

بیرون شہر سواری پر بھی نفل پڑھ سکتا ہے۔ اس صورت میں قبلہ کی طرف منہ کرنا شرط نہیں بلکہ سواری جس رخ کو جارہی ہو ادھر ہی منہ اور اگر ادھر منہ نہ ہو تو نماز جائز نہ ہوگی اور نماز شروع کرتے وقت بھی قبلہ کی طرف منہ ہونا شرط نہیں بلکہ سواری جدھر جا رہی ہو اسی طرف منہ ہو اور رکوع و سجود اشارے سے کرے اور سجدہ کا اشارہ بہ نسبت رکوع کے پست ہونا چاہیے۔ واضح ہو یہ حکم صرف نفل نماز کیلئے ہے۔

### نماز کیلئے ستر عورت شرط ہے اور اس کے ضروری مسائل

واضح ہو کہ صحت نماز کی چھ شرطیں ہیں۔ طہارت ستر عورت استقبال قبلہ وقت نیت تحریمہ حنفیہ شافعیہ اور اکثر فقہاء و محدثین کے نزدیک ستر عورت ستر نماز سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔ (بخاری)

ہر نماز کے وقت کپڑے پہنو۔

زمانہ جاہلیت میں عورتیں نگلی ہو کر طواف کرتی تھیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ تقریباً اس پر سب کا اتفاق ہے کہ زینت سے مراد کپڑے ہیں جن سے شرمگاہ وغیرہ ڈھکی رہے۔ اتنا بار یک کپڑا جس سے بدن چمکتا ہو ستر عورت کیلئے کافی نہیں۔ اس کپڑے کو پہن کر نماز پڑھی تو نہ ہوئی۔ یونہی چادر یا دوپٹہ سے عورت کے بالوں کی سیاہی چمکے تو نماز نہ ہوگی۔ بعض لوگ بار یک ساڑھیاں اور تہبند باندھ کر نماز پڑھتے ہیں کہ ران چمکتے ہیں۔ ان کی نمازیں نہیں ہوتیں اور ایسا بار یک کپڑا پہننا جس سے ستر نہ چھپ سکے۔ علاوہ نماز کے بھی حرام ہے۔

(۱) نماز میں ستر کیلئے پاک کپڑے کا ہونا ضروری ہے۔ یعنی اتنا نجس نہ ہو جس سے نماز نہ ہو سکے اور کپڑا اتنا دبیز ہونا چاہیے جس سے بدن نظر نہ آئے۔

(۲) مرد کیلئے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک ستر ہے۔ یعنی اس کا چھپانا فرض ہے۔ ناف اس میں داخل نہیں گھٹنے داخل ہیں۔ اور آزاد عورت کیلئے سارا بدن عورت ہے سوائے منہ کی نکلی اور ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلوؤں کے۔ سر کے لٹکتے ہوئے بال اور گردن اور کلائیائیں بھی ستر عورت ہیں۔ ان کا چھپانا بھی ضروری ہے۔

(۳) جن اعضاء کا ستر فرض ہے ان میں سے کوئی عضو چوتھائی سے کم کھل گیا۔ نماز ہوگئی اور اگر چوتھائی عضو کھل گیا اور فوراً چھپالیا۔ جب بھی نماز ہوگئی اور بقدر ایک رکن یعنی تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے کھلا رہا یا بالقصد کھولا۔ اگرچہ فوراً چھپالیا۔ نماز جاتی رہی۔ دوبارہ پڑھے۔

### عورتوں کیلئے نماز میں سارے بدن کو چھپانا فرض ہے

سوائے منہ کی نکلی اور ہتھیلیوں اور پاؤں کے سر کے لٹکے ہوئے بال اور گردن اور کلائیائیں بھی ستر عورت ہیں۔ ان کا چھپانا بھی فرض ہے اور کپڑا ایسا ہونا چاہیے جس



سے بدن کی رنگت نظر نہ آئے۔ اتنا بار یک کپڑا جس سے بدن چمکے یا ایسا بار یک دوپٹہ جس سے بالوں کی سیاہی چمکے عورت نے اوڑھ کر نماز پڑھی نہ ہوگی۔ ہاں اگر اس بار یک کپڑے پر کوئی ایسا کپڑا پہن لے جس سے بال وغیرہ کا رنگ چھپ جائے تو نماز ہو جائے ورنہ نہیں۔ بعض آثار اور اقوال فقہاء میں تصریح ہے کہ عورتیں تین کپڑوں یا دو کپڑوں (تمیض پانچواں اوڑھنی) میں نماز پڑھیں۔ مگر یہ حکم استحبانی ہے اور ایک کپڑے میں نماز پڑھنا جبکہ اس سے پورا ستر ہو جائے کافی ہے۔

### نماز فجر اجالے میں پڑھنا مستحب ہے

سیدنا امام مالک و امام شافعی و احمد و اسحاق رحمہم نے فرمایا۔ نماز فجر (غسل) اندھیرے میں پڑھنا افضل ہے۔ لیکن یہ استدلال متعدد وجوہ سے درست نہیں۔ اوّل کوئی مرفوع قولی حدیث ایسی نہیں ہے جس میں حضور ﷺ نے فجر اندھیرے (غسل) میں پڑھنے کا حکم دیا ہو۔ اس کے برعکس کثیر مرفوع متصل صحیح حدیثوں میں حضور ﷺ نے فجر کی نماز (اسفار) اجالے میں پڑھنے کا حکم دیا۔ اور اسی کو باعث اجر کثیر قرار دیا۔

اس سلسلہ میں چند حدیثیں یہ ہیں۔

(۱) لا تزل امتی علی الفطرة ما اسفروا بالفجر۔ (طبرانی عن ابو ہریرہ) میری امت اس وقت تک فطرہ پر رہے گی۔ جب تک فجر کی نماز اجالے میں پڑھے گی۔

(۲) اصبحوا الصلوة الصبح فانه اعظم لاجر۔ (نسائی ابن ماجہ)

فجر کی نماز روشن وقت میں پڑھو۔ کیونکہ اس میں ثواب زیادہ ہے۔

اس مضمون کی حدیث کو ابو داؤد نے رافع بن خدیج سے روایت کیا۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نیز ابن حبان طبرانی نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا۔

(۳) اسفروا بصلوة الصبح فانه اعظم لاجر۔ (بزار)

حضور ﷺ نے فرمایا فجر اسفار میں پڑھو۔ اس میں زیادہ ثواب ہے۔

(۴) یا بلال نوز بصلوة الصبح حتی يبصر القوم مواقع بلهم۔

(ابوداؤد طبرانی)

حضور ﷺ نے فرمایا اے بلال! نماز فجر اتنے اجالے میں ادا کرو کہ لوگ تیرے مرنے کی جگہ کو دیکھ لیں۔

ان مضامین کی احادیث کو حسب ذیل صحابہ کرام نے روایت کیا ہے۔

حضرت بلال (بزار) حضرت انس (بزار) قتادہ بن نعمان (بزار) ابن مسعود

(طبرانی) ابو ہریرہ (ابن حبان) ابو ہریرہ و ابن عباس (طبرانی) ابو داؤد (ابو اسحاق) رحمہم

حواء انصاریہ و کانت من المبايعات۔ (بخاری ج ۲ ص ۲۵۲ تا ۲۵۶)

یہ تمام قولی حدیثیں ہیں جن میں حضور ﷺ نے نماز فجر اجالے میں پڑھنے کا حکم

دیا اور جب قولی و فعلی حدیث میں تعارض ہو تو قولی کو ترجیح دی جاتی ہے۔

دوم عامہ صحابہ کرام نماز فجر اجالے میں پڑھتے تھے۔

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی

اور اس میں سورۃ آل عمران پڑھی۔ فمالوا کادات الشمس تطلع۔ تو لوگوں نے

کہا سورج نکلنے کے قریب ہے۔

(۲) حضرت عبدالرحمن بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے

ساتھ نماز پڑھتے فکان یسفر بصلوة الصبح تو آپ نماز فجر اجالے میں ادا کرتے

تھے۔ (طحاوی شریف)

(۳) ابو عثمان نہدی سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت عرفا روق رضی اللہ عنہ کے پیچھے

نماز پڑھی تو جب آپ نے سلام پھیرا تو عقل والے لوگوں نے خیال کیا کہ

إِنَّ الشَّمْسَ طَلَعَتْ۔

سورج نکلا ہی چاہتا ہے۔ (بخاری)

(۳) علی بن ربیعہ کہتے ہیں۔ میں نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا۔

یا قیصر اسفر اسفر۔ (طحاوی)

اے قیصر اُجالا کرو۔ اُجالا کرو۔ (یعنی نماز فجر اُجالے میں پڑھی جائے)

✽ ان آثار سے واضح ہوتا ہے کہ عامہ صحابہ کرام نماز فجر اُجالے میں ادا کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف متفق نہیں ہو سکتے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ عمل اس امر کی وضاحت کرتا ہے کہ افضل یہی ہے کہ نماز فجر اُجالے میں پڑھی جائے اور عس اندھیرے میں پڑھنا گوجاز ہے مگر افضل نہیں۔ بلکہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے ان آثار پر بحث کرتے ہوئے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جن احادیث میں نماز فجر اندھیرے میں نماز فجر اندھیرے میں ادا کرنے کا ذکر ہے وہ قوی حدیثوں سے منسوخ ہیں۔ یہ ہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام کو اُجالے میں پڑھنے پر اتفاق ہے۔

✽ امام طحاوی نے ابراہیم نخعی سے باسناد صحیح روایت کیا۔

قال ما اجتمع اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم على شيء كاجتماعهم على لتنوير في الفجر۔

کہ حضور اکرم ﷺ کے صحابہ کسی مسئلہ پر ایسے متفق نہ ہوئے جیسے نماز فجر کو اُجالے میں پڑھنے پر متفق ہوئے ہیں۔

غرضیکہ صحابہ کرام کا اتفاق بھی اس امر پر دال ہے کہ نماز فجر کو اُجالے میں پڑھنا افضل ہے۔

✽ واضح ہو کہ فجر کی نماز اندھیرے یا اُجالے میں پڑھنے کے متعلق جو اختلاف ہے وہ جواز و عدم جواز کا نہیں۔ یعنی اگر کسی نے نماز فجر (عس) اندھیرے میں ادا کی تو

یہ نہیں کہہ سکتے کہ نماز نہ ہوئی۔ کیونکہ عس میں پڑھنا بھی وقت ہی میں پڑھنا ہے۔ اختلاف محض بات میں ہے کہ نماز فجر کا جو وقت ہے اس کے بالکل اولین وقت (عس) میں نماز ادا کرنا افضل ہے یا اسفار میں۔

تو احادیث و آثار کے غائر مطالعہ کے بعد نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ فجر کے وقت کے اولین لمحہ میں نماز پڑھنا گوجاز ہے مگر افضل یہ ہے کہ اسفار میں پڑھے۔ جیسا کہ احادیث قولیہ سے ثابت ہے۔

اور اسفار کا مطلب یہ ہے کہ اُجالا ہو، زمین روشن ہو جائے تو نماز شروع کرے۔ مگر ایسا وقت ہونا مستحب ہے کہ چالیس سے ساٹھ آیت تک تریل کے ساتھ پڑھ سکے پھر سلام پھیرے تو اتنا وقت باقی رہے کہ اگر نماز میں فساد ظاہر تو طہارت کر کے تریل کے ساتھ چالیس سے ساٹھ آیت تک دوبارہ پڑھ سکے اور اتنی تاخیر مکروہ ہے کہ طلوع آفتاب کا شک ہو جائے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مسلک ہے۔

### سنت مؤکدہ کے احکام اور تعداد

واضح ہو کہ سنتیں بعض مؤکدہ ہیں کہ شریعت میں اس پر تاکید آئی۔ اس کو بلا عذر ایک بار بھی ترک کرنا مستحق ملامت ہے اور ترک کی عادت بنالے تو فاسق ہے۔ سنت مؤکدہ کو سنن الہدیٰ بھی کہتے ہیں۔

✽ دوسری قسم غیر مؤکدہ ہے جس کو سنن الزداد بھی کہتے ہیں۔ کبھی اس کو مستحب و مندوب بھی کہتے ہیں۔ ان کا حکم یہ ہے کہ پڑھو تو ثواب ہے نہ پڑھو تو حرج نہیں۔ نیز (نفل) کا لفظ عام ہے۔ سنت پر بھی نفل کا اطلاق آیا ہے اور اس کے غیر کو بھی نفل کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء کرام باب النوافل میں سنن کا بھی ذکر کر دیتے ہیں۔

(۲) سنت مؤکدہ یہ ہیں۔ دو رکعت نماز فجر سے قبل چار ظہر سے پہلے دو بعد دو مغرب کے بعد دو عشاء کے بعد اور چار جمعہ سے پہلے۔

ابوداؤد و نسائی و مسلم و ترمذی کی حدیثوں میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے

مروی ہے۔

(۱) كَانَ لَا يَدْعُ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ۔

حضور ﷺ ظہر سے قبل کی چار سنتیں نہیں چھوڑتے تھے۔

(۲) كَانَ يَصَلِّي فِي بَيْتِي قَبْلَ الظُّهْرِ اَرْبَعًا۔

حضور ﷺ ظہر سے پہلے چار سنت میرے گھر میں ادا فرماتے تھے۔

(۳) اور حدیث میں روایت عاصم بن حمزہ بن علی رضی اللہ عنہ میں ہے

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ اَرْبَعًا وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ۔

کہ حضور اکرم ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعت اور ظہر کے بعد دو رکعت سنت پڑھا کرتے تھے۔

✽ امام ترمذی نے فرمایا حدیث علی حسن صحیح ہے اور اکثر اہل علم کا اصحاب رسول سے اسی پر عمل ہے اور بعد کے لوگوں نے بھی اسی کو اختیار کیا کہ ظہر سے قبل چار اور بعد دو رکعت سنت پڑھی جائیں۔ (یعنی ج ۱ ص ۶۵۹)

(۴) جمعہ کے بعد حضور اکرم ﷺ سے دو رکعت اور چار رکعت پڑھنا مروی ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہی ہے کہ جمعہ کے بعد چار رکعت پڑھے پھر دو۔

✽ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو تم میں سے جمعہ کے بعد نفل پڑھنا ہے تو قُلِّصْ اَرْبَعًا تو چار رکعت پڑھے۔

✽ امام ترمذی نے فرمایا بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ بہر حال افضل یہ ہے کہ جمعہ کے بعد چار رکعت پھر دو رکعت سنت پڑھ لی جائیں۔

نمازی کے آگے سے گزرنے کا سخت گناہ ہے

داخیج ہو کہ نمازی کے آگے سے گزرنے کا سخت گناہ ہے۔ اس سلسلہ کی دو حدیثیں

یہ ہیں۔

(۱) حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی نمازی کے آگے سے گزرنے کے گناہ کو جانتا

تو سو برس کھڑے رہنے کو ایک قدم چلنے سے بہتر جانتا۔ (ابن ماجہ)

(۲) کعب احبار نے فرمایا کہ نمازی کے سامنے سے گزرنے والا اگر جانتا ہے کہ

اس پر کیا گناہ ہے تو پورے شخص جانے کو گزرنے سے بہتر جانتا۔ میدان اور بڑی مسجد (جیسے

شاہی مسجد لاہور، مین مسجد کراچی، مسجد وزیر خاں) میں نمازی کے قدم سے موضع سجود

تک گزرنے کا جائز ہے۔ موضع سجود سے مراد یہ ہے کہ قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ کی

طرف نظر کرے تو جتنی دور تک نگاہ پھیلے وہ موضع سجود ہے۔ اس کے درمیان سے گزرنے

جائز ہے اور مکان اور چھوٹی مسجد میں قدم سے دیوار تک کہیں سے گزرنے کا جائز نہیں۔

اگر نمازی سترہ قائم کر کے نماز پڑھ رہا ہے تو سترہ کے بعد سے گزرنے میں حرج نہیں۔

✽ نمازی کے سامنے سترہ نہیں اور کوئی شخص گزرنے کا چاہتا ہے یا سترہ ہے مگر وہ شخص

نمازی اور سترہ کے درمیان سے گزرنے کا چاہے تو نمازی کو رخصت ہے کہ اسے گزرنے

سے روکے اور گزرنے سے روکنے کے طریقے احناف کے نزدیک حسب ذیل ہیں۔

(۱) اگر نماز جہری ہے تو زیادہ بلند آواز سے قرأت کر کے روکے اور اگر نماز میری

ہے تو ہاتھ یا آنکھ کے اشارے سے منع کرے۔ یا سبحان اللہ کہہ کر منع کرے۔

✽ اور حدیث میں قتالہ کا لفظ بھی آیا ہے جو نمازی کے آگے سے گزرنے اس

سے لڑو۔ لیکن احناف کے نزدیک یہ فعل قلبی پر محمول ہے۔ حسی پر نہیں۔

قتالہ کا مطلب یہ ہے کہ اشارہ یا تسبیح وغیرہ سے بھی کوئی گزرنے سے باز نہ

آئے تو نمازی اپنے دل میں اس سے گزرنے کو سخت و شدید طور پر برا سمجھے یہ مطلب



نہیں ہے کہ اس سے ہاتھ پائی شروع یا اس کے کپڑے وغیرہ گھسیٹے۔

✽ نیز حضور ﷺ نے فرمایا۔ نمازی کے آگے سے گزرنے والا شیطان ہے یہ اس اعتبار سے کہ گزرنے والے نے شیطان کا سا کام کیا۔ کیونکہ شیطان کا کام ہی یہ ہے کہ نمازی کی نماز میں خلل ڈالے۔

### نماز میں صفوں کو سیدھا رکھنا واجب ہے

نماز میں صفوں کو سیدھا رکھنا اور خوب مل کر کھڑا ہونا ضروری ہے۔ اس سلسلہ کی چند حدیثوں کے خلاصے یہ ہیں۔

(۱) حضور ﷺ نے فرمایا صفوں کو برابر رکھنا تمام نماز سے ہے۔

(۲) جو صف کو ملائے گا اللہ اس کو ملائے گا اور جو صف کو قطع کرے گا اللہ اسے قطع کرے گا۔ (رواہ الحاکم علی شرط مسلم)

(۳) اگلی صفیں پوری کرو اور مل کر کھڑے ہو۔ ملائکہ بھی اپنے رب کے حضور اسی طرح صف باندھتے ہیں۔ (مسلم و ابوداؤد)

(۴) اللہ تعالیٰ اور فرشتے ان لوگوں پر درود بھیجتے جو صفوں کو ملاتے ہیں۔

(حاکم علی شرط مسلم)

(۵) جو صفوں کو ملائے اللہ اس کا درجہ بلند کرے گا اور جنت میں اس کیلئے گھر بنائے گا۔ (طبرانی و ابن ماجہ)

(۶) بوقت اقامت حضور اکرم ﷺ صف کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک جاتے اور مقتدیوں کے موٹے ہاتھ یا سینے پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے مختلف کھڑے نہ ہو کہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے۔

(۷) صفوں کو برابر کرو اور موٹے ہون کو مقابل کرو (طبرانی و احمد) معلوم ہوا کہ صفوں کو سیدھا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ موٹے دوسرے شخص کے موٹے ہاتھ کے برابر ہوں۔

(۸) کشادگیوں کو بند کرو کہ شیطان بھیڑ کے بچے کی طرح تمہارے درمیان داخل ہو جاتا ہے۔

(۹) حضور ﷺ صحابہ کی صفیں تیر کی طرح سیدھی کرتے تھے۔ (بخاری)

حضور ﷺ نے فرمایا:

أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ وَتَرَاضُوا فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي۔ (بخاری)

فرمایا صفوں کو برابر رکھو اور مل کر کھڑے ہو میں تم کو اپنی پیٹھ سے دیکھتا ہوں۔

تَرَاضُوا کے معنی تضاموا ورتلا صفرا کے ہیں۔ یعنی بعض کا بعض سے مل

جانا۔ اس طرح کہ درمیان میں خلا نہ رہے۔ بنیان موصوص کے بھی یہی معنی ہیں۔

### لوگوں کی گردنیں پھاند کر اگلی صف میں جگہ بنانا ممنوع ہے

آداب مجلس میں سے یہ بھی ہے کہ جہاں جگہ مل جائے بیٹھ جائے۔ کوند پھاند

کر لوگوں پر سے پھلانگ کر اگلی صف میں جا کر بیٹھنا یا جو پہلے سے بیٹھا ہوا ہے اس کو

اٹھا کر اس کی جگہ خود بیٹھ جانا ممنوع ہے۔ بلکہ سنن و مسانید میں اس فعل کی ممانعت پر

وعیدیں بھی آئی ہیں۔ اسی لئے بعض علماء نے اس فعل کو گناہ کبیرہ میں شمار کیا اور یہ حکم

صرف جمعہ و عیدین کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ دیگر اجتماعات کیلئے بھی یہ ہی حکم ہے۔

مسند امام احمد کی حدیث میں ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن امام کے آجانے کے بعد لوگوں

کی گردنیں پھاند کر آگے آ جاتا ہے اور دوئل کر بیٹھے ہوؤں میں جدائی ڈالتا ہے وہ دوزخ

میں اپنی آنتیں گھسیٹے گا۔ ابن ماجہ کی حدیث میں ہے کہ اس فعل کا مرتکب شخص جہنم کا پہل

بنے گا۔ ابن ماجہ میں ہے کہ ایک شخص نے دوران خطبہ لوگوں کی گردنیں پھاند کر آگے

بڑھنا چاہا تو حضور ﷺ نے فرمایا:

اجلس لقد اذیت۔

اپنی جگہ پر بیٹھ جا تو نے ایذا دی۔

اجتماعات میں لازم ہے کہ جہاں جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جائے۔ لوگوں کو تنگ کر کے آگے نہ بڑھے۔ یہ ہی حکم قاضی و حاکم کیلئے ہے۔ لہذا یہ کہ کسی ضرورت سے ایسا کرنا پڑے یا خطیب و امام ہو کہ اس کو مصلیٰ پر پہنچنا ہے یا کوئی ایسی شخصیت ہو کہ لوگ خود ہی اس کو اگلی صف میں بٹھانا چاہیں تو حرج نہیں۔

### فرض نماز کی تکبیر ہو جائے تو کسی نفل کا پڑھنا جائز نہیں

حضور سید عالم نور مجسم ﷺ نے ایک شخص دیکھا کہ نماز کی تکبیر ہو جانے کے بعد دو رکعت پڑھ رہا ہے۔ جب حضور ﷺ نے سلام پھیرا تو لوگوں نے اس شخص کو گھیر لیا اور حضور ﷺ نے فرمایا کیا صبح کی چار رکعتیں ہیں۔ (بخاری)

اس حدیث سے واضح ہوا کہ جماعت قائم ہو جانے کے بعد نفل کا شروع کرنا جائز نہیں اور اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ البتہ سنت فجر کے متعلق اختلاف ہے۔

حضرت ابو ہریرہ دابن سیرین و ابراہیم و عطاء و امام شافعی احمد و اسحاق و ابو ثور کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نماز فجر کیلئے مسجد میں آیا اور جماعت کھڑی ہو گئی تو اب اس کو سنت فجر پڑھنا مکروہ ہے اور دلیل ان حضرات حدیث زیر بحث ہے۔ لیکن امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اوزاعی نے فرمایا کہ مذکورہ بالا صورت میں سنت فجر خارج مسجد ادا کرے جبکہ اسے یقین ہو کہ دوسری رکعت امام کے ساتھ پالے گا۔ امام اعظم رحمہ اللہ کا مذہب صرف اسی قدر ہے۔ کما فی الجامع الصغیر و البدائع۔

اور صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ مذکورہ بالا صورت میں مسجد کے دروازہ پر سنت فجر پڑھے۔ تاکہ سنت اور جماعت دونوں کی فضیلت حاصل ہو جائے۔ ذخیرہ محیط میں ہے کہ سنت یہ ہے کہ سنت فجر گھر میں پڑھے اور اگر گھر میں نہیں پڑھی اور امام مسجد نماز فجر پڑھا رہا ہے تو مسجد کے دروازہ پر اگر کوئی جگہ قائل نماز ہو تو وہاں پڑھے۔

یہ بھی ممکن نہ ہو تو مسجد کے اندر کے حصہ میں جماعت ہو تو باہر کے حصہ میں

اور اگر باہر کے حصہ میں ہو تو اندر پڑھے۔ اور اگر اس مسجد میں باہر اندر درجے نہ ہوں تو ستون یا پیڑ کی آڑ میں پڑھے۔ تاکہ اس میں اور صف میں حائل ہو جائے۔

چنانچہ علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حدیث زیر بحث کا مطلب یہ ہے کہ سنت فجر اور نماز فجر ایک جگہ نہ پڑھی جائے۔ بلکہ دونوں میں فصل کیا جائے اور اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ ابن عباسؓ کو حضور ﷺ نے دیکھا کہ سنت فجر پڑھ رہے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا:

لا تجعلوا هذه الصلوة لصلوة الظهر واجعلوا بينهما فصلا۔ اس سے واضح ہوا۔ سب کراہت یہ ہی ہے کہ نفل و فرض دونوں ایک مقام پر پڑھے جائیں اور اس کا مقتضی یہ ہے کہ خارج مسجد کے کسی گوشہ میں پڑھنا مکروہ نہ ہو۔ چنانچہ حسب ذیل آثار سے امام طحاوی رحمہ اللہ کی تائید ہوتی ہے۔

(۱) حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب اقامت ہو جائے تو کوئی نماز جائز نہیں۔ إلا رکعتی الفجر۔ مگر فجر کی دو سنتیں۔ مگر امام بیہقی رحمہ اللہ نے اگرچہ خط کشیدہ اشتنا کو بے اصل قرار دیا ہے اور اس کے راوی حجاج و عباد کو ضعیف کہا ہے۔ مگر علامہ یعنی فرماتے ہیں کہ یعقوب بن شیبہ نے کہا کہ میں نے ابن معین سے حجاج بن نصیر فسطاطی بصری کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا وہ صدوق ہے اور ابن حبان نے بھی ان کو ثقہ قرار دیا ہے اور عباد بن کثیر صالحین سے ہیں۔ (یعنی ج ۲ ص ۷۱۱)۔

(۲) ابو بکر بن ابی شیبہ اپنے مصنف میں شعبی اور مسروق سے مروی ہیں کہ وہ مسجد میں ہوئے اور لوگ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت مسروق نے فجر کی سنتیں نہیں پڑھی تھیں۔ لصلاهما فی ناحیة المسجد ثم دخل مع القوم فی صلاتهم تو انہوں نے مسجد کے ایک کونہ میں سنت فجر پڑھیں اور پھر نماز میں شامل ہو گئے۔

(۳) حضرت سعید ابن جبیر مسجد میں آئے اور امام نماز فجر میں مشغول تھا۔ آپ نے

سنت فجر مسجد کے دروازہ پر پڑھیں۔ فصلی الرکعتین قبل ان یلج المسجد عند باب المسجد۔

(۴) ابی عثمان الہندی رحمہ اللہ کہتے ہیں ایک شخص مسجد میں آیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے۔ اس نے مسجد کے دروازہ پر دو رکعت سنت فجر پڑھیں پھر جماعت میں شامل ہوا۔

(۵) مجاہد کہتے ہیں کہ جب تو مسجد میں داخل ہو اور نماز فجر ہو رہی ہو اور تو نے سنت فجر نہ پڑھی ہو فارکھما وان ظننت ان الرکعة الاولیٰ نفوت لک تو سنت فجر پڑھ لے اگرچہ تجھے فجر کی پہلی رکعت فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو۔

(۶) دبرہ کہتے ہیں میں نے ابن عمر کو اسی طرح کرتے دیکھا اور ابو داؤد کہتے ہیں کہ میں بھی ایسے ہی کرتا ہوں۔ ان تمام روایتوں کو زبیدی نے اتحاف میں ذکر کیا ہے۔

(۷) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے اور نماز فجر کی اقامت ہو چکی تھی۔ آپ نے ستون کی آڑ میں دو رکعت سنت فجر پڑھی اور اس وقت حضرت حذیفہ وابی موسیٰ بھی موجود تھے۔

(۸) ابن بطلال نے کہا اسی طرح حضرت عمر بن الخطاب وابی الدرداء و ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔

(۹) حضرت ابن عمر کے متعلق ہے کہ وہ مسجد میں آئے امام فجر کی نماز پڑھا رہا تھا تو وہ حضرت حفصہ کے گھر میں داخل ہو گئے اور وہاں دو رکعت سنت فجر پڑھیں پھر امام کے ساتھ نماز میں شامل ہو گئے۔ (یعنی ج ۲ ص ۷۱۱)

✽ نیز صحیح ابن حزم کی حدیث عن الس خراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین اقيمت الصلوة لراى ناساً يصلون ركعتين بالعجلة فقال اصلا تان معاً فلهي ان تصليا في المسجد اذا اقيمت الصلوة۔ اس میں

تصریح ہے کہ نبی مختصر علی المسجد ہے اور سنت فجر کی تخصیص کو مزید قوت ان احادیث سے بھی ہو جاتی ہے۔ جس میں حضور ﷺ نے سنت فجر کے پڑھنے کی تاکید فرمائی اور یہاں تک فرمایا کہ اگر تمہیں گھوڑوں کے پاؤں تلے روندے جانے کا خطرہ بھی ہو تو بھی سنت فجر کو نہ چھوڑو۔

### سنت فجر کی اہمیت اور اس کے بعض ضروری مسائل

متعدد حدیثوں سے سنت فجر کی اہمیت کا اظہار ہوتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

(۱) ركعتا الفجر خير من الدنيا وما فيها۔ (مسلم)

فجر کی آیتیں دنیا اور آخرت کی تمام چیزوں سے بہتر ہیں۔

(۲) لهما آخَب مِنَ الدُّنْيَا جَمْعِيًّا۔ (مسلم)

یہ دونوں رکعتیں ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہیں۔

(۳) لَا تَدْعُوا رَكْعَتِي الْفَجْرِ وَلَوْ طَوَّذْتُكُمْ الْخَيْلُ۔ (ابوداؤد)

فجر کی سنتیں نہ چھوڑو۔ اگرچہ گھوڑے سوار تم کو پامال کر دیں۔

(۴) آیت قرآنی وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ النُّجُوم کی تفسیر میں ابن عباس سے مرفوعاً مروی ہے۔

قال الرکعتان قبل الفجر۔ (ترمذی)

یعنی آیت میں سنت فجر مراد ہیں۔

(۵) حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں صبح کی نماز کیلئے حضور ﷺ کو بلانے

گیا اور عرض کی۔

اصبحت جددا۔ حضور آج بہت دیر ہو گئی ہے تشریف لائے آپ نے فرمایا:

لو اصبحت اكثر مما اصبحت لركعتيهما۔ (ابوداؤد یعنی ج ۳ ص ۶۴۲)



اگر اس سے بھی زیادہ دیر ہو جاتی تو میں سنتیں پڑھے بغیر نہ آتا۔

(۱) ان حدیثوں سے سنتیں فجر کی اشرفیت و اہمیت واضح ہوتی ہے۔ انہیں احادیث سے حنفیہ نے یہ استدلال کیا کہ اگر کوئی ایسے وقت میں پہنچے کہ نماز فجر کیلئے امام کھڑا ہو گیا ہو اور یہ خیال ہو کہ سنت فجر پڑھنے کے بعد جماعت مل جائے گی۔ اگرچہ قعدہ ہی میں شامل ہو سکے گا تو سنت فجر پڑھ لے اور اگر فرض کی جماعت فوت ہو جانے کا خطرہ ہو تو نہ پڑھے اور جماعت میں شامل ہو جائے۔

(۲) واضح رہے کہ جب جماعت کھڑی ہو جائے تو کسی نفل کا پڑھنا جائز نہیں البتہ سنت فجر پڑھ سکتا ہے۔ کیونکہ سنت فجر تمام سنتوں سے قوی تر ہے۔ حتیٰ کہ بعض اس کو واجب کہتے ہیں اور امام اعظم رحمہ اللہ کی طرف وجوب کی نسبت غلط ہے۔ (کما صرح بہ صاحب التوضیح) اور سنت فجر کی مشروعیت کا اگر کوئی انکار کرے تو اگر شبہ یا براہ چھل ہو تو خوف کفر ہے اور اگر دانستہ بلاشبہ انکار کرے تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔ لہذا فجر کی سنتیں بلا عذر نہ بیٹھ کر ہو سکتی ہیں نہ سواری پر اور نہ چلتی گاڑی پر۔ ان کا حکم ان باتوں میں بالکل مثل وتر ہے۔ (رد المحتار دیکھی)

(۳) سنن مؤکدہ میں سب سے زیادہ قوی تر سنت فجر ہے۔ اس کے بعد مغرب کی دو سنتیں پھر ظہر کے بعد کی دو پھر عشاء کے بعد کی دو پھر ظہر سے پہلے چار سنتیں کا مرتبہ ہے۔ کیونکہ حدیث میں خاص ان کے بارے میں فرمایا جو انہیں ترک کرے گا اس کو میری شفاعت نہ پہنچے گی۔ (رد المحتار وغیرہ)

(۴) اگر فرض پڑھ لئے اور سنت فجر قضا ہو گئیں تو اب سنتوں کی قضا نہیں۔ البتہ امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ طلوع آفتاب کے بعد پڑھ لے تو بہتر ہے۔ (فتیہ)

(۵) واضح ہو کہ سنت فجر جب قضا ہو جائیں تو ان کو طلوع آفتاب سے پہلے پڑھنا بالاتفاق منوع ہے آج کل اکثر عوام بعد فرض فوراً پڑھ لیتے ہیں۔ یہ ناجائز ہے پڑھنا

ہو تو آفتاب بلند ہونے کے بعد زوال سے پہلے پڑھیں۔

(۶) فجر کی نماز قضا ہو گئی اور زوال سے پہلے پڑھ لی تو سنتیں بھی پڑھے۔ ورنہ نہیں علاوہ سنت فجر کے اور سنتیں قضا ہو گئیں تو ان کی قضا نہیں ہے۔ (رد المحتار)

### قنوت فی الفجر منسوخ ہے

متعدد حدیثوں سے واضح ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھی ضرور ہے مگر پھر اس کو ترک فرمادیا۔ لہذا جب ترک فرمادیا پھر قنوت پڑھنے کا جواز کہاں رہا۔

نماز فجر میں ہمیشہ قنوت پڑھنے کے متعلق حدیث انس سے بھی استدلال کیا جاتا ہے جس کو امام عبدالرزاق نے اپنے مصنف ابو جعفر رازی سے روایت کیا کہ حضور ﷺ نے نماز فجر میں ہمیشہ قنوت پڑھی ہے۔ حتیٰ فارق الدنیا۔ حتیٰ کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے معلوم ہوا کہ قنوت منسوخ نہیں ہوئی بلکہ اس پر تو حضور ﷺ نے اپنی حیات اقدس کے آخری لمحات عمل کیا۔ لیکن اس کے متعدد معقول جواب ہیں۔ اولاً یہ کہ حضرت انس ہی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے قنوت نازلہ صرف ایک ماہ تک پڑھی پھر اس کو ترک فرمادیا۔ معلوم ہوا کہ مصنف کی حدیث یقیناً فی الفجر حتیٰ فارق الدنیا کے جواظاظ ہیں ان میں قنوت سے قنوت نازلہ مراد نہیں ہے۔ بلکہ طول قیام و قرأت مراد ہے اور یہ ظاہر ہے کہ قنوت کا اطلاق متعدد معانی پر آتا ہے اگر یہ مراد نہ ہو تو پھر دونوں حدیثوں میں تعارض ہوگا۔ ثانیاً مصنف کی حدیث کے ایک راوی اباجعفر رازی ہیں جن کا نام عیسیٰ بن ہامان ہے ان کے متعلق ابن المدینی ابن حبان یحییٰ امام (۱) واضح ہو کہ قنوت کا اطلاق متعدد معانی پر آتا ہے۔ اطلاعت۔ قیام۔ شروع و خضوع۔ سکوت۔ جیسے ان آیات میں یا مریم اقمی۔ قوم اللہ قانتین۔ کل لہ قانتون۔ من یقنت منکن۔ ان ابراہیم کان امة قانتا للہ حنیفا۔ ام من هو قانت الاء اللیل۔ اور حدیث میں آیا۔ افضل الصلاة طول القنوت۔

احمد ابوذرؓ نے بہت کچھ کلام کیا ہے اور ابن جوزی نے کہا۔ هذا حديث لا يصح لهذا قابل استدلال نہیں ہے۔

علامہ کرمانی نے فرمایا کہ حضور ﷺ کبھی صبح کی نماز میں اور کبھی مغرب کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے۔ حتی نزل ليس لك من الاثنى فترك في الصبح۔ حتی کہ آیت لیس لک نازل ہوئی۔ تو آپ نے باقی نمازوں میں تو قنوت کو ترک کر دیا، مگر نماز فجر میں جاری رکھا لیکن سوال یہ ہے کہ نماز میں قنوت کو جاری رکھنے پر کوئی دلیل ہے؟

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے صرف ایک ماہ قبیلہ زعل و زکوان پر قنوت پڑھی۔ پھر جب آپ ان پر غالب آ گئے تو آپ۔ فلما ظهر عليهما تلك القنوت۔ (طحاوی) نے قنوت پڑھنا چھوڑ دی۔

✽ حضرت ابن مسعود بھی اپنی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے۔ صرف وتروں میں پڑھتے تھے۔ (طحاوی ج ۱ ص ۱۳۹ مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۹۶)

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر جنہوں نے قنوت نازلہ کے پڑھے جانے کو روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ جب آیت لیس لک من الامر نازل ہوئی تو قنوت نازلہ کا پڑھنا منسوخ ہو گیا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر بھی حضور ﷺ کے وصال کے بعد قنوت نہیں پڑھتے تھے اور جو پڑھتا تو اس پر اعتراض کرتے تھے۔ (طحاوی)

(۳) حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر فرماتے ہیں کہ ان الله عز وجل نسخ ذالک بقوله ليس لك من الامر شيء۔ (یعنی ج ۲ ص ۴۲۵)

آیت لیس من الامر کو نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے قنوت کو منسوخ فرمادیا۔

(۴) نیز حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔

لم يقنت رسول الله صلى الله عليه وسلم في الفجر الا شهراً۔ (فتح القدير باب الوتر)

حضور اکرم ﷺ نے نماز فجر میں ہرگز قنوت نہیں پڑھی مگر ایک ماہ۔ ان تمام حدیثوں سے واضح ہوا کہ حضور ﷺ نے نماز فجر میں قنوت کو ترک کر دیا تھا۔ اس حدیث میں تو نماز فجر کی تصریح بھی ہے کہ حضور ﷺ نے نماز فجر میں قنوت صرف ایک ماہ تک پڑھی۔ معلوم ہوا کہ نماز فجر میں بھی قنوت مشروع نہیں ہے اور علامہ کرمانی کا یہ فرمانا کہ نماز فجر میں قنوت جاری رہی۔ غلط ہے۔

✽ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ عبداللہ بن مسعودؓ عبداللہ بن عمرؓ ابن زبیرؓ سعید بن جبیرؓ حضرت عمرؓ ایسے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی نماز فجر میں قنوت کو منسوخ ہی جانتے تھے اور نہیں پڑھتے تھے۔ (یعنی ج ۳ ص ۴۲۷)

### خلاصہ حدیث

(۱) حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے صرف ایک ماہ قنوت پڑھی۔

(نسائی ج ۱ ص ۴۲۷)

(۲) سالم کے والد فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے نماز فجر میں قنوت پڑھی تو اس پر آیت لیس لک من الامر نازل ہوئی۔ (نسائی ج ۱ ص ۱۶۴)

(۳) حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے قنوت کو ترک فرمادیا۔

(نسائی ج ۱ ابوداؤد ج ۱ ص ۲۱۱ مسند ابوداؤد و طیالسی ج ۸ ص ۲۷۰)

(۴) حضور ﷺ کے بعد خلفائے راشدین میں سے کسی نے بھی فرض نمازوں میں قنوت نازلہ نہیں پڑھی۔ (نسائی ج ۱ ص ۱۶۴ مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۹۶)

(۵) حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا امام کا سورۃ سے فارغ ہونے کے بعد تمہارا قنوت

پڑھنے کیلئے قیام کرنا اور نماز میں رفع یدین کرنا دونوں بدعت ہیں۔

(مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۹۶)

(۶) حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا ان القنوت فی صلوٰۃ الصبح بدعة۔ نماز فجر میں قنوت پڑھنا بدعت ہے۔ (دارقطنی ص ۱۷۹)

یہ اور صفحات گزشتہ پر جو احادیث ہم نے ذکر کیں ان سے واضح ہو گیا کہ قنوت نازلہ کا نماز فجر میں پڑھنا بھی منسوخ ہے۔ اسی لئے حضرت عبداللہ بن عمر و ابن عباس رضی اللہ عنہما نے قنوت فی الفجر کو بدعت قرار دیا۔

جب بیرم بن مہزیار پر ستر صحابہ کرام کو جو قاری تھے شہید کر دیا گیا تھا حضور ﷺ نے ان کو کفار پر بددعا فرماتے ہوئے قنوت نازلہ (یعنی آذنت و مصیبت کے وقت کی دعا) پڑھی تھی۔

### قنوت نازلہ کا پڑھنا منسوخ ہے

حدیث میں یسیراً کا لفظ آیا ہے۔ جس کے معنی ہیں کچھ دن۔ دوسری حدیث میں ابہام کی وضاحت موجود ہے کہ آپ نے قنوت نازلہ صرف ایک مہینہ پڑھی تھی۔ چنانچہ روایت ابوداؤد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک ماہ تک قنوت شہر اثم ترکہ قنوت پڑھی تھی اس کے بعد ترک فرمادی۔

علامہ خطابی نے کہا کہ ترکہ کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے چار نمازوں میں قنوت نازلہ کو ترک کر دیا۔ و لم یترک فی صلوٰۃ الفجر۔ یعنی نماز فجر میں قنوت کو ترک نہیں کیا۔ لیکن ظاہر ہے کہ نماز فجر کی تخصیص بلا دلیل ہے۔ کیونکہ ترکہ کی ضمیر اسی قنوت کی طرف راجع ہے جس پر لفظ قنوت دال ہے اور یہ عام ہے جمیع القنوت الودی کان فی الصوت کو شامل ہے۔ لہذا جب تک فجر کی تخصیص پر کوئی دلیل نہ قائم ہو۔ اس وقت تک تخصیص فجر تکم محض ہے۔ غرضیکہ ترک کا لفظ یہ بتا رہا ہے کہ

حضور ﷺ نے نماز پنجگانہ میں قنوت نازلہ کو پڑھنا ترک فرمادیا تھا اور ترک بعد از عمل نسخ ہوتا ہے لہذا قنوت نازلہ کا پڑھنا منسوخ ہوا۔

### نفل شروع کرنے واجب ہو جاتے ہیں

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نفلی روزہ یا نماز شروع کرنے سے اس کا اتمام واجب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ قرآن میں ”لا تبطلوا اعمالکم۔ اپنے اعمال کو باطل نہ کرو لہذا فرض کے علاوہ کسی نے نفل شروع کر لئے تو اس کو پورا کرنا واجب ہے اور اگر اس نے نفلی روزہ شروع کر کے توڑ دیا تو اس کی قضا واجب ہے۔

چنانچہ مسند احمد میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے صبح کی ہم نفلی روزہ سے تھیں کہ اتنے میں ایک بکری بطور ہدیہ ہمیں دی گئی تو ہم نے روزہ افطار کر لیا اور بکری کا گوشت کھایا۔ حضور اکرم ﷺ کو اطلاع ہوئی تو فرمایا:

صَوْمًا يَوْمَ مَكَانِهِ۔ (احمد)

تم دونوں اس روزہ کی جگہ ایک روزہ رکھو۔

نیز دارقطنی میں ہے کہ حضرت جویریہ نے نفلی روزہ رکھ کر توڑ دیا۔ حضور ﷺ نے حکم دیا کہ اس کی قضا کرو۔ اس سے واضح ہو گیا کہ نفلی روزہ شروع کرنے سے اس کا اتمام واجب ہوتا ہے اور اگر کسی وجہ سے اس کو فاسد کر دیا تو اس کی قضا واجب ہے۔ جن احادیث میں یہ آیا ہے کہ حضور ﷺ نے نفلی روزہ رکھ کر افطار فرمایا۔ اس سے صرف اسی قدر ثابت ہوتا ہے کہ نفلی روزہ رکھ کر کسی عذر معقول کی وجہ سے اس کو افطار کر لینا جائز ہے۔ مگر جب افطار کر لیا تو اس کی قضا واجب ہے۔ واضح ہو کہ نفلی روزہ رکھ کر اس کو کسی عذر معقول کی وجہ سے توڑ دینا جائز ہے۔ گناہ نہیں ہے البتہ اس کی قضا ضروری ہو جاتی ہے۔



## ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھی جائے

واضح ہو کہ ظہر کا وقت ڈھلنے سے اس وقت تک ہے کہ ہر چیز کا سایہ علاوہ سایہ اصلی کے دو چند ہو جائے۔ سردیوں میں نماز ظہر جلدی پڑھنا اَوَّل وقت میں پڑھنا اور گرمیوں میں کچھ تاخیر سے پڑھنا کہ دو چہر کی تیزی کم ہو جائے مستحب ہے۔ جیسا کہ احادیث مذکورہ بالا سے واضح ہے۔ اسی طرح نماز جمعہ کا وقت بھی ظہر ہی کا وقت ہے۔ لہذا گرمیوں میں جمعہ بھی ظہر کی طرح تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے۔ اور اَوَّل وقت میں پڑھنا خلاف سنت ہے اور حکمت اس میں یہ ہے۔ گرمیوں میں تاخیر سے ظہر پڑھنے میں ایک تو لوگوں کو آرام ملتا ہے۔ دوسرے سنت قیلولہ سے محرومی نہیں ہوتی۔ تیسرے تفقیل جماعت نہیں۔ اگر گرمیوں میں ظہر اَوَّل وقت یعنی سورج ڈھلنے کے فوراً بعد پڑھ لی جائے تو اس طرح سخت دھوپ اور لو میں مسجد میں آنا تکلیف کا باعث ہوگا۔ خصوصاً گرم ممالک میں اور وہاں جہاں مسجد دور ہو۔ اس کے علاوہ عام طور پر گرمیوں میں لوگ کھانا کھا کر سو جاتے ہیں جو سنت بھی ہے اور اَوَّل وقت پڑھنے سے لوگ سنت قیلولہ سے محروم ہو جائیں گے اور آرام کے وقت انہیں مسجد میں آنا بھی گراں ہوگا۔

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ گرمیوں میں ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھتے۔

وَإِذْ كَانَ الْبُرْدُ عَجَلًا۔ (نسائی)

اور جب سردی ہوتی تو جلدی پڑھ لیتے۔

(۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ سردیوں میں ظہر کی نماز جلدی پڑھتے اور

يَعْبِجُهَا فِي الشِّتَاءِ وَيُؤَخِّرُهَا فِي الصَّيْفِ۔

گرمیوں میں تاخیر سے پڑھتے۔ (طحاوی)

## سترہ کے مسائل

(۱) ہاتھ میں کوئی ایسا آلہ رکھنا (خصوصاً سفر میں) جس سے دشمن کو دفع کر سکے مستحب ہے۔

(۲) امام و منفرد صحرائیں یا کسی ایسی جگہ نماز پڑھیں جہاں سے لوگوں کے گزرنے کا اندیشہ ہو تو مستحب ہے کہ سترہ گاڑیں۔

(۳) امام کا سترہ مقتدی کیلئے بھی کافی ہے۔ مقتدی کو جدید سترہ کی ضرورت نہیں۔ اور سترہ بقدر ایک ہاتھ کے اونچا اور انگلی برابر موٹا ہو یا زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ اونچا ہو۔ سترہ نزدیک ہونا چاہیے۔ سترہ بالکل ناک کی سیدھ پر نہ ہوں بلکہ بلکہ داہنے یا بائیں بھوں کی سیدھ پر ہونا افضل ہے۔ اگر سترہ نصب کرنا ناممکن ہو تو کوئی چیز آڑی رکھ دے۔ یہ بھی نہ ہو تو خط کھینچ دے۔ غرضیکہ جو چیز بھی آڑ بن سکے وہ سترہ کے کام آسکتی ہے۔ مثلاً لکڑی، پتھر، آدمی، درخت وغیرہ۔ مگر آدمی کو اس حالت میں سترہ کیا جائے جب اس کی پیٹھ مصلیٰ کی طرف ہو۔

سترہ کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اب ستر کے آگے سے گزرنے والا جائز ہو جاتا ہے۔ اور اگر کسی نے بلا سترہ شارع عام پر نماز پڑھی اور عورت، مرد، جانور وغیرہ آگے سے گزرے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

مسجد کو گندگی اور ہر گھن کی چیز سے پاک صاف رکھنا ضروری ہے

(۱) مسجد کو ہر قسم کی گندگی اور گھن کی چیز جیسے بدن کا میل، کچیل، تھوک، رینٹ، کھنکار وغیرہ سے پاک صاف رکھنا واجب ہے۔

(۱) عون بن ابی جحیفہ کہتے ہیں۔ میں نے اپنے باپ سے سنا کہتے تھے کہ حضور ﷺ نے ان کو بطحا میں نماز پڑھائی اور آپ کے سامنے برہمی گڑھی ہوئی تھی (ظہر کی دو رکعتیں اور عصر کی دو رکعتیں) اور آپ کے آگے سے عورتیں اور حمار گزر رہے تھے۔ (بخاری)

(۲) مسجد کی خبر گیری متولی یا منتظم یا امام کے فرائض میں سے ہے۔

(۳) آدمی کے فضلات، پسینہ، تھوک، رینٹ وغیرہ پاک ہیں اور بحالت نماز کپڑے میں بضرورت لے لینے میں حرج نہیں۔

(۴) مسجد میں کُلی کرنا، دُھو کرنا، مسجد کی دیواروں، چٹائیوں پر یا ان کے نیچے تھوکنایا ناک سٹکنا ممنوع ہے اور چٹائیوں کے نیچے ڈالنا اوپر ڈالنے سے اور برا ہے اور اگر ناک سٹکنے یا تھوکنے کی ضرورت پڑ جائے تو کپڑے میں لے لے۔

(۵) جب تھو کے تو قبلہ کی طرف نہ تھو کے۔ ابو داؤد کی حدیث میں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جو قبلہ کی جانب تھو کے قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا تھوک دونوں آنکھوں کے درمیان ہوگا اور امام احمد کی روایت میں ہے کہ مسجد میں تھو کنا گناہ ہے۔

اور اس سلسلہ کی احادیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قبلہ رخ تھو کنا کم از کم مکروہ تحریمہ ضروری ہے۔ کیونکہ اس فعل پر وعید آئی ہے اور ابو داؤد ابن حبان میں سائب ابن خلاد کی حدیث میں ہے کہ ایک مقام کو حضور ﷺ نے قبلہ رخ تھوکنے کی وجہ سے امامت سے معزول کر دیا اور فرمایا:

اللّٰهُ اَذِيْتُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ۔

تو نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے۔

اور یہ ممانعت کا حکم مسجد و خارج مسجد دونوں کو شامل ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے لکھا کہ مسجد میں بضرورت بھی تھو کنا خطا ہے۔ تھو کنا پڑ جائے تو کپڑے میں لے لے۔ (یعنی ج ۲ ص ۳۲۶)

**دائمی طرف تھو کنا منع ہے**

دائمی طرف تھو کنا بھی اچھا نہیں۔ کیونکہ دائمی طرف نیکیاں لکھنے والا فرشتہ

ہوتا ہے۔ امام نووی نے فرمایا: دائمی طرف تھوکنے کی ممانعت مطلق ہے۔ خواہ نماز میں ہو یا غیر نماز میں، مسجد میں ہو یا غیر مسجد میں، مصنف عبدالرزاق کی روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز کے علاوہ بھی دائمی طرف تھوکنے کو ناجائز قرار دیتے تھے۔ معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سے میں مسلمان ہوا ہوں کبھی دائمی طرف نہیں تھوکا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اپنی اولاد کو دائمی طرف تھوکنے سے مطلق منع فرماتے تھے۔

✽ علامہ خطابی نے فرمایا کہ بائیں طرف تھو کنا چاہیے۔ لیکن اگر بائیں طرف کوئی اور نمازی ہو تو پھر نہ دائمی طرف تھو کے نہ بائیں طرف۔ بلکہ اپنے بائیں قدم کے نیچے تھو کے یا کپڑے میں لے لے۔ (یعنی ج ۲ ص ۳۲۹-۳۳۰)

✽ نسائی کی حدیث میں ہے کہ مسجد میں قبلہ کی جانب تھوک دیکھ کر حضور ﷺ کا چہرہ اقدس سرخ ہو گیا ایک انصاری عورت نے اس کو کھرچ دیا اور وہاں خوشبو لگا دی حضور ﷺ نے فرمایا بہت اچھا کیا۔

✽ صحیح مسلم میں بروایت ابو ذر مرفوعاً آیا ہے کہ میں نے اپنی امت کی بد اعمالیوں میں یہ بھی پایا ہے کہ مسجد میں تھوک ہو اور اسے نہ منایا جائے۔

✽ مسند احمد میں بروایت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مرفوعاً آیا ہے کہ جس شخص کو مسجد میں کھنکار آ جائے تو چاہیے کہ اسے دفن کر دے۔ ایسا نہ ہو کہ مسلمان کے بدن یا کپڑے پر لگنے کے باعث اسے ایذا ہو۔

✽ مسند احمد و طبرانی میں بروایت ابو امامہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً آیا ہے کہ مسجد میں تھوک دفن نہ کرنا گناہ ہے اور دفن کر دینا یعنی پوچھ دینا نیکی ہے۔

✽ سعید بن منصور کی روایت میں ہے کہ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ایک رات مسجد میں تھوک کر اسے صاف کرنا بھول گئے، گھر جا کر یاد آیا تو آگ کا ایک شعلہ لے کر

آئے۔ اس کی روشنی میں تھوک تلاش کر کے مٹی میں دبا دیا اور فرمانے لگے۔ اللہ تعالیٰ کیلئے تعریف ہے جس نے آج کی رات مجھے گناہ سے بچالیا۔

نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا جائز ہے

إِنَّ رَفَعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِينَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ كَانَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ - (بخاری)

حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا عہد نبوی ﷺ میں جاری تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فقراء صحابہ نے بحضور نبوی ﷺ عرض کی کہ اہل ثروت نے بلند درجے اور پختگی کی نعمتیں مال کے سبب حاصل کر لیں جیسے ہم روزہ رکھتے اور نماز پڑھتے ہیں۔ اس پر مزید یہ کہ ان کے پاس مال بھی ہے جس سے وہ حج و عمرہ کرتے، جہاد میں شریک ہوتے اور صدقہ دیتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں تم کو ایسی بات نہ بتاؤں جس پر عمل کر کے تم سبقت کرنے والوں کو پالو اور تم کو کوئی نہ پاسکے اور تم اپنے ہم عصروں میں بہتر ہو جاؤ۔ مگر وہ جو وہی بات بجالائے۔

تَسْبِيحُونَ وَتَحْمَدُونَ وَتُكْبِرُونَ خَلْفَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ -

سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اکبر ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ کہہ لیا کرو۔

مغیرہ بن شعبہ نے ایک خط میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام یہ لکھوایا کہ بیشک حضور نبی ﷺ ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ - أَلَهُمْ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِي صَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ - (بخاری)

ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ لا شریک ہے ملک اور حمد اسی کیلئے ہے اور وہ ہر ممکن پر قادر ہے۔ الہی جس کو تو دینا چاہے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جس سے تو روکنا چاہے اسے کوئی دے نہیں سکتا۔ اور بندہ کی دولت وغیرہ تم سے بچا نہیں سکتی۔

ان احادیث سے واضح ہوا کہ فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا جائز ہے اور اس کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں ہے اور احادیث میں متعدد اذکار اور دعاؤں کا پڑھنا مذکور ہوا ہے ان میں سے جو چاہے پڑھ سکتا ہے۔ بعض شارحین نے یہ لکھا ہے کہ بلند آواز سے ذکر کرنا صحابہ کا ہمیشہ دستور نہ تھا۔ امام شافعی نے فرمایا کہ بلند آواز سے ذکر کرنے پر مداومت فرماتے تھے۔ (فتح الباری) لیکن مداومت اگر ثابت نہ بھی ہو تو فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنے کا جواز تو بہر صورت رہے گا۔

صحابہ میں امیر بھی تھے اور غریب بھی۔ ظاہر ہے کہ دولت مند فرائض کے علاوہ دوسرے امور خیر میں بھی حصہ لیتے تھے۔ مثلاً جہاد میں شرکت، فقراء و مساکین امداد و اعانت وغیرہ اور غرباء بوجہ ناداری کے ان امور کو ادا نہیں کر سکتے۔ اس پر غرباء کو رشک ہوا کہ اہل ثروت نے دیگر امور خیر میں حصہ لے کر ہم سے زیادہ حاصل کر لیا۔ حضور اکرم ﷺ نے غرباء کو فرمایا کہ تم سُبْحَانَ اللَّهِ - الْحَمْدُ لِلَّهِ اور اللَّهُ أَكْبَرُ ۳۳ بار ہر نماز کے بعد پڑھ لیا کرو۔ اغنیاء دوسرے امور خیر میں حصہ لے کر ثواب حاصل کرتے ہیں تم کو بھی وہ مل جائے گا۔ مگر یہ کہ وہ بھی یہ وظیفہ پڑھنا شروع کر دیں۔ چنانچہ مسلم کی روایت میں ہے کہ انہوں نے عرض کی۔ حضور! صحابہ ثروت نے بھی یہ وظیفہ پڑھنا شروع کر دیا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا ذَلِكْ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ -

۳۳ کا عدد

علامہ قططانی نے ۳۳ کے عدد پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے اذکار ملاحش کے عدد میں مختلف روایتیں ہیں۔ حدیث بخاری عن ابی ہریرہ میں ۳۳، حدیث نسائی



عن زید بن ثابت میں ۲۵ بار اور اس میں ۲۵ بار کلمہ کا پڑھنا بھی مروی ہے اور حدیث مرآۃ عن ابن عمر میں ۱۱ بار اور حدیث عن انس میں ۱۰ بار اور حدیث انس کے بعض طریق میں صرف ایک ایک بار اور حدیث نسائی عن ابو ہریرہ میں سو سو بار پڑھنا منقول ہے۔ پس یہ اختلاف یا تو اوقات مختلفہ پر مبنی ہے یا احوال مختلفہ پر یا تنخیر پر وارد ہے کہ پڑھنے والے کو جیسے آسانی ہو اسی تعداد میں پڑھ لے۔

حدیث نمبر ۴ میں وظیفہ ہے اس میں وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَنَّةِ مِنْكَ الْجَنَّةُ کے الفاظ بھی ہیں۔ اجد بالکسر کے معنی کوشش کے ہیں۔ معنی یہ ہوں گے کہ مجرد اعمال صالحہ میں کوشش کرنا تیرے ہاں نافع نہیں ہے۔ تا وقتیکہ اس کے ساتھ قبولیت نہ ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس عمل کو قبول نہ فرمائے اور یہ قبولیت محض اللہ کے فضل و رحمت سے ہوتی ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا لَا يَدْخُلُ أَحَدًا مِنْكُمْ الْجَنَّةَ عَمَلُهُ۔ الخ علامہ نووی نے فرمایا اور مشہور جس پر جمہور ہیں یہ ہے کہ جد بالفتح ہے اور اس کے معنی دنیاوی حظ کے ہیں خواہ وہ مال کے ساتھ ہو یا اولاد اور عظمت اور غلبہ کے ساتھ ہو اور معنی یہ ہیں بندہ کا خط۔ مال و دولت اور عزت و حکمت دنیاوی تجھ سے اس کو بچا نہیں سکتی۔ اس کو تیرا فضل و رحمت ہی نجات دے سکتا ہے۔ (فتح الباری)



## نماز مریض کا بیان

واضح ہو کہ فرض نماز۔ سنت مؤکدہ اور واجب نماز (وتر) بلا عذر بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے۔ کیونکہ قیام فرض ہے۔ ہاں اگر عذر ہو تو بیٹھ کر لیٹ کر حتیٰ کہ اشارے سے بھی پڑھ سکتا ہے۔ واضح رہے کہ فرض نماز کسی حالت میں بھی سوائے چند نادور صورتوں کے معاف نہیں بلکہ حکم یہ ہے کہ جس طرح ممکن ہو پڑھے۔ بعض مسلمان ذرا بخار آیا یا کوئی پھنسی نکل آئی۔ حتیٰ کہ نزلہ و زکام ہو گیا نماز چھوڑ دیتے ہیں ایسا کرنا سخت گناہ ہے۔ نماز کے متعلق تو یہ حکم ہے کہ جب تک اشارے سے بھی پڑھ سکتا ہو ضرور پڑھے۔ ورنہ انہیں وعیدوں کا مستحق ہوگا جو تارک الصلوٰۃ کیلئے احادیث میں بیان ہوئی ہیں۔

حضرت عطاء بن یشعرب نے فرمایا جبکہ کسی میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کی بھی طاقت نہ ہو تو جدھر بھی اس کا منہ ہو ادھر ہی نماز پڑھ لے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے بوا سیر کی بیماری تھی۔ پس میں نے رسول اکرم ﷺ سے نماز کے بارے میں دریافت کیا۔

فَقَالَ صَلِّ قَائِمًا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى

جُنُبٍ۔ (بخاری)

تو آپ نے فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھ اور اگر کھڑے ہو کر پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھ اور اگر بیٹھ کر پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر پڑھ۔

## بیمار بیٹھ کر لیٹ کر اشارہ سے جیسے ممکن ہو نماز پڑھے

اس حدیث سے واضح ہوا کہ جو شخص بوجہ بیماری کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر نہیں اور قادر نہ ہونے کی متعدد صورتیں ہیں۔ مثلاً کھڑا تو ہو سکتا ہے مگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہو گا یا سخت چکر آتا ہے یا کھڑے ہو کر پڑھنے میں سخت شدید ناقابل برداشت درد پیدا ہو جاتا ہے یا بوجہ کمزوری کھڑا ہو ہی نہیں ہو سکتا تو ان سب صورتوں میں بیٹھ کر رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھے۔

✽ اگر مریض بیٹھنے پر بھی قادر نہیں تو لیٹ کر اشارہ سے نماز ادا کرے۔ خواہ داہنی یا بائیں کروٹ پر لیٹ کر قبلہ کی طرف منہ کر کے پڑھے۔ خواہ چت لیٹ کر قبلہ کو پاؤں کرے مگر پاؤں نہ پھیلائے بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر اونچا کر کے تاکہ منہ قبلہ کی طرف ہو جائے اور یہ صورت یعنی چت لیٹ کر پڑھنا افضل ہے۔

✽ اگر مریض قبلہ کی طرف منہ نہ اپنے آپ کر سکتا ہے نہ دوسرے کی مدد سے قبلہ کی طرف منہ کر سکتا ہے تو جس طرف بھی منہ ہو سکے اشارہ سے نماز پڑھ لے اور صحت کے بعد اس نماز کا اعادہ نہیں۔

فائدہ بیٹھ کر پڑھنے میں کسی خاص طور پر بیٹھنا ضروری ہے۔ بلکہ مریض کو جس طرح آسانی ہو اسی طرح بیٹھ کر نماز پڑھے۔ البتہ دو زانو بیٹھنا آسان ہو تو دو زانو ہو کر نماز پڑھنا افضل ہے۔

✽ اگر مریض بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہے۔ دوران نماز قیام پر قادر ہو گیا تو اب بقیہ نماز کھڑے ہو کر پڑھے۔ کیونکہ عذر جاتا رہا ہے اور قیام فرض ہے۔

✽ البتہ صورت مسئلہ یہ ہوگی کہ اگر مریض جو قیام پر قادر نہیں ہے۔ وہ بیٹھ کر نفل پڑھ رہا ہے دوران نماز میں قیام پر قادر ہو گیا تو اس کو اختیار ہے کہ باقی نماز خواہ بیٹھ کر

ہی پوری کرے یا کھڑے ہو کر کیونکہ نفل نماز بلا عذر بھی بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے۔

✽ 'اِنَّهٗ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی لیلاً طویلاً قائماً دلیلاً طویلاً قاعداً۔' (مسلم)

✽ اور اگر مریض جو قیام پر قادر نہیں ہے فرض نماز بیٹھ کر پڑھ رہا ہے اور اب دوران نماز قیام پر قادر ہو گیا تو باقی نماز کھڑے ہو کر پڑھے کیونکہ قیام فرض ہے۔

## کھڑے ہو کر بیٹھ کر لیٹ کر نماز نفل پڑھنے کے مسائل

(۱) نفل نماز کو بلا عذر اور بعد از بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے۔

(۲) کھڑے ہو کر پڑھنے کی قدرت ہو جب بھی نفل نماز بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے۔

(۳) نفل نماز کھڑے ہو کر شروع کی تھی۔ پھر بیٹھ گیا یا بیٹھ کر شروع کی تھی پھر کھڑا ہو گیا۔ دونوں صورتیں جائز ہیں۔ خواہ ایک رکعت کھڑے ہو کر پڑھی یا ایک بیٹھ کر۔ یا ایک ہی رکعت کے ایک حصہ کو کھڑے ہو کر پڑھا اور کچھ حصہ بیٹھ کر۔

(۴) بلا عذر لیٹ کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اگر عذر کی وجہ سے لیٹ کر نفل نماز پڑھی تو جائز ہے۔ بیماری کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت نہیں ہے یا کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں مرض کے بڑھنے یا دیر سے اچھا ہونے کا خطرہ ہو تو وہ بیٹھ کر رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھے۔

✽ امام اگر کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو اس کی اقتداء میں صحیح و تندرست مقتدی کھڑے ہو کر ہی نماز ادا کریں۔ کیونکہ عذر امام کو ہے۔ مقتدیوں کو نہیں ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھی تو مقتدیوں نے بھی بیٹھ کر پڑھی۔ یہ منسوخ ہے کیونکہ یہ مرض قدیم کا واقعہ ہے اور مرض وفات میں حضور ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور آپ ﷺ

نے ان کو بیٹھ کر پڑھنے کا حکم نہیں دیا۔ لہذا حضور ﷺ کے آخری عمل سے بیٹھنے کا حکم منسوخ ہو گیا۔

✽ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور وہ یواسیر کے مریض تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے آدمی کے بارے میں دریافت کیا۔

فَقَالَ مَنْ صَلَّى قَائِمًا فَهُوَ أَفْضَلُ وَمَنْ صَلَّى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ وَمَنْ صَلَّى مُسْتَلْقِيًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَاعِدِ۔ (بخاری)

پس آپ نے فرمایا کہ جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے وہ افضل ہے اور جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے تو اس کو کھڑا ہو کر پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملے گا اور جو شخص لیٹ کر پڑھے تو اس کو بیٹھ کر پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملے گا۔

**نفل نماز کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے**

واضح ہو کہ نفل نماز اگرچہ بلا عذر بھی بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں مگر کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔ آج کل عام رواج پڑ گیا ہے کہ نوافل بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیٹھ کر پڑھنے کو افضل سمجھتے ہیں۔ ایسا ہے تو یہ خیال غلط ہے۔ وتر کے بعد جو نفل ہیں ان کو بھی کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور وہ جو حدیث میں آیا ہے کہ حضور نے وتر کے بعد بیٹھ کر نفل پڑھے تو یہ حضور ﷺ کے خصوصیات سے ہے۔

✽ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا سر اقدس پر ہاتھ رکھا کہ بیمار تو نہیں۔ ارشاد فرمایا: کیا ہے۔ عبداللہ؟ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا (کہ بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نصف ہے) اور حضور اکرم ﷺ بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں! مگر میں تم جیسا نہیں ہوں۔ (مسلم)

✽ امام ابراہیم حلی و صاحب در مختار و صاحب رد المحتار نے فرمایا۔ یہ حکم حضور ﷺ کے خصائص سے ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ نوافل کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہیں۔ گویا بلا عذر بیٹھ کر بھی پڑھ سکتے ہیں۔ ہاں اگر کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر یا لیٹ کر نفل پڑھے تو ثواب میں کمی نہ ہوگی۔ (ان شاء اللہ العزیز)





## مسافر کی نماز

سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ ہر سفر کیلئے خواہ وہ عبادت کیلئے ہو یا تجارت وغیرہ کیلئے۔ مسافر پر واجب کہ وہ نماز میں قصر کرے۔ یعنی چار رکعت فرض کو دو پڑھے۔ اس کے حق دو ہی رکعتیں پوری نماز ہے۔ اور اگر قصد چار پڑھیں اور دو رکعت پر قعدہ بھی کر لیا تو فرض ادا ہو گئے اور پچھلی دو رکعتیں نفل ہوئیں۔ مگر گنہگار ہوا کہ واجب کو ترک کیا۔ لہذا توبہ کرے اور اگر دو رکعت پر قعدہ نہ کیا تو فرض ادا نہ ہوئے۔ وہ نماز نفل ہوگی۔ دوبارہ پڑھے۔ اگر ۱۵ دن ٹھہرنے کی نیت ہو تو قصر نہ کرے پوری نماز پڑھے اور پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو تو قصر کرے۔ قرآن مجید میں فرمایا:

وَإِذَا حَضَرْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلْيَسْ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ

جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر اس کا گناہ نہیں کہ نماز میں قصر کرو۔ اگر خوف ہو کہ کفر کو فتنہ میں ڈال دیں گے۔

حضرت یعلیٰ بن امیہ نے بحضور فاروق اعظم عرض کی کہ قرآن میں تو بحالت خوف قصر کا بیان ہے اور اب تو لوگ امن میں ہیں (یعنی امن کی حالت میں قصر نہ ہونا چاہیے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کا مجھے بھی تعجب ہوا تھا تو میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا یہ ایک صدقہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تم پر تصدق فرمایا۔ اس کا صدقہ قبول کرو۔ (مسلم شریف) اس سے واضح ہوا کہ نماز میں قصر خوف و امن دونوں حالتوں میں مشروع ہے اور بحالت سفر قصر واجب ہے۔

## مسافر کی تعریف

اول احتاف کے نزدیک شرعاً مسافر وہ شخص ہے جو تین دن کی راہ تک جانے کے ارادہ سے بستی سے باہر ہوا۔ چلنے سے معتدل چال مراد ہے کہ نہ تیز ہو نہ سست، خشکی میں آدمی اور اونٹ درمیانی چال کا اعتبار ہے اور پہاڑی راستہ میں اسی حساب سے جو اس کیلئے مناسب ہو اور دریا میں کشتی کی چال اس وقت کی جب کہ ہوائ نہ بالکل رُک ہو نہ تیز ہو میل کے حساب سے اس کی مقدار ساڑھے ستاون میل ہے۔ اس سلسلہ کی چند حدیثیں یہ ہیں۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَسَافِرُ الْمَرْأَةُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا مَعَ ذِي رَحِمٍ۔ (بخاری)

عورت تین دن کی مسافت کا سفر بغیر ذی رحم کے نہ کرے۔

(۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ

قَالَ جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمَسَافِرِ وَيَوْمًا دَلِيلَةً لِلْمَقِيمِ۔ (مسلم)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب روزوں پر صبح کی مدت مسافر کیلئے تین دن تین رات مقرر فرمائیں اور مقیم کیلئے ایک دن رات۔

اس مضمون کی حدیث کو ابو داؤد، نسائی، ابن حبان، طحاوی، طبرانی و ترمذی نے حضرت حمزہ ابن ثابت انصاری سے دارقطنی نے حضرت ابوبکر سے ترمذی و نسائی نے حضرت صفوان بن عسال سے بھی روایت کی ہے۔ حدیث اول سے معلوم ہوا کہ

عورت کو تنہا سفر کرنا جائز نہیں ہے اور اس سفر کی مدت حضور نے تین دن مقرر فرمائی۔  
معلوم ہوا کہ سفر کی مسافت تین دن ہے۔

### حدیث دوم

سے معلوم ہوا کہ مسافر کو تین دن تک سوزے پر مسح کی اجازت ہے اور یہ حکم مسافر کیلئے عام ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ مدت سفر تین دن کی راہ ہے۔  
✽ امام محمد رحمہ اللہ نے آثار میں حضرت علی ابن ربیعہ والبی سے روایت کی کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا۔ کتنی مسافت پر نماز کا قصر ہو سکتا ہے تو آپ نے فرمایا کیا تم نے مقام سویدادیکھا ہے؟ دیکھا تو نہیں سنا ہے۔  
آپ نے فرمایا:

قال هي ثلث ليال فواصد فاذا اخرجنا اليها قصرنا الصلوة۔  
وہ یہاں سے تین رات کے (قاصد کی رفتار) فاصلہ پر ہے جب ہم وہاں تک جانے کا ارادہ کریں تو قصر کر سکتے ہیں۔

(۳) دارقطنی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ  
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اهل مكة لا تقصروا  
الصلوة في ادنى من اربعة برد من مكة الى غسفان۔  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مکہ والو چار برد سے کم سفر نماز قصر نہ کرنا۔ یہ  
فاصلہ مکہ سے غسفان کا ہے۔

(۴) امام محمد نے موطا میں حضرت نافع سے روایت کی۔  
انه كان يسافر مع ابن عمر البريد فلا يقصر الصلوة۔  
کہ وہ حضرت ابن عمر کے ساتھ ایک برید سفر کرتے تو قصر نہ فرماتے۔  
برید تقریباً ۵۷ میل کا ہوتا ہے۔ یعنی ۳۶ کوس تین منزلیں۔ ان احادیث سے

واضح ہوا مدت سفر ۵۷ میل ہے۔

دوم محض نیت سفر سے مسافر نہ ہوگا بلکہ مسافر کا حکم اس وقت سے ہے کہ بستی کی آبادی سے باہر ہو جائے۔ شہر میں ہے تو شہر سے گاؤں میں ہے تو گاؤں سے اور شہر والے کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ شہر سے اس پاس جو آبادی شہر سے متصل ہے اس سے بھی باہر ہو جائے۔ اسٹیشن جہاں آبادی سے باہر ہو تو اسٹیشن پر پہنچنے پر مسافر ہو جائے گا جبکہ مسافت سفر تک جانے کا ارادہ ہو۔ اس سلسلہ کی چند حدیثیں یہ ہیں۔

✽ ان عبد اللہ بن عمر کان اذا خرج حاجاً او معتمراً قصر الصلوة بذي الحليفة. (موطا امام مالک رحمہ)

ذالحلیفہ مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب مسافت سفر تک جانے کا ارادہ ہو تو شہر کی آبادی سے نکل کر قصر نماز پڑھنا شروع کر دے۔  
✽ عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان يقصر الصلوة بالعقيق. (طبرانی فی الصغیر)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کیلئے جاتے تو عقیق پر پہنچ کر قصر پڑھ لیتے۔

✽ عن علي بن ربيعة قال: اخرجنا مع علي فقصرنا الصلوة ونحن نرى البيوت ثم رجعنا فقصرنا الصلوة ونحن نرى البيوت۔ (حاکم)

علی بن ربیعہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت علی کے ہمراہ سفر کیلئے نکلے تو ہم نماز میں قصر کرتے تھے۔ حالانکہ ہمارے مکانات ہم کو نظر آ رہے تھے پھر جب ہم واپس ہوئے تو بھی ہم نماز میں قصر کرتے تھے اور اپنے مکانات ہم کو نظر آتے تھے۔

✽ عن ابي حرب ان عليا خرج من بصرة فصلى الظهر اثم قال انا لوجا وزنا هذا الخص لصلينا ركعتين۔ (ابن ابی شیبہ)

حضرت ابن حرب سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ بصرہ سے چلے تو آپ نے ظہر کی چار رکعت پڑھیں اور فرمایا اگر ہم اس سے آگے نکل جاتے تو دو رکعتیں پڑھتے۔

❀ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرج من هذه المدينة لم يزل يصلي ركعتين حتى يجمع اليها۔ (ابوداؤد)

حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ جب اس مدینہ سے سفر کرنے کیلئے گئے تو ہمیشہ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں حتیٰ کہ واپس مدینہ آ گئے۔

ان حدیثوں سے واضح ہوا کہ محض نیت سفر سے مسافر نہیں ہوتا۔ بلکہ اس وقت ہوگا جبکہ بستی کی آبادی باہر ہو جائے۔ خواہ اس بستی اور شہر کے مکانات نظر بھی آئیں۔ اسی طرح جب واپس ہو تو اس وقت تک نماز میں قصر کیا جائے گا۔ جب تک کہ اپنے شہر کی آبادی میں داخل نہ ہو جائے۔

### مسائل ضروریہ

(۱) آبادی سے باہر جانے سے یہ مراد ہے کہ جدھر جا رہا ہے اس طرف آبادی ختم ہو جائے۔ اگرچہ اس کی محاذات میں دوسری طرف ختم نہ ہوئی ہو۔ (غنیۃ)

(۲) سفر کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ جہاں سے چلا وہاں تین دن کی راہ یعنی ساڑھے اٹھاون میل جانے کا ارادہ ہو تو اگر دو دن کی راہ کے ارادہ سے نکلا۔ وہاں پہنچ کر دوسری جگہ کا ارادہ کیا کہ وہ بھی تین دن سے کم راستہ ہے۔ اسی طرح ساری دنیا گھوم گیا۔ مسافر نہ ہوگا۔ (غنیۃ و در مختار)

(۳) یہ بھی شرط ہے کہ تین دن کا ارادہ متصل سفر کا ہو۔ اگر یوں ارادہ کیا کہ مثلاً دو دن کی راہ پر پہنچ کر کام کرنا ہے۔ وہ کر کے پھر ایک دن کی راہ جاؤں گا تو تین دن کی راہ کا متصل ارادہ نہ ہوا۔ لہذا مسافر نہ ہوا۔ (فتاویٰ رضویہ)

(۴) تین دن کی راہ کو تیز سواری مثلاً کاریا ہوائی جہاز وغیرہ سے دو دن کی مدت یا

اس سے کم میں طے کیا تو مسافر ہی ہے۔

### نیت اقامت کے شرائط

(۱) مسافر اس وقت تک مسافر ہے جب تک اپنی بستی میں پہنچ نہ جائے یا کسی آبادی میں پورے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرے۔

(۲) نیت اقامت ہونے کیلئے چھ شرطیں ہیں۔

اول چلتا ترک کرے تو اگر چلنے کی حالت میں اقامت کی نیت کی تو مقیم نہ ہوگا۔  
دوم وہ جگہ اقامت کی صلاحیت رکھتی ہو تو اگر جنگل یا غیر آباد ویران مقام میں اقامت کی مقیم نہ ہوگا۔

سوم پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو۔ اس سے کم ٹھہرنے کی نیت سے مقیم نہ ہوگا۔  
چہارم یہ نیت ایک ہی جگہ ٹھہرنے کی ہو تو اگر دو موضوعوں میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کی مثلاً لاہور میں دس دن اور سیالکوٹ میں پانچ دن مقیم نہ ہوگا۔

پنجم اپنا ارادہ رکھتا ہو۔ یعنی کسی کا تابع نہ ہو۔  
ششم اس کی حالت اس کے ارادہ کے متانی نہ ہو۔ اس سلسلہ کی چند حدیثیں یہ ہیں۔

❀ ان انس بن مالک اقام بالشام شہرین مع عبدالمطلک بن مروان یصلی رکعتین رکعتین۔ (بخاری)

حضرت انس بن مالک شام میں عبدالملک کے ساتھ دو ماہ ٹھہرے دو دو رکعت ہی پڑھتے تھے۔

❀ عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اقام بنبولث عشرين يوماً یقصر الصلاة۔ (ابوداؤد و ترمذی)

حضرت جابر سے مروی ہے کہ حضور ﷺ تبوک میں بیس روز ٹھہرے نماز میں



قصر کرتے تھے۔

عن ابن عباس قال اقام النبي صلى الله عليه وسلم بخيبر اربعين ليلة يقصر الصلوة۔ (عبد الرزاق)

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حضور ﷺ خیبر میں چالیس رات ٹھہرے نماز قصر کرتے تھے۔

ان حدیثوں سے واضح ہوا کہ جب تک اقامت کی نیت نہ کرے۔ اس وقت تک مسافر ہی ہے۔ خواہ کسی جگہ بیس برس ہی کیوں نہ ٹھہرا رہے۔ چنانچہ حضرت ابن عمر حضرت سعید ابن المسیب و سعید بن جبیر و ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔

إذا اقام السافر خمس عشرة ليلة اقم الصلوة وما كان دونه فليقصر۔

جب مسافر پندرہ راتیں ٹھہرنے کی نیت کرے تو پوری نماز پڑھے اور اگر اس سے کم ٹھہرے تو قصر کرے۔

(۲) إذا اجمع على خمس عشرة صلى اربعاً۔

(ابن جریر مؤطا امام محمد ابن ابی شیبہ طحاوی)

(۲) جب ۱۵ دن ٹھہرنے کا ارادہ کرے تو اب چار رکعت پڑھے۔

بحالت سفر صرف فرض میں قصر کرے

مسافر پر واجب ہے کہ چار رکعت والے فرض کو دو پڑھے۔ لیکن نماز مغرب کی تین رکعت پڑھے۔ اسی طرح وتر اور سنت مؤکدہ میں قصر ہے اور نہ سفر میں معاف ہیں۔ اسی طرح نوافل پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔ منع نہیں ہیں۔ اس سلسلہ کی چند حدیثیں یہ ہیں۔

عن ابی عمرانہ سئل عن الصلاة في السفر فقال رسول الله

صلى الله عليه وسلم ركعتين ركعتين الا المغرب۔ (ابوداؤد)

حضرت ابن عمر نے حضور ﷺ سے سفر کی نماز کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا دو رکعتیں دو رکعتیں مگر مغرب کی۔

حضرت نافع سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر سفر کی حالت میں اپنی سواری پر۔ کان بصلی علی رحيلته ویو ترها لارض ویزعم ان رسول الله صلی الله عليه وسلم كان يفعل كذا لث۔

نفل پڑھتے۔ جب وتر کا ارادہ کرتے تو زمین پر اتر کر ادا کرتے اور یہ گمان کرتے تھے کہ نبی ﷺ بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

عن ابن عباس قال اقام النبي صلى الله عليه وآله وسلم تسعة عشر بقصر فنحن اذا سافرنا تسعة عشر قصرنا وان زدنا واتممت۔

(بخاری)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور ﷺ مکہ میں ۱۴ دن ٹھہرے قصر کرتے رہے تو ہم سفر میں ۱۹ دن ٹھہریں تو قصر کرتے ہیں۔ اگر اس سے زیادہ ٹھہریں تو پوری نماز پڑھتے ہیں۔

فوائد

بخاری کی اس حدیث میں یہ ہے کہ حضور ﷺ مکہ میں ۱۹ دن ٹھہرے۔ دوسری روایت میں ۱۷ دن ٹھہرنے کا ذکر ہے اور روایت ابوداؤد عن عمران بن حصین میں ۱۸ دن اور روایت نسائی عن عراق بن مالک میں ۱۵ دن کا ذکر ہے تو یہ حدیثوں میں تعارض نہیں ہے۔ کیونکہ جس راوی نے ۱۹ دن ذکر کئے اس نے مکہ میں داخل ہونے اور مکہ سے واپس ہونے کے دنوں کو شمار کر لیا اور جس نے ۱۷ دن روایت کئے اس نے مکہ سے خروج و دخول کے دو دن ساقط کر دیئے اور جس نے ۱۸ دن روایت کئے اس نے

دخول و خروج میں سے ایک کو شمار کیا اور ایک کو ساقط کر دیا۔ اور جس نے ۱۵ دن روایت کئے اس نے دخول و خروج میں سے ایک شمار کیا اور ایک کو ساقط کر دیا اور جس نے ۱۵ دن روایت کئے اس نے اصل قیام صرف ۷ دن خیال کیا اور دخول و خروج کے دوران ساقط کر دیئے تو ۱۵ دن بیان کر دیئے۔ حکمنا اجمع البیہقی بین هذا الاختلاف۔ (تحدی الاخوان ج ۱ ص ۳۸۵) (۲) واضح ہو کہ احناف کا مسلک یہ ہے کہ جب تک مسافر کسی شہر یا گاؤں پندرہ دن مستقل طور پر قیام کی نیت نہ کرے اس وقت تک مسافر ہی رہے گا اور نماز میں قصر کرے گا تو اگر کوئی شخص کسی شہر میں پندرہ دن سے زائد ٹھہرا مگر اس کا ارادہ مستقل نہ تھا۔ اسی تردد میں رہا کہ آج واپسی ہوگی، کل واپسی ہوگی۔ حتیٰ کہ سہال دو سال میں سال تک کسی ایک شہر میں اسی طرح گزر گئے تو ایسی صورت میں چونکہ پندرہ ٹھہرنے کی نیت نہیں پائی گئی۔ اس لئے نماز میں قصر کیا جائے گا۔ چنانچہ بخاری کی زیر بحث حدیث سے بھی یہی مسئلہ واضح ہوتا ہے۔ حضور ﷺ مکہ میں اس روایت کے بموجب ۱۹ دن ٹھہرے۔ مگر چونکہ آپ نے پندرہ دن مستقل طور پر ٹھہرنے کی نیت نہیں فرمائی تھی۔ اس لئے آپ نے نماز میں قصر کیا۔ یعنی ظہر و عصر و عشاء کی چار رکعتی نماز کو دو رکعت پڑھا۔ چنانچہ اس معنی کی تائید و توثیق حدیث جابر بن عبد اللہ سے بھی ہوتی ہے۔ بلکہ اس میں خود حضور ﷺ نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ میں مسافر ہوں اس لئے قصر پڑھ رہا ہوں۔ ملاحظہ کیجئے۔

عن جابر قال اقامت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح بمكة فاقام ثمان عشرة لا یصلی الا رکعتین ثم یقول لاہل البلد صلوا اربعاً فانما قوم سفر۔ (ابن ابی شیبہ)

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر میں حضور ﷺ کے ہمراہ اٹھارہ دن ٹھہرا حضور ﷺ دو رکعت پڑھتے تھے۔ اس کے بعد وہاں کے باشندوں سے

فرماتے تم چار رکعت ہی پڑھو کیونکہ ہم مسافر ہیں۔

دیکھئے اس حدیث میں خود حضور ﷺ نے یہ تصریح فرمادی کہ باوجود اس کے کہ قیام مکہ میں ۱۸ دن ہو گیا ہے مگر اس کے باوجود میں مسافر ہوں۔ قصر پڑھتا ہوں اور جو لوگ مکہ کے رہنے والے تھے۔ ان کو حضور ﷺ نے چار رکعت پڑھنے کی تاکید فرمائی جس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اگر کوئی شخص کسی شہر میں ۱۸ دن کیا بلکہ بیس سال تک بھی ٹھہرا رہے اور پندرہ دن تک ٹھہرنے مستقل طور پر نیت نہ کرے۔ متردد ہی رہے کہ آج جانا ہے، کل جانا ہے تو اس صورت میں وہ مسافر ہی رہے گا اور نماز میں قصر کرے گا۔ اس سلسلہ کی چند حدیثیں یہ ہیں۔ ان پر غور کیجئے۔ مذکورہ بالا مسئلہ ان حدیثوں سے واضح و ثابت ہے۔

(۱) ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اقام بتبوت عشرين يوماً یقصہ الصلوة۔ (ابوداؤد)

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ غزوہ بدر تبوک میں بیس دن ٹھہرے آپ نماز میں قصر کرتے تھے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ نے خلاصہ میں فرمایا یہ حدیث صحیح الاسناد اور بخاری و مسلم کی شرط پر ہے۔

(۲) عن ابن عباس قال اقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم بخیر اربعین لیلة یقصر الصلوة۔ (عبد الرزاق)

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حضور ﷺ غزوہ خیبر میں چالیس رات ٹھہرے۔ نماز میں قصر کرتے تھے۔

(۳) حضرت نافع سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے چھ مہینے ٹھہرے نماز میں قصر کرتے تھے اور فرماتے تھے جب تم قیام کی نیت کر لو۔

اذا ازمت اقامہ فاتم۔ (عبدالرزاق)

پھر پوری نماز پڑھو۔

(۴) مسور بن خرم کہتے ہیں کہ ہم حضرت سعد بن وقاص کے ساتھ شام کے ایک گاؤں میں چالیس رات رہے۔

وكان يصلي ركعتين۔ (بخاری)

تو وہ دو رکعت پڑھتے تھے۔

(۵) حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ مکہ میں پندرہ دن رہے تو

يقصر الصلوة۔ (عبدالرزاق)

نماز میں قصر کرتے تھے۔

(۶) حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے اس مسافر کے متعلق پوچھا جسے یہ معلوم نہیں کہ وہ کب واپس ہوگا۔

عن المسافر اذا كان لا يدري حتى يخرج يقول اخراج اليوم بل اخراج غداً بل الساعة فكان كذلك حتى ياتي عليه ليال كثيرت يقصر ام ما يصنع قال يقصروا ان تماری به ذلث شهراً۔ (موطا امام محمد)

بس یہ کہتا ہے آج واپسی ہوگی کل واپسی ہوگی بلکہ ابھی واپسی ہوگی۔ وہ اسی تردید میں رہا حتیٰ کہ بہت راتیں اسی طرح گزر گئیں کہ وہ قصر کرے۔ آپ نے فرمایا قصر پڑھے اگرچہ اس پر ایک مہینہ ہی کیوں نہ گزر جائے۔ (موطا امام محمد)

دیکھئے ان حدیثوں میں پندرہ دن، چالیس دن، بیس دن، چھ مہینے ٹھہرنے کے ذکر کے ساتھ قصر کا بھی ذکر ہے۔ جس سے واضح ہوا کہ جب تک پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کی جائے۔ اس وقت تک قصر ہی پڑھی جائے گی۔ خواہ کتنے دن ہی ٹھہرنا ہو جائے۔ جیسا کہ حدیث نمبر ۶ میں تو مسئلہ کو بالکل ہی واضح کر دیا گیا ہے۔

## سفر میں قصر ضروری ہے

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ إِلَى قَوْلِهِ عَذَاباً مُّهِيناً۔  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جب تم زمین پر چلو یعنی مسافر ہو تو تم کو نماز کے قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔ آخر آیت عذاباً مہیناً تک

ان تقصروا سے امام شافعی رحمہ اللہ نے یہ رائے قائم کی کہ بحالت سفر نماز کے قصر یا اتمام کا اختیار دیا گیا ہے۔ یعنی خواہ چار رکعتی نماز میں قصر کرے یا پوری پڑھے اور پوری پڑھنا افضل ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

صدقة تصدق الله تعالى عليكم فاقبلوا صدقة۔ (مسلم)

(چار رکعتی نماز میں قصر) اللہ تعالیٰ نے تم پر صدقہ کیا ہے تو اس کو قبول کرو۔

✽ سیدنا امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک سفر میں قصر عزیمت ہے۔ رخصت نہیں۔ یعنی بحالت سفر چار رکعتی نماز میں قصر کرنا ضروری ہے۔ پوری پڑھنا جائز نہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

(۱) فرضت الصلاة ركعتين ركعتين فاقرت صلاة السفر وزيدت صلوة الحضر۔ (بخاری و مسلم)

اول نماز کی دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں تو سفر کی نماز تو دو رکعت ہی مقرر ہیں اور حضر کی نماز میں اضافہ ہوا۔

(۲) فرض الله الصلاة على لسان نبيكم في الحضر اربع ركعات وفي السفر ركعتان وفي الخوف ركعة۔ (مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارے نبی ﷺ کی زبان مبارک پر اللہ تعالیٰ نے حضر میں چار رکعت اور سفر میں دو رکعت اور بحالت خوف ایک رکعت نماز



فرض کی۔

(۳) صلوٰۃ السفر رکعتان و صلوٰۃ الضحیٰ رکعتان و صلوٰۃ الفطر رکعتان و صلوٰۃ الجمعة رکعتان تمام غیر قصر علی لسان نبیکم محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زبان محمد الرسول اللہ ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے سفر کی دو رکعت عید بقرعید اور جمعہ کی دو رکعت فرض کیں پوری بغیر قصر کے۔

(نسائی وابن ماجہ وابن حبان)

یہ حدیثیں نص صریح ہیں کہ بحالت سفر چار رکعتی نماز دو رکعت ہی منجانب اللہ فرض کی گئی ہیں۔ لہذا اس فرض پر زیادتی نہیں ہونی چاہیے۔ اور حدیث مسلم کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ قصر کو حضور ﷺ نے صدقہ فرمایا اور صدقہ کو قبول کرنے اور نہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ مگر اس صدقہ کے تو خود شارع نے یہ تخصیص فرمادی کہ اس کو قبول کرنے کا اختیار ہی نہیں ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ

فاقبلوا صدقۃ۔

اس صدقہ کو قبول کرو۔

اور امر و جوہ کیلئے ہوتا ہے اور یہاں عدم و جوہ پر عمل کرنے کیلئے کوئی قرضہ بھی نہیں ہے۔ بلکہ وجوب پر مذکورہ بالا تینوں حدیثیں دال ہیں۔



## جمعہ اور اس کے مسائل و فضائل

جمعہ میم کے پیش کے ساتھ مشہور ہے اور اعمش نے میم کے سکون کے ساتھ اور واحدی عن فراء سے میم کا فتح اور زجاج سے میم کا کسرہ منقول ہے۔ ایام جاہلیت میں جمعہ کو عرب کہتے تھے۔ بلکہ ساتوں دنوں کے نام ان کے ہاں اور تھے۔ وہ یہ ہیں۔

- (۱) سبت (ہفتہ) کو شبار
- (۲) یوم الہدایہ (اتوار) کو اڈل
- (۳) یوم الاثنین (پیر) کو اہون
- (۴) یوم الکراث (منگل) کو جبار
- (۵) یوم الاربع (بدھ) کو دبار
- (۶) یوم خمیس (جمعرات) کو نس
- (۷) یوم عروبا (جمعہ) کو کہتے تھے۔

جمعہ کو جمعہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس دن ایک جگہ جمع ہو کر عبادت کی جاتی ہے۔ نماز پنجگانہ کو بھی باجماعت پڑھنا ضروری ہے۔ مگر فرض نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص کسی وقت کی نماز باجماعت ادا نہ کر سکے تو تنہا بھی پڑھ سکتا ہے۔ مگر جمعہ کی نماز ایک ایسی عبادت ہے جس کیلئے جماعت شرط ہے اور جو بغیر جماعت کے ادا ہی ہوتی۔ اس سلسلہ کی چند احادیث یہ ہیں جن میں جمعہ کی اہمیت و فرضیت اور بلا عذر شرعی ترک جمعہ پر

نخت و شدید و عیدیں آئی ہیں۔

(۱) حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا:

ان الله كتب عليكم الجمعة في مقامى هذا في ساعتى هذه في شهرى هذا الى يوم القيمة۔

اس جگہ اس دن اس سال قیامت تک کیلئے اللہ تعالیٰ نے تم پر جمعہ فرض کر دیا۔  
(طبرانی فی الاوسط)

(۲) جس شخص نے جمعہ کی اذان سنی اور نماز کیلئے نہ آیا پھر دوسرے جمعہ سنی اور نہ آیا۔ اسی طرح مسلسل تین جمعہ تک کرتار ہا تو اس کے دل پر مہر لگادی جاتی ہے۔

طبع على قلبه فجعل قلب منافق۔ (طبرانی)

اور اس کا دل ایک منافق کا دل بنا دیا جاتا ہے۔

(۳) لوگ جمعہ کی نمازیں ترک کرنے سے باز آ جائیں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر

اولنجمن الله على قلوبهم ثم ليكونن من الغافلين۔ (م)

مہر فرمادیں گے پھر وہ غفلت میں مبتلا ہو کر رہیں گے

(۴) میں نے چاہا کہ اپنی جگہ کسی کو نماز پڑھانے کیلئے مقرر کروں اور

ثم احرق على رحال يتخلفون عن الجمعة بيوهم۔ (مسلم رحمہ)

ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دوں جو جمعہ کی نماز کیلئے نہیں آئے۔

(۵) جو کوئی اللہ روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو۔ اس پر جمعہ کے دن نماز فرض ہے۔

فمن استغنى بلهوا او تجارة استغنى الله عنه والله غنى حميد۔

(دارقطنی)

پھر جو کسی کھیل تماشے یا تجارت کی وجہ سے بے پروائی برتے اللہ اس سے بے

نیازی برتے گا اور اللہ پاک بے نیاز ہے۔

### فضائل جمعہ

جمعہ کی فضیلت و اہمیت کے سلسلہ میں چند حدیثوں کے خلاصے یہ ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

(۶) جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے۔ اللہ کے نزدیک عید الفصحی و عید الفطر سے بھی اعظم ہے۔ اسی دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا کیا۔ اسی دن ان کو زمین پر اتارا۔

اسی دن ان کو وفات دی۔ جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہے کہ بندہ اس وقت جس چیز کا سوال کرے وہ عطا فرمائے گا۔ جب تک حرام کا سوال نہ کرے اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ (احمد و ابن ماجہ)

(۷) جمعہ مسکینوں کا حج ہے۔ (ابن عساکر)

(۸) جمعہ کے دن نیکی کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ (طبرانی)

(۹) جمعہ کے دن مرنے والا فتنہ قبر سے محفوظ ہے۔ (ترمذی و احمد)

(۱۰) جمعہ گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ (ابن ماجہ)

(۱۱) جمعہ افضل الايام ہے۔ اسی میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اسی میں انفال کیا۔

نخجہ وصفتہ بھی اسی میں ہے۔ جمعہ کے دن مجھ پر درود کی کثرت کرو۔ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ (نسائی و ابن ماجہ)

(۱۲) جمعہ کے دن وضو و غسل کرنا و مسواک کرنا، ناخن تراشنا، اچھے ستھرے کپڑے پہننا، عمامہ باندھنا، تیل و خوشبو لگانا مستحب ہے۔ (طبرانی، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، سوطا، امام محمد)

### وجوب جمعہ کی شرطیں

قرآن مجید میں جمعہ کی فرضیت و اہمیت تو اس وقت کے ساتھ بیان کی گئی ہے

کہ جمعہ کیلئے سعی کرنے اور تمام کاروبار چھوڑ دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ مگر جمعہ کی نماز کہاں اور کب پڑھی جائے۔ کس پر جمعہ واجب ہے اور کس پر نہیں۔ یہ سب امور حضور سید عالم ﷺ کی ہدایت پر چھوڑ دیئے گئے۔ پھر ایک جمعہ ہی کیا۔ قرآن مجید میں سوائے چند امور کے باقی پورے دینی نظام کے صرف اصول ہی بتائے گئے ہیں۔ لیکن ان کی جزیات کی تبیین و تشریح حضور ﷺ کے قول و عمل پر مبنی قرار دی گئی ہے۔ چنانچہ جمعہ کے متعلق بھی تفصیلی امور ہمیں حضور ﷺ کے ارشادات اور آپ کے متواتر عمل سے ہی ملتے ہیں۔ فقہاء کرام نے ارشاد نبوی ﷺ جمعہ کے واجب ہونے کی حسب ذیل شرائط اخذ کی ہیں۔ یعنی جن افراد میں یہ شرطیں پائی جائیں۔ ان پر جمعہ کی نماز پڑھنا فرض ہے اور اگر ان میں سے ایک بھی معدوم ہو تو جمعہ فرض نہیں ہے۔ وہ شرائط یہ ہیں۔

(۱) عاقل ہو مجنون نہ ہو۔ (۲) بالغ ہونا بالغ نہ ہو۔ عاقل و بالغ ہونا خاص جمعہ ہی کیلئے نہیں بلکہ ہر عبادت کیلئے شرط ہے۔ (۳) شہر میں مقیم ہو مسافر نہ ہو۔ (۴) صحیح و تندرست ہو بیمار یا معذور نہ ہو۔ مریض سے مراد وہ ہے جو مسجد جمعہ تک نہ جاسکتا ہو یا چلا تو جائے گا۔ مگر مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہوگا۔ شیخ فانی مریض کے حکم میں ہے۔ اسی طرح نابینا پر بھی جمعہ فرض نہیں اور اپانچ پر بھی۔ اگرچہ یہ دونوں خود مسجد تک جاسکیں یا کوئی انہیں پہنچا دے۔ کیونکہ یہ معذور ہیں۔ اسی طرح جس کو بادشاہ یا چور یا کسی کا خوف ہو۔ یا مینہ آندھی یا سردی ہو۔ یعنی ایسی بارش یا آندھی یا سردی ہو کہ جس سے نقصان پہنچنے کا خوف صحیح ہو تو یہ بھی عذر شرعی ہے اور ایسی صورت میں بھی جمعہ فرض نہیں۔ یہ ہی حکم قیدی کا ہے۔ (۵) آزاد ہو مملوک نہ ہو۔ (۶) مرد ہو بچہ اور عورت پر جمعہ فرض نہیں اور ان شرائط کا اخذ حدیث ذیل ہے۔

(۱) طارق بن شہاب سے روایت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

الجمعة حق واجب علی کل مسلم فی جماعت الاربعة عبد

مملوک او امرأة او صبی او مریض۔

جمعہ ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ واجب ہے۔ مگر یہ چار عبد مملوک، عورت، بچہ اور مریض۔ (ابوداؤد)

(۲) حضرت جابر سے روایت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليجمعه الا امرأة او مسافراً او عبداً او مریضاً۔ (دارقطنی و ترمذی)

جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ واجب ہے، مگر عورت، مسافر، غلام اور مریض۔

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا:

خمسة لاجمعة عليهم المرأة والمسافر والعبد والصبي واهل البادية۔ (طبرانی فی الاوسط)

پانچ قسم کے لوگوں پر جمعہ نہیں۔ عورت، مسافر، غلام، بچہ اور دیہاتیوں پر۔

(۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

الجمعة واجبة الا ما ملكت ايما نكم او ذی علة۔

(طبرانی فی الکبیر و ترمذی فی شعب الایمان)

جمعہ واجب ہے مگر ان پر نہیں جو تمہاری ملک میں ہوں (غلام) یا بیمار ہوں۔

### فائدہ

جن افراد میں وجوب جمعہ کی شرطیں نہ پائی جائیں۔ یعنی ان پر جمعہ فرض نہ ہو۔ جیسے مسافر، غلام، مریض۔ تو اگر یہ جمعہ میں شریک ہوں تو جمعہ ہو جائے گا۔ بلکہ مرد عاقل و بالغ کیلئے جمعہ فرض ہونے کی صورت میں بھی جمعہ پڑھنا افضل ہے۔ چنانچہ مذکورہ بالا حدیث کا بھی یہی مطلب ہے کہ اگر مذکورہ بالا لوگ جمعہ کی نماز پڑھیں تو



درست ہے۔ چنانچہ عہد نبوی ﷺ میں عورتیں اور غلام جمعہ میں شریک ہوتے تھے۔ حتیٰ کہ اندھوں اور اپاہجوں کو بھی اگر کوئی مسجد میں پہنچا دیتا یا وہ خود کسی طرح پہنچ جاتے تو جمعہ کی نماز ادا کر لیتے تھے۔ ان میں سے کسی کو حضور ﷺ یا صحابہ کرام نے یہ نہیں فرمایا کہ تم پر جمعہ فرض ہی نہیں ہے۔ لہذا تم ظہر پڑھو۔ ورنہ ترک ظہر کی وجہ سے گنہگار ہوں گے۔ اس بنا پر ہمارے فقہاء نے فرمایا کہ وہ لوگ جن پر جمعہ فرض ہی نہیں ہے وہ جمعہ پڑھیں تو جائز ہے۔ کیونکہ ان لوگوں سے فرض جمعہ کے سقوط کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اس نماز میں کوئی ایسی بات ہے جو ان کی شرکت سے مانع ہو۔ بلکہ ان کو تکلیف سے بچانے کیلئے مستثنیٰ کیا گیا۔ اگر یہ اس تکلیف کو برداشت کر لیں تو پھر اداء نماز میں یہ بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ مساوی ہوں گے۔ (مبسوط ج ۲ ص ۲۴) جن کو رعایت دی گئی ہے یعنی غلام مسافر مریض وغیرہ۔ وہ اگر اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں اور جمعہ کی نماز میں شریک نہ ہوں تو نہ ان سے آخرت میں کوئی باز پرس ہوگی اور نہ اس دنیا میں ان پر زبان طعنی دراز کرنا جائز ہوگا۔ کیونکہ جب خود شارع ﷺ نے انہیں رعایت دی ہے تو کسی کو نہ تو اس رعایت کے چھیننے کا اختیار ہے اور نہ رعایت سے فائدہ اٹھانے والوں پر اعتراض کا حق ہے۔

### ادائے جمعہ کی شرائط

یہ تین وجوہ جمعہ کی شرطیں جو مصلیٰ کی ذات میں پائی جانی ضروری تھیں۔ دوسری قسم کی وہ شرائط ہیں جو ادائے جمعہ اور صحت جمعہ کیلئے جنہیں رکن قرار دیا گیا ہے۔ یعنی جہاں یہ شرطیں پائی جائیں وہاں جمعہ پڑھا جائے گا اور جہاں ان میں سے ایک بھی مفقود ہو وہاں جمعہ ادا ہی نہ ہوگا۔ وہاں کے لوگوں کیلئے ظہر پڑھنا فرض ہے۔ جمعہ کی نماز اگر پڑھیں گے تو وہ نفل قرار پائیں گے اور ظہر پڑھنا پھر بھی ان کیلئے فرض ہوگا۔ وہ شرائط یہ ہیں۔

### اول وقت ظہر کا ہونا

یعنی جو وقت نماز ظہر کیلئے ہے وہی جمعہ کیلئے ہے اور دلیل اس کی حضور ﷺ کا عمل متواتر ہے کہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جمعہ کی نماز ہمیشہ ظہر کے وقت پڑھی۔ لہذا جمعہ کا وقت ظہر کا وقت ہے۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ یصلی الجمعة حين تميل الشمس۔ (بخاری ترمذی ابوداؤد) حضور ﷺ زوال کے بعد جمعہ ادا فرماتے تھے۔

### دوم خطبہ

خطبہ بھی ادائے جمعہ کی شرط ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کبھی خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں پڑھا۔ لہذا جمعہ کی نماز کیلئے خطبہ بھی ضروری ہے اور خطبہ کیلئے یہ امور بھی شرط ہے۔ وقت میں ہو نماز سے پہلے ہو جماعت کے سامنے ہو۔ جو جمعہ کیلئے شرط ہے یعنی خطیب کے سوا تین مردوں کا ہونا۔ اور اتنی آواز سے ہو کہ پاس والے سن لیں اور دلیل اس کی حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل متواتر ہی ہے۔ (۲) خطبہ ذکر الہی کا نام ہے۔ اگرچہ ایک بار الحمد للہ یا سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ کہا اسی قدر سے فرض ادا ہو گیا مگر اتنے پر اکتفا کرنا مکروہ ہے۔

### جمعہ کے خطبہ کے مسائل

خطبہ میں یہ چیزیں سنت ہیں ﴿خطیب کا پاک ہونا﴾ ﴿کھڑا ہو کر خطبہ دینا﴾ ﴿خطبہ سے پہلے خطیب کا بیٹھنا﴾ ﴿خطیب کا منبر پر ہونا﴾ ﴿سامعین کی طرف منہ ہونا اور قبلہ کی طرف پیٹھ کرنا﴾ ﴿حاضرین کا متوجہ بام ہونا﴾ ﴿خطبہ سے پہلے اعوذ باللہ آہستہ پڑھنا﴾ ﴿اتنی زور سے خطبہ پڑھنا کہ لوگ سن سکیں﴾ ﴿الحمد سے شروع کرنا﴾ ﴿اللہ عزوجل کی ثناء کرنا﴾ ﴿اللہ عزوجل کی وحدانیت اور رسول کریم ﷺ کی رسالت

کی شہادت دینا ﴿حضور ﷺ پر درود بھیجنا﴾ کم از کم ایک ایک آیت کی خطبہ میں تلاوت کرنا ﴿پہلے خطبہ میں وعظ و نصیحت ہونا﴾ دوسرے میں حمد و ثناء و درود و شہادت کا اعادہ کرنا ﴿دوسرے خطبہ میں مسلمانوں کیلئے دعا کرنا﴾ دونوں خطبوں کے درمیان بقدر تین آیت کے بیٹھنا ﴿بہتر یہ ہے کہ منبر و محراب کے بائیں جانب ہو﴾ دوسرے خطبہ میں آواز بہ نسبت پہلے خطبہ کے پست ہو اور خلفاء راشدین و عمین مکرمین حضرت حمزہ و عباس رضی اللہ عنہما کا ذکر ہو ﴿خطبہ میں بادشاہ اسلام کی ایسی تعریف جو اس میں نہ ہو حرام ہے۔ جیسے مالک رقاب الامم کہ یہ محض جھوٹ اور حرام ہے۔

مذکورہ بالا مسائل حسب ذیل حدیثوں سے اخذ ہوئے ہیں۔

(۱) عن السائب بن یزید قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعة علی باب المسجد۔

(ابوداؤد)

سائب بن یزید کہتے ہیں کہ مؤذن حضور ﷺ کے سامنے مسجد کے دروازہ پر جمعہ کے دن اس وقت اذان دیتا جب کہ حضور ﷺ منبر پر جلوہ فرما ہوتے۔

(۲) کان یؤذن بلال علی باب المسجد علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابی بکر و عمر۔ (طبرانی وابن جریر)

انہی سے مروی ہے کہ حضرت بلال حضور ﷺ کے عہد مبارک میں اور حضرت ابوبکر و عمر کے زمانہ میں مسجد کے دروازہ پر اذان دیتے تھے۔

(۳) وان ابن عمر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرج یوم الجمعة فقع علی المنبر اذن بلال۔ (حاکم فی المستدرک)

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں جب حضور ﷺ جمعہ کے دن برآمد ہو کر منبر پر جلوہ فرما ہو جاتے تو بلال اذان دیتے۔

ان احادیث سے واضح ہوا کہ خطبہ کی اذان خطیب کے سامنے ہو اور خارج مسجد ہو۔ اور اذان اس وقت ہو جبکہ خطیب منبر پر بیٹھ جائے۔

(۴) حضرت عطا سے مرسل مروی ہے کہ جمعہ کے دن جب حضور ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوتے تو۔

استقبل الناس بوجہہ۔ (عبد الرزاق)

اپنا چہرہ سامعین کی طرف رکھتے تھے۔

(۵) حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ حضور ﷺ جب منبر پر جلوہ فرما ہوتے تو آپ خطبہ کیلئے کھڑے۔

جلس قبل الخطبة جلسة خفيفة۔ (بخاری)

خطبہ ہونے سے قبل ذرا دیر بیٹھ جاتے۔

(۶) حضرت جابر ابن سرہ فرماتے ہیں حضور ﷺ جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرماتے تو کھڑے ہو کر

یخطب قائم ثم یجلس ثم یقوم فیخطب قائم۔ (ابوداؤد مسلم نسائی)

خطبہ دیتے۔ پھر بیٹھتے۔ پھر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے۔

(۷) حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے جمعہ کے دن دو خطبے ہوتے۔ دونوں خطبوں

خطبتان یجلس بینہما یقرء القرآن ویذکر الناس۔ (مسلم)

خطبے کے درمیان بیٹھتے قرآن مجید پڑھتے اور وعظ فرماتے۔

(۸) جابر ابن سرہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو جمعہ کے دن خطبہ دیتے ہوئے دیکھا۔

یخطب یوم الجمعة قائم ثم یقعد قعدة لا یتکلم ثم یقوم یخطب

خطبہ اخروی۔ (نسائی)

آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ پھر بیٹھ گئے (خاموش) پھر کھڑے ہوئے اور دوسرا خطبہ دیا۔

(۹) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جمعہ کے خطبہ میں

بحمد اللہ وبتسبیح علیہ وقد علا صلوٰۃ۔ (مسلم)

اللہ کی حمد و ثناء فرماتے اور بلند آواز سے خطبہ دیتے۔

(۱۰) احادیث سے واضح ہوا۔ جمعہ کیلئے دو خطبے دیئے جائیں۔ دونوں خطبوں کے درمیان ذرا دیر بیٹھا جائے اور خطبہ اللہ کی حمد و ثناء اور وعظ و تذکیر پر مشتمل ہوں اور اس میں قرآن پاک کی کوئی آیت تلاوت کی جائے۔

(۱۱) حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

اذا قال لصاحبك انصت والامام يخطب يوم الجمعة فقد لغوت۔

(بخاری، مسلم، ابوداؤد و ترمذی)

جب تم نے اپنے ساتھی سے کہا خاموش رہو۔ دراصل حالیکہ امام خطبہ دے رہا ہو تو

اس نے لغو کام کیا۔

(۱۲) ثم انصت حتى يفرغ الامام من خطبة ثم يصلي۔ (مسلم)

حضور ﷺ نے فرمایا۔ جمعہ کا خطبہ خاموشی سے سنو۔ پھر نماز پڑھو۔

(۱۳) اذا قام على المنبر استقبله الناس۔ (ابن ماجہ)

حضور جب خطبہ کیلئے منبر پر جلوہ فرما ہوتے تو لوگ امام کی طرف متوجہ ہو جاتے۔

(۱۴) امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم باقصار الخطب۔

(ابوداؤد)

ہمیں حضور ﷺ نے خطبہ کو مختصر رکھنے کا حکم دیا۔

(۱۵) جابر ابن سرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن حضور ﷺ کا خطبہ طویل نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ

انما هن كلمات يسيرات۔ (ابوداؤد)

مختصر کلمات ہوتے تھے۔

ان احادیث سے واضح ہوا کہ خطبہ خاموش بیٹھ کر سنا جائے۔ بوقت خطبہ لوگ

امام کی طرف متوجہ ہوں۔ خطبہ کے وقت سلام و کلام نہ ہو۔ خطبہ مختصر ہو۔ زیادہ لمبا خطبہ نہ ہو کہ لوگوں پر بار ہو۔

### سوم جماعت

یعنی ادائے جمعہ کیلئے خطیب کے سواتین مردوں کا ہونا ضروری ہے۔ اگر تین

مرد غلام یا مسافر یا بیمار ہوں تو بھی جمعہ صحیح ہے۔ صرف عورتیں یا بچے ہوں تو نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

الجمعة واجبة على كل مسلم في جماعة۔ (دار قطنی)

جمعہ ہر مرد مسلمان پر جماعت کے ساتھ واجب ہے۔

### چہارم اذن عام

یعنی وہ ایسی جگہ ہو۔ جہاں ہر شخص کو بلا روک ٹوک آنے کی اجازت ہو تو اس کا

دروازہ کھلا ہو۔ جس کا جی چاہے آئے۔ کوئی روک ٹوک نہ ہو۔ حتیٰ کہ اگر جامع مسجد

میں لوگ جمع ہو گئے۔ اور دروازہ بند کر کے جمعہ پڑھا۔ جمعہ نہ ہوگا۔ اسی طرح بادشاہ

نے اپنے مکان میں یا اپنی رہائش گاہ کی مسجد میں جمعہ قائم کیا اور دروازہ پر دربانوں کو

بٹھا دیا کہ لوگوں کو آنے نہ دے کارخانہ یا دفاتر کہ وہاں جمعہ ہو اور عام لوگوں کو اندر آنے

کی اجازت نہ ہو۔ تو ان سب صورتوں میں جمعہ نہ ہوگا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جمعہ کبھی



پرائیویٹ مکان میں نہیں پڑھا گیا۔ حضور ﷺ آپ کے صحابہ کرام نے ہمیشہ ایسی جگہ جمعہ پڑھا جہاں پر ہر مسلمان کو حاضر ہونے کی عام آزادی ہو۔ لہذا جمعہ کیلئے اذن عام ضروری ہے۔

### شرط پنجم: بادشاہ اسلام

مگر یہ کوئی صحت جمعہ کیلئے لازمی شرط نہیں ہے کہ بادشاہ ہی کی اجازت سے جمعہ قائم ہو سکے۔ اسی لئے ہمارے فقہاء نے یہ تصریح کی ہے۔ بادشاہ اسلام کی شرط شرط اولیت ہے۔ شرط صحت نہیں ہے۔

(۱) جامع الرموز میں ہے کہ سلطان سے مراد حاکم اکبر ہے جس کے زیر دست باقی حکام ہوں۔ خواہ وہ عادل ہوں یا ظالم اور طلاق عبارت مشعر ہے کہ سلطان کا مسلم ہونا صحت جمعہ کیلئے شرط نہیں۔

لان السلام ليس بشرط وهذا اذا امكن استيذانه والا فالسلطان ليس بشرط اجتمعوا على رجل جائز۔

یہ بھی اس صورت میں ہے جبکہ اس سے اجازت طلب کرنا ممکن ہو۔ ورنہ پھر جمعہ کیلئے سلطان شرط نہیں تو اگر لوگ متفق ہو کر ایک شخص کو امام مقرر کر لیں تو جمعہ جائز ہے۔

(۲) صاحب بدائع نے اس کی دلیل میں لکھا ہے کہ جب سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ محصور ہو گئے تو مسلمانوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو امام مقرر کر کے جمعہ کی نماز ادا کی تھی۔ ظاہر ہے کہ اس فتنہ کے موقع پر نہ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کرنے کی کسی کو ہمت تھی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اس وقت خلیفہ اور امام مقرر ہوئے تھے۔ فاعلم ان اقامة الجمعة غير مشروطة عندهم بالاذن۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا سلطان کا ہونا صحت جمعہ کیلئے شرط نہیں ہے۔ ورنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

بلا اذن امام محض اپنی اجازت و اتفاق سے جمعہ نہ پڑھے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں۔ کرنی نے ذکر کیا۔ اس میں کوئی حرج نہیں کہ

ذكر الكرخي انه لا يباس ان يجمع الناس على رجل يصلي بهم الجمعة وهكذا مروى عن محمد ذكره في العيون۔ (العمون)

لوگ کسی ایک کو امام مقرر کر کے جمعہ پڑھ لیں۔ امام محمد رحمہ اللہ سے بھی یہی روایت ہے۔ (عمون میں)

(۳) علامہ بحر العلوم نے بھی رسائل الارکان میں مذکورہ بالا واقعہ سے استدلال کرتے ہوئے شرط سلطان کو صحت جمعہ ہونے کی ضروری شرط ہونے کی نفی فرمائی ہے۔

(۴) مولانا عبدالحی رحمہ اللہ نے عمدۃ الرعاہ میں تصریح کی۔

انما هو على سبيل الاولوية حيث لا تتعد الجمعة وحيث تعددت فلا حاجة إلى دليل۔

شرط اولویت کی شرط ہے تاکہ جمعہ متعدد جگہ نہ ہو۔ مگر جب متعدد جگہ ہو تو اب اس شرط کی حاجت نہیں۔

(۵) حضرت شیخ متقی عبدالحق محدث دہلوی اجماع اللعمات وفتح المنان میں لکھتے ہیں۔ شرط سلطان صحت جمعہ کیلئے نہیں۔ بلکہ قطع منازعت کیلئے ہے کیونکہ جمعہ وعیدین مجمع عظیم کے ساتھ ادا ہوتی ہے تو ممکن ہے کہ امامت پر جھگڑا ہو تو اگر حاکم ہوگا تو اس کا احتمال نہ ہے گا پھر صاحب ہدایہ کی رائے لکھ کر فرماتے ہیں۔

وظاهره يفيد الاولوية والاحتياط عقلاً لا لاشتراط وعلم جواز الصلوة بدونه شرعاً۔

کہ ظاہر یہ ہی ہے شرط سلطان الویت کی شرط ہے احتیاط عقلاً نہ کہ شرعاً سلطان کی اجازت کے بغیر جمعہ جائز ہی نہ ہو۔

(۶) علامہ بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ نے رسائل الارکان میں مزید لکھا کہ میں کسی ایسی دلیل پر مطلق نہیں ہوا۔

لم اطلع علی دلیل یفید اشتراط امر السلطان وما فی الہدایہ رای لایثبت بہ الاشتراط لاطلاق نصوص وجواب الجمعة۔ (رسائل الارکان)  
جوسلطان کی شرط کو مفید ہوا اور صاحب ہدایہ کا ارشاد یہ ان کی رائے ہے جو دلیل اشتراط نہیں بن سکتی۔ کیونکہ وجوب جمعہ کی نصوص مطلق۔ (یعنی نصوص میں یہ شرط نہیں ہے) غرضیکہ سلطان اسلام کے حضور اور اذن کی قید محض احتیاطی و عقلی ہے اور رفع منازعت کیلئے ہے کسی نص صریح پر مبنی نہیں ہے۔ لہذا اگر سلطان اسلام نہ ہو یا وہ اقامت جمعہ کے فرائض ادا نہ کرے تو مسلمان متفق ہو کر کسی کو امام مقرر کر کے جمعہ پڑھ  
(۱) فقہانے سلطان اسلام کی شرط جو بعض مصالح کی بنا پر مقرر کی ہے۔ اس کا ماخذ حسب ذیل احادیث ہو سکتی ہیں۔

(۱) حضور ﷺ نے فرمایا جس نے جمعہ کو معمولی چیز اور ہلکا جان کر چھوڑ دیا۔ درآں حالیکہ اس کا حاکم ولہ امام جائز او عادل فلا جمع اللہ شملہ۔ (بدائع ج ۱ ص ۲۶۱) ظالم یا عادل امام موجود ہو تو اللہ کی پراگندگی کو دور نہیں فرمائے گا۔  
(۲) حسن بصری کا قول ہے کہ

اربع الی السلطان منها اقامة الجمعة والعیدین۔ (ابن ابی شیبہ)

چار چیزیں سلطان سے متعلق ہیں۔ ان میں سے اقامت و جمعہ و عیدین بھی ہے۔

ظاہر ہے حدیث مذکورہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ امام یا سلطان کے بغیر اقامت جمعہ جائز ہی نہ ہو۔ حدیث کا مطلب تو یہ ہے جہاں اسلامی نظام جماعت قائم ہو۔ وہاں جمعہ کا ترک کرنا اور بھی زیادہ شدید گناہ ہے۔ اسی طرح اثر حسن بصری کا مفہوم یہ ہے کہ ان چار چیزوں کا اہتمام سلطان کو کرنا چاہیے یا یہ کہ سلطان اگر موجود ہو تو ان چیزوں کے اہتمام کا حق اس کو ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سلطان اسلام نہ ہو یا ہو تو مگر وہ ان چیزوں کا اہتمام ہی نہ کرے تو یہ کام بند رہیں۔ اگر کوئی کہے کہ لڑکی کی شادی کرنا باپ کا کام ہے یا باپ کا حق ہے تو اس کا یہ مطلب نہ ہوگا کہ اگر باپ نہ ہو تو لڑکی بیٹھی رہے۔

لیں تو جائز و درست ہے۔

جامع الرموز میں ہے۔

کل مصرفیہ وال عن جہہ کافر جاز فیہ اقامة الجمعة والعیدین۔  
ہر وہ شہر جس میں کافر کا مقرر کردہ حاکم موجود ہو وہاں بھی جمعہ و عیدین کا قائم کرنا جائز ہے۔

ششم، مصر

(۱) یعنی صحت ادائے جمعہ کیلئے شہر یا فناء شہر کا ہونا شرط اور احتیاف کے نزدیک گاؤں میں جمعہ جائز نہیں ہے۔ شہر کی تعریف میں فقہاء کے گو متعدد قول ہیں لیکن صحیح اور مفتی یہ اور معمول یہ تعریف سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ ہے کہ شہر وہ جگہ ہے۔ جس میں متعدد کوچے اور بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو اور اس کے متعلق دیہات گئے جاتے ہوں اور وہاں کوئی حاکم ہو جو اپنے دبدبہ و سوت کے سبب مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے یعنی انصاف پر قدرت کافی ہے۔ اگر چہ انصافی کرنا اور بدلہ نہ لیتا ہو۔

(۲) اور شہر کے اس پاس کی جگہ جو شہر کی مصلحتوں کیلئے ہوا سے فنائے مصر کہتے ہیں۔ جیسے قبرستان، گھوڑ دوڑ کا میدان، فوج کے رہنے کی جگہ، کچہریاں، انشیشن کہ چیزیں شہر سے باہر ہوں تو فناء شہر میں ان کا شمار ہے اور وہاں جمعہ جائز ہے۔ چنانچہ حضرت علی و حضرت حذیفہ بن الیمان حضرت عطا حسن بن ابی الحسن، ابراہیم نخعی، مجاہد، محمد بن سیرین و سفیان ثوری و سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یہی ہی مسلک ہے کہ گاؤں میں جمعہ درست نہیں۔ جمعہ یا شہر میں پڑھا جائے یا قصبہ میں یا ان کی فناء میں اور جو جگہ شہر کی ضرورتوں کیلئے نہ ہو اور اس کے شہر کے درمیان کھیت وغیرہ فاصل ہو تو وہاں جمعہ جائز نہیں۔ لیکن اکثر ائمہ یہ کہتے ہیں کہ اگر اذان کی آواز وہاں پہنچتی ہو یا وہ جگہ شہر سے دور ہو۔ مگر بلا تکلف واپس جاسکتا ہو تو ان لوگوں کو جمعہ پڑھنا چاہیے یعنی جو لوگ شہر کے قریب گاؤں میں رہتے ہیں

شرط ہے۔ اس لئے انہوں نے اداء جمعہ کیلئے مصر کو شرط قرار دے دیا۔ لہذا جو روایت موقوف ہو اور اس میں قیاس کو دخل بھی نہ ہو یا وہ دوسری مرفوعات سے مؤید ہو وہ بھی اعلیٰ درجہ کی مرفوع حدیث قرار پاتی ہے۔ ثانیاً اس حدیث کی ابن حزم نے تصحیح کی ہے اور اس کو مرفوعاً بھی روایت ہے اور امام عبدالرزاقؒ نے ایسے راویوں سے روایت کیا جو بخاری و مسلم کی شرط پر ہیں اور علامہ نووی نے اثر علی کے رفع کو جو ضعیف کہا ہے تو ایک سند سے اگر ضعیف ہے تو دوسری سند سے تو ضعیف نہیں ہے۔ تاہم اگر ضعیف بھی ہو تو دیگر احادیث صحاح اس کے مضمون کی تائید و توثیق کرتی ہیں جو رفع ضعیف کیلئے کافی ہے۔ حضرت عمرہ بن زبیرؓ عاشرہ مروی ہے کہ

(۲) كان الناس ينتابون الجمعة من منازلهم والعوالي۔ (بخاری)  
لوگ باری باری اپنی منزلوں اور عوای سے (مدینہ میں) جمعہ کیلئے آیا کرتے تھے۔  
اس حدیث سے واضح ہوا کہ عہد نبوی ﷺ میں دیہات کے مسلمان جمعہ پڑھنے کیلئے مسجد نبوی میں آتے تھے۔ بنتابون کا لفظ صاف و صریح طور پر اس امر کی نشاندہی کر رہا ہے۔ ایک جمعہ کو چند آدمی مدینہ میں جمعہ کیلئے آتے تھے اور باقی اپنے گھر پر رہتے پھر دوسرے جمعہ کو دوسری جماعت جو پہلے جمعہ کو نہ آئی تھی۔ مدینہ شریف میں جمعہ کیلئے آتی تھی اور پہلی جماعت اپنے گھر میں رہتی تھی۔

(۱) مصنف عبدالرزاق کا سلسلہ سند یہ ہے کہ۔ اخبرنا معمر عن ابی اسحق عن الحارث عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسری سند یہ ہے حدثنا جریر عن منصور عن طلحة عن سعد بن عبيدة عن ابی عبد الرحمن انه قال قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن ابی شیبہ کی سند یہ ہے عباد بن العوام عن حجاج عن ابی اسحق عن الحارث عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا کہ امام نووی کا یہ فرمانا کہ حدیث علی ضعیف متفق علیہ۔ تو متفق علیہ کا لفظ تو ان کا اپنا ہے۔ باقی رہا ضعف تو دراصل وہ صرف ابن شیبہ والی سند پر مطلع ہوئے جس میں حجاج بن ارقطہ ہے۔ مگر وہ طریق جریر عن منصور پر مطلع نہیں ہوئے جس کی سند صحیح اور اگر ہو جاتی تو ضعیف نہ کہتے۔ (بخاری ج ۳ ص ۲۱۲)

انہیں چاہیے کہ شہر آخر جمعہ پڑھنے جائیں۔ (در مختار معگیری)

صحت ادا ئے جمعہ کیلئے مصر شرط ہے اور اس کے دلائل

چنانچہ اداء جمعہ کیلئے شہر کے شرط ہونے کے دلائل یہ ہیں۔

(۱) ابوبکر ابن ابی شیبہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کیا۔

لا جمعة ولا تشریق ولا فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع۔

کہ سو مصر جامع کے نہ جمعہ ہوگا نہ تشریق نہ عید نہ بقرعید۔

اگر چہ ابن ابی شیبہ نے اسے موقوفاً روایت کیا ہے مگر یہ بات ہمارے مدعا کو مضر نہیں کیونکہ وہ احکام جن میں قیاس کو دخل نہ ہو۔ اس میں حدیث موقوف پر صحابی بھی مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے۔ اور مذکورہ بالا روایت کا قول علی ہونا تو سب کو تسلیم ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ادا جمعہ کیلئے مصر کی شرط لگانا اپنی رائے سے تو ہو نہیں سکتا۔ انہوں نے حضور ﷺ کے قول و عمل سے یہ معلوم کیا کہ جمعہ کیلئے شہر

(۱) اس کا ماخذ حسب ذیل حدیثیں ہو سکتی ہیں۔ امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی۔

الجمعة علی من اوال اللیل الی اھلہ۔ جمعہ اس پر ہے جو رات تک اپنے اہل تک پہنچ سکے۔

مگر یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کے راوی سعید المقبری کو یحییٰ بن سعید القطان نے ضعیف قرار دیا۔ عراقی نے کہا انہ غیر صحیح فلا حرجہ فیہ۔ (نیل الاوطار ج ۳ ص ۲۲۹) لیکن یہ واضح

رہے کہ اس حدیث سے دیہات میں اقامت جمعہ کی فرضیت تو درکنار جواز بھی ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگر دیہات میں اقامت جمعہ جائز یا فرض ہوتا تو پھر بجائے مذکورہ فی الحدیث ہدایت کے یہ حکم دیا جاتا کہ یا تو شہر میں آ کر نماز جمعہ پڑھو۔ ورنہ اپنے گاؤں میں ہی جمعہ پڑھ لو۔

الجمعة علی من سمع النداء۔ جمعہ اس پر ہے جو اذان کی آواز سنے۔

لیکن یہ حدیث بھی مرفوع نہیں ہے۔ نیز اس کی اسناد میں بھی کلام کیا گیا ہے اور حدیث بخاری جس کا مضمون یہ ہے۔ عہد نبوی میں دیہات کے لوگ جمعہ کے دن مدینہ منورہ میں آ کر جمعہ پڑھا کرتے تھے۔ مگر یہ واضح رہے خود علامہ ابن حجر نے تسلیم کیا کہ اس حدیث سے دیہاتوں پر فرضیت جمعہ کا استدلال صحیح نہیں۔



قابل غور بات یہ ہے کہ اگر دیہات کے رہنے والوں پر جمعہ فرض ہوتا تو اول تو ان کے گاؤں میں جمعہ قائم کرنا چاہیے تھا۔ یا پھر جو مدینہ میں جمعہ کیلئے حاضر نہ ہوتے تھے اور گاؤں میں جمعہ قائم کرنا چاہیے تھا۔ یا پھر جو مدینہ میں جمعہ کیلئے حاضر نہ ہوتے تھے اور گاؤں میں رہ جاتے تھے۔ ان کو تو ضرور گاؤں میں جمعہ پڑھنا چاہیے اور اگر وہ کسی وجہ سے گاؤں میں قائم نہ کر سکتے تھے تو پھر سب کو یعنی گاؤں کی پوری آبادی کو مدینہ میں حاضر ہو کر جمعہ میں شریک ہونا چاہیے تھا۔ مگر گاؤں کے رہنے والوں نے ایسا نہیں کیا۔ پھر یہ حضور اکرم ﷺ کے علم میں تھی۔ لیکن آپ نے باری باری ان کو جمعہ میں شریک ہونے پر نہ ٹوکا۔ حضور ﷺ کے اس عمل اور ان کے اس تعامل سے واضح ہوتا ہے کہ گاؤں پر سرے سے فرض ہی نہ تھا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ حضرت علامہ ابن حجر رحمہ اللہ شافعی کو بھی یہ ماننا پڑا کہ اس حدیث سے اہل قرئی پر فرضیت جمعہ کی ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اگر گاؤں والوں پر جمعہ فرض ہوتا تو پھر وہ باری باری جمعہ کیلئے مدینہ نہ آتے۔ بلکہ گاؤں کی پوری آبادی جمعہ میں شرکت کرتی۔ حافظ رحمہ اللہ کے الفاظ یہ ہیں۔ لانه لو كان واجبا على اهل العوالي ما كنا وبوا ولكانوا يحضرون جميعا۔ (فتح الباری) البتہ یہ ضرور ہے کہ جہاں حافظ رحمہ اللہ نے یہ بات لکھی ہے وہاں ان کو یہ بھی لکھنا چاہیے تھا کہ گاؤں میں جمعہ کا ارادہ ہونا بھی۔ اسی حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ جو لوگ جمعہ کے دن گھروں میں رہ جاتے تھے۔ ان کا گاؤں میں جمعہ قائم نہ کرنا اور حضور ﷺ کا ان کو اقامت جمعہ کا حکم نہ فرمانا اس امر پر نص صریح ہے۔

(۳) اسی طرح حضور ﷺ کا ان کو امتوا تر عمل بھی ادائے جمعہ کیلئے شہر کے شرط ہونے پر نص ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے جب ہجرت فرمائی تو آپ پہلے قباء میں ٹھہرے۔ وہاں آپ نے چودہ روز قیام کیا۔ بخاری میں عن انس مروی ہے فَأَقَامَ فِيهِمْ أَرْبَعَةَ لَيَالٍ اور دوران قیام قبا آپ کو دو جمعہ پیش آئے کیونکہ آپ

ہجرت کے دن قبا میں فروکش ہوئے اور پھر ہی کے روز قبا سے مدینہ منورہ روانہ ہوئے لیکن آپ نے دوران قیام قباء جمعہ قائم نہیں فرمایا اور نہ اہل قبا کو جمعہ پڑھنے کا حکم دیا۔ آخر کیوں؟ اگر دیہات میں جمعہ فرض تھا تو حضور ﷺ کو قبا میں جمعہ پڑھنا چاہیے تھا مگر آپ نے نہیں پڑھا۔ معلوم ہوا کہ جمعہ کیلئے مصر شرط ہے۔ یہ دلیل اس تقدیر پر ہے جبکہ جمعہ کی فرضیت بحالت قیام مکہ مانی جائے اور ہمارے نزدیک یہ ہی صحیح ہے جیسا کہ فیوض الباری پارہ ۴ کے صفحہ نمبر ۴ پر ہم نے بیان کیا ہے اور اگر بعض علماء کی اس رائے کو تسلیم کر لیا جائے کہ جمعہ مدینہ طیبہ میں ہی فرض ہوا تو یہ سوال پھر بھی باقی رہتا ہے کہ اگر اداء جمعہ کیلئے مصر کا ہونا ضروری نہ تھا تو عہد نبوی میں عوالی مدینہ میں جمعہ کیوں قائم نہیں ہوا اور مدینہ کے مضافات میں جو دیہات واقع تھے۔ ان کے مکین باری باری مدینہ میں آ کر جمعہ کیوں پڑھتے تھے پھر عوالی مدینہ یعنی دیہاتیوں کو حضور ﷺ کا یہ فرمانا اہل عوالی سے۔

(۴) من احب ان ينظر الجمعة من اهل العوالي فليستظر ومن ان يرجع فقد اذنت۔ (بخاری)

جو جمعہ کا انتظار کرنا چاہے کر لے اور جو جمعہ پڑھے بغیر جانا چاہے تو اس کو میں اجازت دیتا ہوں۔

اداء جمعہ کے شرط ہونے اور دیہاتیوں پر جمعہ فرض نہ ہونے پر نص صریح ہے۔

(۵) غرضیکہ حضور سید عالم ﷺ کا متواتر عمل یہ ہی رہا کہ آپ نے دیہاتیوں کو نہ تو اقامت جمعہ کا حکم دیا اور نہ کسی کے عدم اقامت جمعہ پر سرزنش فرمائی۔ اسی طرح عہد صحابہ کو لیجئے تو انہوں نے بہت سے ممالک فتح کئے۔ لیکن انہوں نے بھی دیہات میں کبھی جمعہ قائم نہیں کیا اور جہاں جہاں صحابہ کے آثار پائے وہاں دیہات میں نہ منبر پائے گئے اور نہ جامع مسجدیں۔ حتیٰ کہ جب حجاج بن یوسف نے ابواز (گاؤں) میں

جمعہ کیا تو امام حسن بصری نے فرمایا۔

لَعَنَ اللَّهُ الْحَجَّاجَ تَرَكَ الْجُمُعَةَ فِي الْأَمْصَارِ وَفِيهَا فِي حَلَّافِيمٍ۔  
حجاج پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو یہ شہروں کو چھوڑ کر ملک کے گوشوں میں جمعہ قائم کرتا ہے۔

ان سب احادیث سے واضح ہوا کہ ادائے جمعہ کیلئے مصر شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔

اے ایمان والو جب جمعہ کی نماز کیلئے جمعہ کے دن اذان دی جائے تو ذکر خدا کی طرف آؤ اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

(۱) فَاسْعَوْا کے معنی (آؤ) ہیں۔ یہ آیت سورہ جمعہ پارہ ۲۹ کی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اس آیت سے جمعہ کی فرضیت پر استدلال کیا کہ جب جمعہ کی اذان ہو تمام کام چھوڑ کر جمعہ کیلئے مسجد میں آنا جانا فرض ہے۔

(۲) یہ آیت مدنی ہے اور جمعہ دراصل مکہ میں فرض ہو چکا تھا۔ مگر وہاں بوجہ غلبہ کفار جمعہ قائم نہیں ہو سکا۔ چنانچہ علامہ جلال سیوطی نے تصریح فرمائی الصحيح انہا مدینہ اور بخاری میں جناب ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ ہم بحضور نبوی ﷺ حاضر تھے کہ سورہ جمعہ نازل ہوئی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہجرت کے بعد ایمان لائے تھے۔ لہذا پوری سورہ مدنی ہے۔ (اتقان) اور کچھ احکام ایسے ہیں کہ اول ان کا حکم بذریعہ وحی ہوا اور آیت اس باب میں بعد میں نازل ہوئی۔ علامہ سیوطی نے لکھا۔

النوع الثاني عشر مآخو حکمہ عن نزولہ وما تاخو نزولہ عن حکمہ (البحر ان قال) ومن امثله ايضاً اية الجمعة فانها مدنية (اتقان) اور

حدیث بخاری فہذا اننا اللہ لہ کے ماتحت علامہ قسطلانی و علامہ ابن حجر عسقلانی حتی کہ نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے عون الباری میں لکھا۔ بان نص لنا علیہ ولم یكلها النبی جتہا دننا لاحتمال ان یکون صلی اللہ علیہ علمہ بالوحي وهو بمكة ولم یتمکن من اقامتها بها فیہ حدیث عن ابن عباس عبد الدار قطنی ولذا لک جمع لهم اول من قدم المدينة کما ذکرہ ابن اسحاق وغیرہ۔ (فتح الباری قسطلانی و عون المعبود)

ان تصریحات سے واضح ہوا کہ آیت جمعہ مدنی ہے اور یہ کہ فرضیت مکہ مکرمہ میں قبل ہجرت ہو چکی تھی۔ مگر بوجہ غلبہ کفار مکہ میں جمعہ قائم نہ ہو سکا اور سورہ جمعہ کا نزول فرضیت جمعہ کے بعد ہوا۔ پھر جب حضور ﷺ نے ہجرت فرمائی تو مدینہ منورہ جو کہ مصر تھا وہاں حضور ﷺ نے جمعہ قائم فرمایا:

### تفسیر آیات جمعہ

اذان نودی ندا سے مراد اذان خطبہ ہے۔ چنانچہ زہری نے سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ایک ہی مؤذن تھا۔ جب حضور ﷺ منبر پر خطبہ جمعہ کیلئے جلوہ فرما ہوتے تو وہ اذان دیتے۔ جب حضور ﷺ خطبہ سے فارغ ہو کر منبر سے اترتے تو جمعہ کی نماز کیلئے اقامت ہوتی۔ چنانچہ عہد صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما میں ایسا ہی معمول رہا لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جب زمانہ آیا تو لوگوں کی کثرت ہوئی اور ان کے مکان دور ہو گئے تو آپ نے ایک اذان کی زیادتی کر دی اور یہ اذان اس مکان پر دی جاتی اور جب خطبہ ختم کر کے منبر سے اترتے تو نماز جمعہ کیلئے اقامت کہی جاتی۔ فلم یعب ذالک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس عمل پر صحابہ کرام میں سے کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ (یعنی ج ۳ ص ۲۳۳) بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس فعل کو معمول یہ بنا لیا۔ چنانچہ عہد صحابہ کرام سے لے کر آج تک تمام امت کا اسی پر عمل

ہو گیا کہ جمعہ کیلئے دواذانیں دی جائیں۔

(۲) آیت میں اذا نسویدی سے اذان خطبہ مراد ہونے پر یہ امر بھی ایک نہایت ہی معقول دلیل ہے کہ عہد نبوی ﷺ اور عہد صدیقی و فاروقی میں ایک ہی اذان خطبہ ہوا کرتی تھی۔ من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر اللہ ذکر اللہ سے مراد نماز جمعہ ہے۔ اور حضرت سعید ابن المسیب نے فرمایا۔ امام کا خطبہ مراد ہے۔ بعض نے خطبہ اور نماز دونوں کو مراد لیا ہے۔ اور فاسعوا کے معنی یہ ہیں کہ اطمینان کے ساتھ مسجد کی طرف چلے آؤ۔ بھاگ دوڑ کر آنا ہے۔ و ذرو البیع یعنی خطبہ کی اذان سن کر بیع و شراء اور وہ تمام کام جو نماز کیلئے رکاوٹ ہو سکیں چھوڑ دینے فرض ہیں اور خرید و فروخت کا ذکر اس لئے فرمایا گیا کہ زوال کے بعد عموماً لوگ بازاروں میں خرید و فروخت میں مشغول ہوتے ہیں۔ ذالکم خیر لکم یعنی تمام کاموں کو نماز کی طرف متوجہ ہو جانا تمہارے لئے بہتر ہے اور خیر کا اطلاق فرض پر ہوتا ہے۔ جیسا کہ تیمم کے متعلق فرمایا۔ پاک مٹی مسلم کا طہور ہے اگر چہ پانی دس سال تک نہ ملے۔ فاذا وجد الماء فلیغسلہ لبشر طہ فسان ذاللت خیرا۔ دیکھئے خیر کا لفظ یہاں بمعنی فرض ہی ہے۔ اور بھی اس کی بہت سی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔

اس آیت سے واضح ہوا کہ خطبہ کی اذان کے بعد تمام کاموں کو چھوڑ دینا واجب ہے اور ذکر اللہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ حتیٰ کہ خطبہ کی اذان کے بعد زبانی خرید و فروخت اور اسی نوع کے دیگر وہ کام جو منافی سعی ہوں ان کا ترک کر دینا بھی واجب ہے۔

### جمعہ کیلئے کس وقت سعی کی جائے

واضح ہو کہ سعی کا مطلب یہ ہے کہ آدمی خطبہ و نماز جمعہ میں شامل ہو جائے اور خطبہ کی اذان کے بعد کسی اور دنیاوی کام میں مشغول نہ رہے۔ اس لئے اذان خطبہ کے بعد ذکر اللہ کے سوا کسی اور کام میں مشغول رہنا حرام ہے۔ حتیٰ کہ زبانی خرید و فروخت

بھی حرام ہے اور خطبہ سننا واجب ہے۔

(۲) حضور سید عالم ﷺ کے زمانہ مبارک میں صحابہ کرام کی کیفیت یہ تھی کہ وہ جمعہ کے دن خود بخود مسجد میں جمع ہو جاتے تھے اور حضور ﷺ کی تشریف آوری کا انتظار کرتے تھے۔ حتیٰ کہ حضور ﷺ برآمد ہو کر منبر پر جلوہ افروز ہوتے اور مؤذن اذان دیتا (یہ جمعہ کی اذان تھی) اور خطبہ شروع فرماتے۔ پھر خطبہ کے بعد اقامت ہوتی اور نماز جمعہ ادا کی جاتی یہ طریقہ جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد تک جاری رہا۔

(۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا جب زمانہ آیا تو آپ نے دیکھا کہ لوگ دور دور تک آباوہ ہو گئے ہیں اور ان کے مکان مسجد سے دور ہو گئے ہیں۔ اس بنا پر آپ نے ایک اذان کا اضافہ فرمادیا۔ (یعنی اذان اول جس کا فائدہ یہ تھا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اب جمعہ کیلئے تیار رہنا چاہیے اور اذان خطبہ یعنی اذان ثانی سن کر فوراً مسجد میں آ جانا چاہیے۔

ظاہر ہے کہ ہمارے زمانہ میں بہت لوگ عہد نبوی ﷺ کی طرح پہلے ہی سے مسجد میں جمع نہیں ہوتے۔ جمعہ سے قبل وعظ کی وجہ سے کچھ لوگ جو پہلے ہی سے تیار ہو کر مسجد میں آ جاتے ہیں اور کچھ نہیں آتے تو اب وہ لوگ جو پہلے ہی سے تیار ہو کر مسجد میں آ گئے ہیں یا تیار ہو کر اپنے اپنے نامات پر اذان خطبہ کا انتظار کر رہے ہیں وہ تو اذان ثانی کے بخوبی خطبہ و جمعہ کی نماز میں شامل ہو سکتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جنہیں ابھی دوکان بند کرنی ہے۔ وضو و طہارت سے فارغ ہونا ہے۔ وہ اگر اذان خطبہ کے بعد سعی کریں بھی تو جماعت تو کیا بلکہ خطبہ تک سے رہ جانے کا اندیشہ ہو جاتا ہے۔ بلکہ ایسا ہوتا ہے کہ جو پہلے طہارت وغیرہ سے فارغ نہیں ہوتے اور عین خطبہ کی اذان کے وقت مسجد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں وہ جماعت و خطبہ سے رہ جاتے ہیں تو اگرچہ یہ بات اپنی جگہ پر ثابت ہے کہ قرآن مجید میں جس سعی کا حکم ہے وہ اذان خطبہ کے بعد



ہے یعنی اذان خطبہ کے بعد ذکر اللہ کی طرف متوجہ ہو جانا اور تمام دوسرے کاموں کو چھوڑ دینا واجب ہے۔ مگر فقہاء احناف نے پہلی اذان کے بعد سعی کے واجب ہونے کا قول کیا تو اس قول کی بنیاد یہی ہے کہ ہمارے زمانہ میں اگر اذان اول کے بعد جمعہ کیلئے تیار نہ ہوا جائے اور اذان ثانی کے بعد جمعہ کیلئے مسجد میں آیا جائے تو اس طرح شارع کا مقصود فوت ہو جاتا ہے۔ یعنی خطبہ و جمعہ کی نماز کے فوت ہو جانے کا اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس مصلحت کی بناء پر فقہاء احناف نے اذان اول کے بعد سعی کو ضروری قرار دیا۔ اس تفصیل سے مجھے یہ بتانا مقصود ہے کہ اذان خطبہ کے بعد تو ذکر اللہ کی طرف اس طرح متوجہ ہونا واجب ہے کہ اس وقت کسی دوسرے کام میں مشغولیت نہ ہو۔ حتیٰ کہ زبانی خرید و فروخت بھی حرام ہے۔ مگر اذان اول کے بعد کیلئے تیار ہو کر اپنے مقام پر بیٹھا رہنا اور خرید و فروخت میں بایں طور مشغول رہنا کہ خطبہ و جمعہ کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو جائز و مباح ہے۔

### کیا جمعہ کیلئے غسل فرض ہے

اہل ظاہر نے جمعہ کی نماز کیلئے غسل کرنا واجب قرار دیا ہے۔ لیکن وجوب کا قول کہ متعدد وجوہ سے درست نہیں ہے اور صحیح یہ ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرنا مستحب ہے۔ اول حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے واضح ہے کہ لوگ جمعہ کے دن کاروبار میں مشغول ہوتے اور انہیں میلے کپڑوں میں جمعہ کے دن مسجد میں آ جاتے۔ اس پر انہیں حکم دیا گیا کہ غسل کر کے آئیں معلوم ہوا کہ غسل کی علت میل کچیل و بدبو وغیرہ ہے۔ لہذا اگر کپڑے و بدن میل کچیل ہو۔ پسینے کی بدبو سے بیمار یوں کو تکلیف ہو تو پھر غسل ضروری ہے۔ ورنہ مسنون و مستحب ہے۔

دوم اگر مان لیا جائے۔ جمعہ کے دن بہر حال غسل واجب کی حدیث منسوخ ہے کیونکہ ایک حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا:

من توضأ يوم الجمعة فيها و من اغتسل فهو افضل۔  
جس نے جمعہ کے دن صرف وضو کیا تو کافی ہے اور غسل کرنا افضل ہے۔  
معلوم ہوا کہ غسل واجب نہیں ہے بلکہ مسنون ہے۔

اس پر ایک اعتراض یہ کیا گیا کہ مذکورہ بالا حدیث ضعیف ہے اور ضعیف صحیح کو منسوخ نہیں کر سکتی، لیکن اس کا جواب یہ ہے اس حدیث کو ابو داؤد و نسائی و یزید طحاوی ابن ماجہ طبرانی، بیہقی، ترمذی نے سات صحابہ کرام حضرت ابن عباس ابو ہریرہ انس سرہ بن جندب ابو سعید خدری عبدالرحمن بن سرہ و حضرت جابر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے فرمایا۔ یہ حدیث حسن ہے۔ علاوہ ازیں چونکہ یہ حدیث طریق متعددہ سے مروی ہے۔ یہ بات بھی اس کے حکم میں قوت پیدا کر رہی ہے۔

سوم علماء محققین نے فرمایا کہ نماز کیلئے قرآن مجید میں صرف وضو کا حکم دیا گیا ہے اور خبر واحد سے کتاب پر زیادتی جائز نہیں (لانہ بصیر کا النسخ) اور یہ حدیث ابن عمر میں ہے کہ

إِذَا جَاءَكُمْ أَحَدُكُمْ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ۔ (بخاری)

حضور ﷺ نے فرمایا جو کوئی جمعہ کیلئے آئے وہ غسل کر کے آئے۔

تو اس حدیث میں فَلْيَغْتَسِلْ کا (امر اور واجب کے) الفاظ مذہب پر محمول ہیں۔ البتہ اگر کوئی اتنا میلا کچلا ہو کہ اس کے کپڑوں کی بدبو سے نمازیوں کو ایذا پہنچے تو ایسے شخص کیلئے غسل ضروری ہے۔ مگر یہ بات پھر صرف جمعہ کے ساتھ خاص نہ رہے گی۔ بلکہ نماز پنجگانہ میں شمولیت کیلئے بھی یہی حکم دیا جائے گا۔

### حاضرین جمعہ کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو جمعہ کے دن غسل جنابت کر کے نماز کیلئے گیا تو گویا اس نے اللہ کیلئے ایک اونٹ کی قربانی دی جو جمعہ کیلئے

تیسری ساعت میں گیا تو گویا اس نے راہ خدا میں ایک سنگ والے مینڈھے کی قربانی دی اور جو ساعت چہارم میں گیا تو گویا اس نے ایک مرغی راہ خدا میں دی اور جو ساعت پنجم میں گیا تو اس نے راہ خدا میں ایک اٹھ ادیا۔

لَا إِذَا خَوَّجَ الْأَمَامَ خَضِرَتِ الْمَلِكَةُ يَسْتَمْعُونَ إِلَيْهِ كَرًّا

اور جب امام خطبہ کیلئے برآمد ہوتا ہے تو فرشتے بھی مسجد میں حاضر ہو کر ذکر الہی سنتے ہیں۔

### فوائد و مسائل

اس حدیث کو مسلم نے صلوٰۃ میں نسانی نے ملائکہ میں ذکر کیا۔ اس حدیث میں جمعہ میں حاضر ہونے والوں کی فضیلت کا بیان ہے اور یہ کہ جمعہ میں شریک ہونے والوں کے مراتب و درجات متفاوت ہیں جو پہلی ساعت میں آتا ہے اس کو بہ نسبت بعد میں آنے والوں کے زیادہ ثواب ملتا ہے۔

ابن خزیمہ کی حدیث میں ہے۔ جمعہ کے دن مسجد کے دروازہ پر فرشتے مقرر ہوتے ہیں جو آنے والوں کے نام لکھتے ہیں اور مسلم شریف کی حدیث میں ہے۔ یہ نام لکھنے کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے۔ جب تک امام خطبہ کیلئے منبر پر نہ بیٹھے جب امام خطبہ کیلئے منبر پر بیٹھ جاتا ہے تو دفتر لپیٹ لئے جاتے ہیں۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ

(۱) جمعہ کے دن غسل مسنون ہے۔

(۲) لوگوں کے ان کے اعمال کے مطابق مراتب کم یا زیادہ ہوتے ہیں۔

(۳) قربانی اور صدقہ کا لفظ کم اور زیادہ دونوں پر بولا جاتا ہے۔

(۴) اس حدیث میں مرغی اور اٹھ پر قربانی کا لفظ بولا گیا تو اس سے مراد صدقہ

کرنا ہے۔

(۵) اونٹ کی قربانی گائے سے افضل ہے۔ اسی لئے حدیث ہذا میں اونٹ کو گائے سے پہلے رکھا گیا۔

(۶) ہدایہ میں ہے کہ اونٹ کی قربانی سب سے افضل ہے۔ اس کے بعد گائے کی اس کے بعد بھیڑ، دنبہ، بکری کی۔ سیدنا امام اعظم و امام شافعی و جمہور کی یہی رائے ہے۔

(۷) یہ فرشتے خطبہ کے علاوہ ہوتے ہیں جو خصوصیت کے ساتھ آنے والوں کے نام لکھنے پر مامور کئے جاتے ہیں۔

(۸) جمعہ کے دن ملائکہ بھی امام کا خطبہ سنتے ہیں۔ حدیث ہذا میں ذکر سے مراد خطبہ ہے۔

### جمعہ کے خطبہ کے ضروری مسائل

جب امام خطبہ کیلئے کھڑا ہو اس وقت سے ختم نماز تک اذکار اور قسم کا کلام منع ہے۔ البتہ صاحب ترتیب اپنی قضا نماز پڑھ لے۔ یونہی ہر شخص سنت یا نفل پڑھ رہا ہے تو جلد جلد پوری کر لے۔ (در مختار)

جو چیزیں نماز میں حرام ہیں۔ مثلاً کھانا پینا، سلام و جواب، سلام وغیرہ۔ یہ خطبہ کی حالت میں بھی حرام ہیں۔ ہاں خطیب امر بالمعروف کر سکتا ہے۔ جب خطبہ پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر چپ رہنا اور سننا واجب ہے۔ اگر کسی کو بری کرتے دیکھیں تو ہاتھ یا سر سے اشارہ سے منع کر سکتے ہیں۔ زبان سے منع ہے۔ خطیب نے دعا کی تو سامعین کو ہاتھ اٹھانا یا آمین کہنا منع ہے۔ حضور اقدس ﷺ کا خطیب نے نام لیا تو حاضرین دل میں درود پڑھیں۔ زبان سے پڑھنے کی اس وقت اجازت نہیں جمعہ کے علاوہ عیدین و نکاح کا خطبہ سننا بھی واجب ہے۔ (در مختار)

## کیا گاؤں میں جمعہ جائز ہے؟

ابن عباس قال انَّ اَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجَوَائِي مِنَ الْبَحْرَيْنِ۔ (بخاری)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ بیشک حضور ﷺ کی مسجد میں جمعہ قائم ہونے سے قبل قبیلہ عبدالقیس کی مسجد میں نماز جمعہ ہوئی جو جوائی بحرین کی ایک بستی میں تھی۔

امیر ابن عباس سے سیدنا امام شافعی رحمہ اللہ نے دیہات میں جواز جمعہ کا استدلال فرمایا۔ علامہ شوکانی و حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے لکھا کہ جوائی گاؤں تھا اور ظاہر یہ ہی ہے کہ صحابہ کرام نے آپ کی اجازت ہی سے جمعہ قائم کیا ہوگا؟ مگر یہ استدلال متعدد وجوہ سے درست نہیں۔

اول اس لئے کہ جوائی گاؤں نہیں بلکہ شہر تھا جوہری و زمخشری و ابن اثیر نے کہا یہ قلعہ تھا اور ظاہر ہے کہ قلعہ حاکم اور عالم سے خالی نہیں ہوتا۔ اور ابو عبید بکری نے کہا جوائی شہر تھا۔ نیز جاہلیت کے شعراء کے کلام سے بھی جوائی کا شہر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ رہا روایت ابو داؤد میں جوائی پر لفظ قریہ کا اطلاق تو از روئے لغت شہر پر بھی لفظ قریہ کا اطلاق آتا ہے۔ جیسے اس آیت میں وَلَوْ النُّزْلُ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِّنْ

(۱) وحكى الجوهرى والزمخشري وابن الاثير ان جوائى اسم حصن البحرين (نيل الاوطار ج ۳ ص ۲۳۳) وقال ابو عبید البکری هی مدينة البحرين۔ امراء القیس کہتا ہے۔ ورحمنا کسانا من جوائى عشية تعالی النعاج بین عدل والحقب یربد کان من تجار جوائى لکثرة مامعهم من الصيد اراد کثرة امتعة تجار جوائى لکثرة الامتعة لدل غالباً علی کثرة التجار وکثرة التجارة لدل علی ان جوائى مدينة قطعاً لان القرية لا يكون فيها تجار کثيرون غالباً۔ (عنى ج ۳)

القریعتین عظیم یعنی مکہ و طائف حالانکہ مکہ و طائف گاؤں نہیں شہر ہیں۔

ثانیاً یہ کہنا کہ عبدالقیس نے حضور ﷺ کے حکم ہی سے جمعہ قائم کیا تھا۔ محض ایک خیال ہے جس کے ثبوت کیلئے دلیل کی ضرورت ہے۔ اگر ہم یہ مان لیں کہ جوائی گاؤں تھا تو سوال یہ ہے کہ وہاں حضور ﷺ کے اذن سے جمعہ قائم کیا گیا یا حضور ﷺ نے اطلاع پا کر سکوت فرمایا اور اس کی تقریر فرمائی۔ مگر یہ دونوں باتیں کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں اور جب تک یہ امور ثابت نہ ہوں اس وقت تک محض چند افراد کا اپنی رائے سے جمعہ قائم کر لینا گاؤں میں فرضیت جمعہ کی دلیل نہیں بن سکتا اور جو لوگ دیہات میں فرضیت جمعہ کے قائل ہیں انہیں یہ ثابت کرنا چاہیے کہ جوائی میں حضور ﷺ کے حکم یا تقریر سے جمعہ قائم ہوا تھا۔

## دیہات میں جمعہ جائز نہیں

شہر کے قریبی گاؤں والے شہر میں آ کر جمعہ پڑھ سکتے ہیں واضح ہوا کہ اس مضمون کی بہت حدیثیں ملتی ہیں اور جو لوگ مدینہ منورہ سے چھ میل یا اس سے کم مسافت کے دیہات میں رہتے تھے۔ وہ جمعہ پڑھنے کیلئے مدینہ منورہ میں آیا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

انما کان الناس یسکون العالیة فیحضرون الجمعة۔

(نسائی ج ۱ ص ۲۰۴)

مدینہ کے مضافات میں رہنے والے مدینہ منورہ میں جمعہ پڑھنے کیلئے حاضر ہوتے تھے۔

عن اباهريرة كان يأتى الجمعة من ذى الحليفة يمشى وهو

على راس ستة اميال من المدينة۔ (بخاری ج ۳ ص ۱۷۵)



حضرت ابو ہریرہ ذی الحلیفہ سے چل کر مدینہ میں جمعہ پڑھنے کیلئے آیا کرتے تھے اور ذی الحلیفہ مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر تھا۔

❀ انه كان يأتي الزاوية على فرسخين من البصرة يشهد الجمعة واحيانا لا يشهد۔ (بخاری ج ۳ ص ۱۷۵)

حضرت انس بن مالک زاویہ سے جو بصرہ شہر سے چھ میل کے فاصلہ پر تھا بصرہ میں جمعہ کیلئے حاضر ہوتے اور کبھی نہ آتے۔

❀ قال الشافعي وقد كان سعيد بن زيد بن زيد وابو هريرة يَكُونان بالشجرة اقل من ستة اميال فيشهدان الجمعة ويدعونها۔

(بخاری ج ۳ ص ۱۷۵)

امام شافعی نے فرمایا کہ سعید بن زید اور ابو ہریرہ شجرہ میں رہتے تھے جو ۶ میل سے کم تھا تو دونوں کبھی جمعہ کیلئے حاضر ہوتے اور کبھی نہیں۔

❀ ان عبد الله بن عمرو بن عاص كان على ميلين من الطائف فيشهد الجمعة ويدعها۔ (بخاری ج ۳ ص ۱۷۵)

اور عبد اللہ بن عمر بن عاص طائف سے دو میل پر تھے تو جمعہ کیلئے حاضر ہوتے اور کبھی ترک کر دیتے۔

ان احادیث پر غور کیجئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ دیہات کے لوگ عہد نبوی میں جمعہ پڑھنے کیلئے مدینہ منورہ میں آتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ ذی الحلیفہ (گاؤں) سے مدینہ میں حاضر ہو کر جمعہ پڑھتے تھے۔ حضرت انس زاویہ گاؤں سے شہر میں حاضر ہو کر جمعہ پڑھتے۔ جس سے واضح ہوا کہ گاؤں میں جمعہ پڑھائی نہیں جاتا تھا۔ جس کو جمعہ پڑھنا ہوتا وہ شہر کی جامع مسجد میں آ کر پڑھتا تھا پھر ان احادیث میں یہ تصریح بھی ہے کہ کبھی تو یہ صحابہ شہر میں آ کر جمعہ پڑھ لیتے اور کبھی جمعہ کو ترک کر

دیتے تھے یعنی گاؤں میں ہی رہتے اور وہاں ظہر پڑھتے تھے۔ جس سے صاف و صریح طور پر واضح ہوتا ہے کہ دیہات میں مقیم لوگوں پر جمعہ فرض ہے اور نہ دیہات میں انہیں جمعہ قائم کرنا جائز ہے۔

### حضور ﷺ نے دیہاتیوں کو جمعہ نہ پڑھنے کی اجازت دی

یہی وجہ تھی کہ اگر جمعہ کے دن عید واقع ہو جاتی اور گاؤں کے رہنے والے عید پڑھنے کیلئے مدینہ منورہ میں آ جاتے اور حضور ﷺ کی اقتداء میں عید کی نماز ادا کر لیتے تو حضور ﷺ ان دیہاتیوں سے فرما دیتے کہ تم میں سے جمعہ کی نماز پڑھنا چاہے وہ ٹھہر جائے اور جو جانا چاہتا ہے اس کو اجازت ہے۔ چنانچہ حضرت زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ عید اور جمعہ ایک دن میں آ گئے تو۔

قال صلى العيد ثم رخص في الجمعة قال من شاء ان يصلي فليصل۔ (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۱۵۳ ابن ماجہ)

حضور ﷺ نے عید کی نماز پڑھائی اور فرمایا جو شخص چاہے نماز جمعہ ادا کرے۔  
عن ابی هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال قد اجتمع في يومكم هذا عيدان فمن شاء أجزأه من الجمعة وما مجمعون۔ (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۱۵۳ ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے اس دن دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں (عید اور جمعہ) جو جمعہ چھوڑنا چاہے اس کیلئے نماز عید ہی کافی ہے اور ہم تو جمعہ پڑھیں گے۔

(۱) حدیث زید بن ارقم کونساکی و حاکم نے بھی روایت کیا اور علی بن المدینی نے اس کی تصحیح کی اور ابو ہریرہ امام احمد بن حنبل و دارقطنی نے مرسل صحیح قرار دیا اور بخاری نے موصولہ روایت کیا اور اس میں اہل حوالی کی قید لگائی۔

(۱) ان دونوں حدیثوں سے بھی واضح ہوا کہ نہ تو دیہات میں جمعہ کرنا جائز ہے اور نہ دیہاتیوں پر جمعہ پڑھنا فرض ہے۔ کیونکہ اگر فرض ہوتا حضور ﷺ ان کو جمعہ نہ پڑھنے کی رخصت عطا نہ فرماتے۔

(۲) علامہ خطابی نے فرمایا ای عن حضورہا ولا تسقط عنه الظہر کہ حضور ﷺ نے دیہاتیوں کو جمعہ میں حاضر نہ رہنے کی رخصت عطا فرمائی مگر ظہر ان سے ساقط نہیں ہوئی۔ یعنی ان پر ظہر پڑھنا پھر بھی فرض رہا۔ اور جمعہ چونکہ ان پر فرض تھا ہی نہیں۔ اس لئے اس کی حضور ﷺ نے رخصت فرمادی۔

هذا الحديث محمول على من كان يحضر من اهل البدن وللعبد فليس عليه واجب ان يتوقف الى ان يحضر الجمعة فيصلي الجمعة ثم يرجع الى منزله. (حاشیہ ابوداؤد ج ۱ ص ۱۵۳)

دونوں حدیثوں کا تعلق ان دیہاتیوں سے ہے جو عید پڑھنے کیلئے مدینہ میں آگئے تھے ان پر یہ واجب نہیں کہ جمعہ کے انتظار میں شہر میں رہیں اور جمعہ پڑھ کر واپس ہوں۔

چنانچہ عہد عثمانی میں جب جمعہ کے دن عید آگئی اور عید پڑھنے کیلئے دیہاتی شہر میں جمع ہوئے تو عید کی نماز کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دیہاتیوں سے فرمایا کہ دیہات سے آنے والوں میں جو جمعہ کے وقت تک۔

من اراد من اهل العوالي ان يصلي معنا الجمعة فليصل ومن أحب ان ينصرف فليفعل۔

ظہر ارہنا پسند کرے تو ہمارے ساتھ جمعہ پڑھ لے اور جو واپس ہونا چاہے چلا جائے۔ (عون المعبود ج ۳ ص ۴۱۷)

واضح ہوا کہ عید کی نماز ادا کرنے کے بعد جمعہ ادا کئے بغیر واپس چلے جانے کی

اجازت دیہات سے آنے والوں کیلئے ہے اور یہ اجازت اسی لئے ہے کہ دیہات والوں پر نہ جمعہ فرض ہے اور نہ انہیں دیہات میں اقامت جمعہ جائز ہے۔ نیز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ لوگ اپنی منزلوں اور

كان الناس يبتاعون الجمعة من منازلهم والعوالي فيأتون في الغبار يصيبهم الغبار والعرق فيخرج منهم العرق فأتى رسول الله صلى الله عليه وسلم انسان منهم وهو عندي فقال النبي صلى الله عليه وسلم لو انكم تطهروا تم ليومكم هذا۔

گاؤں سے باری باری جمعہ کیلئے مدینہ میں آتے تھے اور وہ گرد و غبار میں آتے اور گردان پر پڑتی اور پسینہ آ جاتا اور یہ پسینہ لگتا (یعنی اس سے بو آتی) ان میں سے ایک شخص بخجہ ورنہوی آیا تو حضور ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اگر تم اس دن کیلئے غسل کر لیتے تو کیا اچھا ہوتا۔ (بخاری)

❀ یبتاعون۔ انقیاب سے نوبت نہوت آتا۔ اسی طرح یبتاعون نوبت سے اس کے معنی بھی باری باری کے ہیں۔ عوالی ان دیہات کا نام ہے جو مدینہ کے مضافات میں واقع تھے۔ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا کہ یہ دیہات مدینہ سے چار میل یا اس سے زیادہ مختلف فاصلوں پر تھے۔ علامہ قرطبی نے کہا کہ حدیث میں۔

❀ فيه رد الكوفيين حيث لم يوجبوا الجمعة على من كان خارج المصر۔

کوفیوں کا رد ہے جو یہ کہتے ہیں کہ شہر سے باہر گاؤں میں رہنے والوں پر جمعہ واجب نہیں ہے۔

لیکن علامہ ابن حجر عسقلانی نے صاف و صریح طور پر علامہ قرطبی کا رد کر دیا اور لکھا کہ اگر دیہات میں۔

❁ فیہ نظر لانہ لو کان واجباً علی اهل القرئ ماتنا وبواو لکانوا  
یحضرون جمیعاً۔ (فتح الباری)

رہنے والوں پر جمعہ فرض ہوتا تو پھر باری باری آنے کی بجائے پورے دیہات  
کی آبادی مدینہ میں جمعہ پڑھنے کیلئے آتی۔

❁ علامہ ابن حجر کی اس تصریح سے بھی واضح ہوا کہ دیہات میں رہنے والوں پر  
جمعہ فرض نہیں ہے۔ انہیں ظہر کی نماز پڑھنا فرض ہے اور حضرت عطاء نے فرمایا:

❁ وقال عطاء إذا كنت في قرية جامعة فندى بالصلوة من يوم  
الجمعة فحق عليك ان يشهدا سمعت النداء أو لم تسمعہ۔ (بخاری)  
جب تو قریہ جامعہ میں ہو اور وہاں جمعہ کی اذان ہو تو تجھ پر جمعہ میں حاضر ہونا  
واجب ہے۔ خواہ تو اذان نہ سنے یا نہ نہ۔

عطاء بن ابی ریح تابعی ہیں اور اس اثر کو امام عبدالرزاق نے ابن جریج سے  
موصولاً روایت کیا جس میں یہ لفظ بھی ہیں۔ ابن جریج کہتے ہیں۔ میں نے حضرت  
عطاء سے پوچھا کہ

❁ عن ابن جریج قلت لعطاء ما القرية الجامعة قال ذات الجماعة  
والامير والقاضي والدور المجتمعة الاخرة بعضها ببعض مثل جدة۔

قریہ جامعہ کس کو کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا قریہ جامعہ وہ ہے جس میں جماعت  
ہوتی ہو وہاں امیر اور قاضی ہو اور مکانات ہوں آپس میں ملے ہوئے جیسے جدہ ہے۔

(فتح الباری وغنی ج ۲ ص ۲۸۴)

فقہاء احناف نے مصر کی جو تعریف کی ہے وہ اثر عطا سے ماخوذ ہے

اثر عطاء سے دو باتیں ہو گئیں اور یہ کہ جامعہ کی اصطلاح سلف میں جاری و  
ساری تھی۔

دوم یہ کہ فقہاء احناف نے مصر جامع کی جو حد مقرر کی ہے اس کے متعلق یہ کہنا  
غلط ہے وہ کسی اثر سے بھی ماخوذ نہیں ہے۔

(۲) علامہ ابن حجر نے لکھا ہے کہ حضرت عطاء نے جو فرمایا کہ ”اذان کی آواز سننے  
یا نہ سننے“ تو یہ حکم اس شخص کیلئے جو داخل البلد ہو۔ یعنی جو شخص شہر میں ہے اور جمعہ اس  
پر واجب ہے تو اذان جمعہ کی آواز سننے یا نہ سننے بہر صورت اس کو مسجد میں حاضر ہو کر  
جمعہ پڑھنا فرض ہے۔ اثر عطاء سے یہ بھی ثابت ہوا کہ گاؤں میں جمعہ جائز نہیں اس  
لئے کہ قریہ جامعہ کی جو تعریف حضرت عطاء نے فرمائی ہے وہ گاؤں پر صادق نہیں آتی۔  
وَكَاَنَّ اَنْسَ لِي قَصْرُهُ اَحْيَانًا يَجْمَعُ وَاَحْيَانًا لَا يَجْمَعُ وَهُوَ  
بِالزَّاوِيَةِ عَلٰی فُرْسَخَيْنِ۔

اور حضرت انس جو اپنے محل میں مقیم تھے کبھی تو بصرہ کی جامع مسجد میں آ کر جمعہ  
ادا کرتے تھے اور کبھی جمعہ نہیں پڑھتے تھے اور ان کا محل زاویہ میں تھا جو بصرہ سے چھ  
میل کے فاصلے پر ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں لکھا کہ اثر انس کو ابن ابی شیبہ  
اور امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔ الفاظ یہ ہیں کہ

الہ کان يشهد الجمعة من الزاوية وهي على فرسخين من  
البصرة۔ (فتح الباری)

حضرت انس زاویہ سے جمعہ پڑھنے کیلئے بصرہ شہر میں آتے تھے جو بصرہ سے  
چھ میل پر واقع ہے۔

اور بیہقی جلد ۳ صفحہ ۱۴۵ میں یہ لفظ بھی ہیں و احياناً لا يشهد یعنی حضرت انس کبھی  
زاویہ گاؤں سے جمعہ پڑھنے کیلئے بصرہ میں آ جاتے اور کبھی نہیں آتے اور اپنے گاؤں میں  
ظہر پڑھ لیتے۔ معلوم ہوا کہ دیہات میں نہ جمعہ واجب ہے اور نہ اقصیٰ جمعہ جائز۔



## جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کا ہے

(۱) كان يصلي الجمعة حين تميل الشمس۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ جمعہ کی نماز اس وقت پڑھتے جب دن ڈھلتا۔

(۲) كنا تبكروا الجمعة ولقيل بعد الجمعة۔

ہم جمعہ جلدی پڑھ لیا کرتے اور جمعہ کے بعد قیلولہ کرتے تھے۔

(۱) معلوم ہوا کہ جمعہ کا وقت زوال شمس کے بعد ہے۔

(۲) حدیث دوم سے واضح ہوا کہ جمعہ کا وقت زوال شمس کے بعد ہے یعنی جو وقت ظہر کا ہے وہی جمعہ کیلئے ہے۔ وقت ظہر کے متعلق تمام مباحث فیوض الباری پارہ سوم ص ۳۳۷ پر بیان ہو چکے ہیں۔

(۳) حدیث سوم میں حکم کا لفظ ہے۔ تبکیر کے معنی اول وقت کے بھی آتے ہیں اور ایک چیز کو دوسری پر مقدم کرنے کے بھی۔ یہاں دوسرے معنی مراد ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ صوابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عمومی عادت یہ ہی تھی کہ وہ گرمیوں میں پہلے قیلولہ کرتے اس کے بعد نماز ظہر ادا کرتے تھے۔ لیکن جمعہ کے دن بعض اوقات پہلے قیلولہ کرتے۔ اس کے بعد جمعہ پڑھ لیتے تھے۔ حضرت انس سے مروی ہے کہ جب سردی زیادہ ہوتی نبی ﷺ

إِذَا اشْتَدَّ الْبَرْدُ بَكَرُوا بِالصَّلَاةِ وَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ اَتَرَدُوا بِالصَّلَاةِ یعنی الجمعة۔

اول وقت میں نماز پڑھتے اور جب سخت گرمی ہوتی تو نماز کو ٹھنڈے وقت پڑھتے یعنی جمعہ کی نماز۔

واضح ہوا کہ ظہر کے متعلق تو حضور اکرم ﷺ کا صاف و صریح ارشاد موجود ہے کہ سردیوں میں اول وقت میں اور گرمیوں میں تاخیر سے پڑھی جائے۔ مگر جمعہ کیلئے

گرمیوں میں تاخیر سے پڑھنے کے متعلق کوئی نص صریح نہیں ہے۔ خود زیر بحث حدیث میں جو یعنی الجمعۃ کے الفاظ ہیں تو ان کے متعلق احتمال قوی یہ ہے کہ یہ زاوی کے اپنے ہیں۔ چنانچہ بخاری میں ہی ہے۔ وقال یونس بن یحیٰی أخبرنا ابو خلدہ وقال بالصلاة ولم يذكر الجمعة۔ اسی طرح روایت اسامی و یحییٰ عن ابی الحسن و عبید بن نعیم میں بھی صرف صلوٰۃ کا لفظ ہی ہے۔ اس بنا پر علامہ عینی رحمہ اللہ کا یہ فرمانا بہت قوت رکھتا ہے کہ جمعہ کے متعلق اصل یہ ہی ہے کہ گرمی اور سردی دونوں موسموں میں اول وقت میں پڑھا جائے۔ یہ اس لئے بھی کہ جمعہ میں اجتماع عظیم ہوتا ہے اور لوگ دور دور سے آتے ہیں اور تاخیر کرنے میں ان کو دقت ہوگی۔ خصوصاً گاؤں سے آنے والوں کو۔

فائدہ اس پر تمام علماء کا اجماع ہے کہ جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کیلئے ہے۔ یعنی زوال شمس کے بعد اور جیسا کہ حضور اکرم ﷺ کے متواتر عمل سے واضح ثابت ہے۔ مگر بعض حنابلہ کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ زوال سے قبل بھی جمعہ پڑھے جانے کو جائز قرار دیتے ہیں اور دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے جمعہ کا دن وہ دن ہے کہ جعلہ اللہ عیداً للمسلمین۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو مسلمانوں کیلئے عید قرار دیا ہے تو جب حضور ﷺ نے جمعہ کو عید قرار دیا تو جمعہ کی نماز عید کے وقت پڑھنا جائز ہونی چاہیے۔ لیکن یہ استدلال بہت ہی عجیب و غریب ہے کیونکہ اس استدلال کے صحیح مان لینے کی صورت میں تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ جمعہ کے دن روزہ حرام ہے اور خطبہ جمعہ جمعہ کی نماز کے بعد دیا جاسکتا ہے۔ حالانکہ ایسا کسی نے نہیں کیا۔

## سعی الی الجمعہ

(۲) واضح ہو کہ آیت جمعہ میں اس امر کی گنجائش ہے کہ ذکر اللہ مراد نماز ہو یا خطبہ مفسرین میں بھی یہ امر مختلف فیہ ہے۔ علامہ ابن الہمام فرماتے ہیں کہ ذکر اللہ سے ظاہر

یہ ہے کہ نماز مراد ہو کیونکہ اذا نودی للصلوة کی جزا فاسعوا الی ذکر اللہ ہے۔ معلوم ہوا کہ اصل میں ذکر سے مراد نماز ہے اور خطبہ محض ضمنی ذکر میں شامل ہو جاتا ہے۔ ورنہ اگر ذکر سے مراد صرف خطبہ ہوتا تو الی ذکر اللہ والصلوة فرمایا جاتا و یجوز کون المواد بہ الخطبة اور یہ بھی جائز ہے کہ ذکر سے خطبہ مراد ہو۔ (فتح القدیر)

علامہ آلوسی نے بھی یہی فرمایا کہ ذکر سے خطبہ بھی مراد ہو سکتا ہے اور نماز بھی۔ علامہ ابوبکر حصاص رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ذکر سے مراد خطبہ ہی ہے کہ اذان کے بعد خطبہ ہوتا ہے اور اس کی طرف سعی کا حکم دیا گیا ہے۔ فدل علی ان المراد الخطبة۔ تو اس پر دال ہے کہ ذکر سے خطبہ مراد ہے۔ سعی کے اصل معنی جلد جلد چلنے کے ہیں اور سعی کے معنی مطلق عمل اور چلنے کے بھی آتے ہیں۔ ابن منیر نے کہا کہ آیت جمعہ میں اللہ تعالیٰ نے سعی کے امر اور بیچ کی نہی کو بطور تقابل بیان کیا تو واضح ہوا کہ سعی سے مراد وہ عمل ہے جو عبادت ہو۔ مطلب یہ کہ جب جمعہ کی اذان ہو تو اللہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور دنیاوی کاروبار چھوڑ دو۔

موطا امام مالک میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا سعی کے معنی یہ ہیں کہ جب اذان ہو جائے تو اللہ کی یاد کی طرف چلو۔ یعنی سعی کے معنی دوڑنے کے نہیں بلکہ مطلق چلنے اور قصد کرنے کے ہیں۔

✽ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تعلیق کو امام ابن حزم نے عکرمہ سے وصل کیا اور عطا تابعی کی تعلیق کو عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں بایں الفاظ وصل کیا کہ جب خطبہ کی اذان ہو تو خرید و فروخت اور تمام دنیاوی کاروبار حتیٰ کہ سونا اور لکھنا اور مرد کا اپنی بیوی کے قریب ہونا حرام ہے۔ صاحب ہدایہ نے فرمایا:

✽ المعتمر فی وجوب سعی و حرمة البيع هو الاذان الاصلی الذی کان علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

سعی کا واجب ہونا اور بیچ و شراء کا حرام ہونا اس اذان کے بعد ہے جو عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوتی تھی (یعنی خطبہ کی اذان)

✽ اور اسما عیل بن ابی زیاد شامی کی تفسیر میں حضرت جابر سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تحرم النجارة عند الاذان ويحرم الكلام عند الخطبة۔ (یعنی ج ص ۱)  
اذان کے وقت تجارت اور خطبہ کے وقت کلام و سلام حرام ہو جاتا ہے۔  
غرضیکہ جب خطبہ جمعہ کی اذان ہو جائے تو پھر سب کاموں کو چھوڑ کر یاد الہی میں مشغول ہو جانا واجب و لازم ہو جاتا ہے۔

### مسافر پر جمعہ واجب نہیں ہے

جمہور علماء کا یہ ہی مذہب ہے کہ مسافر پر جمعہ واجب نہیں۔ ابن منذر نے کہا مسافر پر جمعہ واجب نہ ہونے پر اجماع ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لیس علی المسافر جمعة۔ (دار قطنی ص ۱۲۲ بوداؤد ج ۱ ص ۱۶۰ یعنی ج ۳)  
مسافر پر جمعہ واجب نہیں۔

ابن بطلال نے کہا۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت علی بن ابی طالب و ابن عمر۔ انس بن مالک و عبد الرحمن بن سمرہ و ابن مسعود و کھول و عروہ بن مفرہ و ابراہیم نخعی و شعبی و عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہم سے بھی یہی نقل ہے۔ خود امام زہری سے بھی یہ منقول ہے کہ مسافر پر جمعہ واجب نہیں ہے۔

(۱) اگر مسافر شہر میں سے گزرے اور اذان کی آواز سے تو اس کو جمعہ میں شامل ہو جانا مستحب ہے۔

(۲) اسی طرح جمعہ کے دن سفر کرنا بھی جائز ہے۔ زوال سے قبل تو سفر میں کچھ

مضانقہ نہیں۔ حضرت عمر زبیر بن العوام ابو عبیدہ بن الجراح و عبد اللہ بن عمر حسن ابن سیرین امام مالک رحمہ اللہ جواز کے قائل ہیں۔ لیکن زوال کے بعد جمعہ کا وقت ہو جائے (اور بہت ضروری نہ ہو) تو امام مالک و احمد عدم جواز کے قائل ہیں اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ جواز کے۔ یعنی جواز کے بعد گو کہ سفر جائز ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ضرور کیا جائے۔ بلکہ حتیٰ المقدور جمعہ کے دن زوال کے بعد سفر نہ کرنا افضل و اولیٰ ہے۔ تاکہ جمعہ کی نماز کی فضیلت حاصل ہو۔

### خطبہ جمعہ کے وقت نماز اور کلام ممنوع ہے

واضح ہو کہ جب امام خطبہ شروع کر دے تو اب سامعین کو خاموشی کے ساتھ خطبہ سننا واجب ہے اور دوران خطبہ نماز پڑھنا خواہ وہ جمعہ کی سنتیں ہی ہوں یا بولنا سلام وغیرہ کا جواب دینا حتیٰ کہ امر بالمعروف کرنا بھی منع ہے۔ لیکن امام دوران خطبہ بھی امر بالمعروف کر سکتا ہے۔ جیسا کہ حدیث ابن عمر سے ثابت ہے۔

(دیکھیے فیوض بارہ ص ۴۴)

اور صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ جب امام خطبہ کیلئے بیٹھ جائے تو لوگ نہ نماز پڑھیں نہ کلام کریں۔ لیکن قبل خطبہ بھی چپ ہو کر بیٹھنا واجب ہے یعنی جب امام خطبہ کی نیت سے منبر پر بیٹھ گیا اور اس نے خطبہ شروع نہیں کیا۔ اس وقت سے سامعین کیلئے چپ رہنا واجب ہو جاتا ہے تو وجوب کی تصریح صاحب ہدایہ نے بھی نہیں کی ہے۔ اس لئے وجوب کے قول کی بجائے استحباب کا قول کرنا مناسب ہے یعنی جب امام خطبہ کے قصد سے منبر پر بیٹھ گیا۔ ابھی اس نے خطبہ شروع نہیں کیا تو اس وقت خاموش ہو کر بیٹھ جانا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ ہاں جب خطبہ شروع کر دے تو اب خاموش ہو کر بیٹھ جانا واجب ہے۔ جس نے اپنے ساتھی سے یہ کہا کہ

من قال لصاحبه النصت والامام يخطب فقد لغا۔ (بخاری)

چپ رہو در انحالیکہ امام خطبہ دے رہا ہو تو اس نے لغو کیا۔

اس حدیث کی صحت پر اجماع ہے بلکہ اسے متواتر قرار دیا جاسکتا ہے۔ امام مالک ولیث ابو حنیفہ و ثوری و جمہور سلف من الصحابہ کا یہ ہی مسلک ہے۔

### جمعہ کی سنتیں

نماز و خجگانہ کیلئے سنت مؤکدہ یہ ہیں۔

دور رکعت فجر سے چار ظہر سے پہلے۔ دو بعد دو مغرب کے بعد دو عشاء کے بعد اور چار جمعہ سے پہلے اور چار بعد۔ اور افضل یہ ہے کہ جمعہ کے بعد چار سنت پڑھے پھر دو اور پڑھے تاکہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے۔

(۲) جو سنتیں چار رکعتی ہیں مثلاً جمعہ و ظہر کی تو چاروں ایک سلام سے پڑھی جائیں گی چاروں پڑھ کر چوتھی کے بعد سلام پھیریں یہ نہیں کہ دو دور رکعت پر سلام پھیریں اگر کسی نے ایسا کیا تو سنتیں ادا نہ ہوئیں دوبارہ ان چاروں کو ایک سلام سے پڑھا جائے۔ جمعہ کی سنتوں کے سلسلہ میں امام اعظم رحمہ اللہ کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے۔

انه كان يصلي قبل الجمعة اربعا وبعدها اربعا۔ (ترمذی)

کہ حضور ﷺ جمعہ سے قبل بھی چار سنت ادا فرماتے تھے اور جمعہ کے بعد بھی۔ امام ترمذی نے فرمایا ابن مبارک اور ثوری کا بھی یہ ہی مسلک ہے۔ اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے جمعہ پڑھے تو

فليصل بعدها اربع ركعات۔ (مسلم تفسیر مظہری ج ۹ ص ۲۹۴)

چاہیے کہ وہ چار رکعت سنت پڑھے۔

اور حدیث زیر بحث میں دو رکعت سنت کا ذکر ہے۔ اس لئے افضل یہ ہے کہ جمعہ



کے بعد چھ رکعت سنت پڑھ لی جائیں۔ تاکہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے۔ ویسے صرف دو پر اکتفا کر لے تو بھی حرج نہیں۔

### صلوٰۃ حاجت

اگر کوئی مشکل پیش آ جائے تو نماز حاجت پڑھے۔ یہ نماز حضور ﷺ نے ایک ناپینا کو تعلیم فرمائی۔ جب انہوں نے یہ نماز پڑھی تو پڑھتے ہی پینا ہو گئے۔ (ترمذی طبرانی ابن ماجہ) دو رکعت نفل جیسے عام طور پر پڑھتے ہیں۔ پڑھو اور سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَ اَتُوَسَّلُ اَتُوَجِّهُ اِلَیْكَ بِسَیِّئَاتِ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلَیْ رَبِّیْ لِیْ حَاجَتِیْ هٰذِہٖ۔  
(یہاں اپنی حاجت کا نام لو) لِنَقْضِیْ لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْ لِیْ۔

### صلوٰۃ التسبیح

یہ نفل حضور اکرم ﷺ نے اپنے عم کرم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمائی اور فرمایا کہ اس نماز کے پڑھنے والے کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس نماز کو روزانہ پڑھو۔ ورنہ جہہ کے دن ایک بار پڑھو۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینہ میں ایک بار پڑھو اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر سال میں ایک بار پڑھو۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک بار پڑھ لو۔ اس نفل نماز کا بے انتہا ثواب ہے اور بے شمار دینی و دنیوی برکات کے حصول کا سبب ہے۔ ترکیب یہ ہے۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر نیت کر کے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ سے وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ تک پڑھو پھر ۵ بار مُبْشَحَانَ اللّٰهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اس کے بعد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ۔ اَلْحَمْدُ اور سورہ پڑھ کر دس بار یہی تسبیح پڑھو۔ پھر رکوع کرو اور

رکوع میں دس بار یہی تسبیح پڑھو۔ پھر رکوع سے سر اٹھاؤ اور بعد تسبیح و تحمید کے دس بار یہی تسبیح کہو پھر سجدہ میں جاؤ اور دس بار یہی تسبیح پڑھو۔ پھر سجدہ سے سر اٹھا کر دس بار یہی تسبیح کہو۔ پھر سجدہ کو جاؤ اور اس میں دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھو۔ پھر دوسری رکعت میں ۱۵ مرتبہ تسبیح مذکور پڑھ کر اس کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ دوسرہ پڑھ کر دس مرتبہ تسبیح پڑھی جائے اور حسب سابق رکوع و سجود میں تسبیح پڑھ کر تسبیح کا قعدہ کیا جائے اور اس میں التحیات درود دعا مکمل پڑھی جائے۔ اسی طرح دو رکعتیں اور پڑھی جائیں۔ ہر رکعت میں ۵۷ بار تسبیح ہوگی۔ چار رکعتوں میں ۳۰۰ تسبیح ہوں گی اور رکوع و سجود میں سُبْحَانَ رَبِّیْ الْعَظِیْم۔ مُبْشَحَانَ رَبِّیْ الْعَظِیْم کہنے کے بعد تسبیحات پڑھی جائیں گی۔

نوٹ اس نماز کے پڑھنے کیلئے کوئی وقت مقرر نہیں۔ اوقاف مکروہہ و منوعہ کے علاوہ جس وقت چاہو پڑھ سکتے ہو۔

### پنج گنج صغیر

(۱) بعد از نماز فجر یا عَزَّيْزُ يَا اَللّٰهُ سو مرتبہ

(۲) بعد از نماز ظہر یا اَكْبَرُ يَا اَللّٰهُ سو مرتبہ

(۳) بعد از نماز عصر یا جَبَّارُ يَا اَللّٰهُ سو مرتبہ

(۴) بعد از نماز مغرب یا سَتَّارُ يَا اَللّٰهُ سو مرتبہ

(۵) بعد از نماز عشاء یا غَفَّارُ يَا اَللّٰهُ سو مرتبہ پڑھے۔

اول و آخر اُ اور دوشریف پڑھے۔ اس کے بعد دعا مانگئے یہ وظائف بیشمار دینی و دنیوی برکات کے حصول کا موجب ہیں۔

### نماز اشراق

حضور سید عالم نور مجسم ﷺ نے فرمایا جو شخص فجر کی نماز باجماعت پڑھ کر ذکر

الٹی میں مشغول رہا۔ یہاں تک کہ آفتاب نکل کر بلند ہو گیا۔ پھر اس نے دو رکعت نفل پڑھے تو اسے پورے حج و عمرہ کا ثواب مل گیا۔ نماز اشراق دو رکعت نفل ہیں جو فجر کی نماز کے بعد مسجد میں سورج کے ایک نیزہ بلند ہونے (یعنی سورج کے پورے نکل آنے پر) پڑھے جاتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی خالصہ پڑھیں۔ اگر یہ آیات یاد نہ ہوں تو جو یاد ہوں وہی پڑھے اور اس کے بعد دعا کرے۔ مستورات تمام نوافل و فرض اپنے گھر ہی میں ادا کریں۔ مسجد کا ثواب انہیں گھر میں مل جائے گا۔ (ترمذی شریف)

### نمازِ چاشت

حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں سونے کا محل بنائے گا اور جو چاشت کی ہمیشہ دو رکعتیں پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں سونے کا محل بنائے گا اور جو چاشت کی ہمیشہ دو رکعتیں پڑھے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اگر سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (ترمذی داہن ماجہ) نمازِ چاشت کی کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔ اس کا وقت آفتاب بلند ہونے سے زوال سے پہلے تک ہے۔ (یعنی نصف النہار شرعی تک ہے)

### اؤا بین

یہ نفل مغرب کے فرض اور سنت کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔ نماز اؤا بین کی زیادہ سے زیادہ بیس اور کم سے کم چھ رکعت نفل ہیں۔ یہ نوافل بھی باعث برکت و رحمت ہیں۔

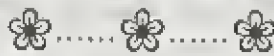
### نمازِ تہجد

نبی اکرم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا جنت میں ایک محل ہے اور یہ اس کیلئے ہے جو (تہجد) پڑھے۔ (حاکم) نیز فرمایا رات میں عبادت کرنے والے جنت میں بغیر

حساب کے داخل ہوں گے۔ (غلامہ حدیث) عشاء کی نماز کے بعد سو کر انھیں اور نفل پڑھیں۔ یہ نفل تہجد کے نفل کہلاتے ہیں۔ ان کیلئے عشاء کے بعد سونا شرط ہے۔ تہجد کی کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ آٹھ یا بارہ رکعتیں ہیں۔ جتنی توفیق ہوا اتنی پڑھے۔

### درویش شریف

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَالِإِلهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةٌ وَسَلَامٌ  
عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ۔ یہ درویش شریف ایک سو بار جمعہ کی نماز کے بعد پڑھا جائے۔  
یہ درویش شریف حصولِ فضلِ عظیم و منافع کثیر کیلئے مجرب ہے۔



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

**ایمانِ مفصل** اَمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلِكَيْتِهِ وَكُتِبَہٗ وَرُسُلِہٖ

میں ایمان لایا اللہ پر اور اُسکے فرشتوں پر اور انکی کتابوں پر اور اُسکے رسولوں پر

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْقَدْرَ خَيْرِہٖ وَشَرِّہٖ

اور قیامت کے دن پر اور اچھی بُری تقدیر پر

مِنَ اللَّهِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ

کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور مرنے کے بعد جی اٹھنے پر

**ایمانِ محمل** اَمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاسْمَائِہٖ

میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں

وَصِفَاتِہٖ وَقَبِلْتُ جَمِيعَ اَحْكَامِہٖ اِقْرَارُ

اور اپنی صفتوں کے ساتھ ہے اور میں نے اُس کے سارے حکموں کو قبول کیا زبان

بِاللسَانِ وَتَصَدِّقُ بِالْقَلْبِ

سے اقرار ہے اور دل سے یقین ہے

## شش کلمے

چھ کلمے

**اول کلمہ طیب** لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے

**دوم کلمہ شہادت** أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا

وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ

**سوم کلمہ تمجید** سُبْحَنَ اللَّهِ

پاک ہے اللہ

وکلّم اس کے بندے اور رسول ہیں۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ

اور تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک کام کرنے کی قوت اللہ ہی کے طرف سے ہے جو عالمِ شانِ عظمت والا ہے۔



**چہارم کلمہ توحید** لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔

لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَدِيدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ

اسی کی بادشاہی ہے اسی کے لیے تمام تعریف ہے وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے

وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ أَبَدًا أَبَدًا ذُو الْجَلَالِ

اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہے وہ مرے گا نہیں کبھی نہیں ہرگز نہیں۔ عظمت

وَالْإِكْرَامِ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ

اور بزرگی والا ہے۔ بہتری اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اور وہ ہر

شَيْءٍ قَدِيرٌ **پنجم کلمہ استغفار** اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ

چیز پر قادر ہے۔ میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں

رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُهٗ عَمَدًا اَوْ

جو میرا پروردگار ہے ہر گناہ سے جو میں نے کیا جان بوجھ کر یا

خَطَا سِرًّا اَوْ عَلَانِيَةً وَاَتُوبُ اِلَيْهِ مِنْ

بھول کر در پر وہ یا کھلم کھلا اور توبہ کرتا ہوں اُس کے حضور میں

الذَّنْبِ الَّذِي اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِي

اُس گناہ سے جو مجھے معلوم ہے اور اُس گناہ سے جو

لَا اَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ وَسَتَّارُ

مجھے معلوم نہیں ہے شک تو غیبوں کا جانے والا ہے اور غیبوں

الْغُيُوبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوبِ وَلَا حَوْلَ وَلَا

کا چھپانے والا ہے اور گناہوں کا بخشنے والا ہے۔ اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اور

قُوَّةَ اِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ **ششم کلمہ رُکُوف**

نیک کام کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے جو عالی شان عظمت والا ہے

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ

الہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ کسی چیز کو تیرا شریک

شَيْئًا وَاَنَا اَعْلَمُ بِهِ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا

نہراؤں اور مجھے اس کا علم ہو اور میں معافی مانگتا ہوں تجھ سے اس گناہ

لَا اَعْلَمُ بِهِ ثُبْتُ عَنْهُ وَتَبَرَّاتُ مِنْ

کی جس کا مجھے علم نہیں میں نے اس سے توبہ کی اور بیزار ہوا کفر

الْكُفْرَ وَالشِّرْكَ وَالْكَذِبَ وَالْغَيْبَةَ

سے اور شرک سے اور جھوٹ سے اور غیبت سے

وَالْبِدْعَةَ وَالنِّمِيسَةَ وَالْفَوَاحِشَ وَ

اور بدعت سے اور چغلی سے اور بے حیائی کے کاموں سے اور

الْبُهْتَانَ وَالْمَعَاصِيَ كُلَّهَا وَأَسَلِمْتُ وَ

تہمت لگانے سے اور باقی ہر قسم کی نافرمانیوں سے اور میں اسلام لایا اور

أَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

میں کہتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

إِذَا ن [اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ]

اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے

اللَّهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

اللہ بہت بڑا ہے میں گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنْ

میں گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا

میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

رَسُولُ اللَّهِ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى

اللہ کے رسول ہیں نماز پڑھنے کے لیے آؤ نماز پڑھنے

الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ

کے لیے آؤ فلاح پانے کے لیے آؤ

الصَّلَاةِ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ الصَّلَاةُ

نماز نیند سے اچھی ہے - نماز

خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ

نیند سے اچھی ہے۔

تَبْكَيرِ اِقَامَتِ مِثْلِ يَهْ كَهَا جَائِي قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ

تحقیق نماز (کی جماعت) کھڑی ہو گئی

قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ اللَّهُ أَكْبَرُ

تحقیق نماز (کی جماعت) کھڑی ہو گئی اللہ بہت بڑا ہے -

اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ط

اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

دُعَا بَعْدَ اِذَا انِ اللّٰهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ

اے اللہ اے پروردگار اس پوری پکار کے

الثَّامَةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ اَنْتَ مُحَمَّدًا

اور قائم ہونے والی نماز کے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَالذَّرَجَةَ

کو وسیلہ اور فضیلت اور درجہ

الرَّفِيعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُودًا الَّذِي

عطا فرما اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود میں کھڑا کر جس کا تو نے

وَعَدْتَهُ وَاَرْزُقْنَا شَفَاعَتَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا ہے اور ہم کو قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بہرہ مند کر۔

اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ط

ہے شک تو وعدہ خالی نہیں کرتا۔

نیت نماز اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهَیْ لِلَّذِیْ فَطَرَ

میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے

السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضَ حَنِيفًا وَمَا اَنَا مِنَ

آسمان اور زمین بنائے ایک اسی کا ہو کر اور میں

الشُّرَکَیْنِ شَا سُبْحَنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ

شرکوں میں نہیں۔ اے اللہ تیری ذات پاک ہے اور غوثی والی

وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰی جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ

اور تیرا نام برکت والا ہے اور تیری شان اونچی ہے اور تیرے سوا

غَيْرُكَ ط

کوئی معبود نہیں۔

تَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِیْمِ

میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے۔





**تسمیہ** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ

سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا بہت مہربان

الرَّحِیْمِ ۝ مُلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝

رحمت والا روز جزا کا مالک

اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝

ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ

ہم کو سیدھا راستہ چلا راستہ ۔ ان کا جن پر

الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۝ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ

تو نے احسان کیا نہ اُن کا جن پر غضب

عَلِیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ ۝ اٰمِیْنُ ۝

ہوا اور نہ بھکے ہوؤں کا الٰہی قبول فرما ۔

**سورة اخلاص**

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اللّٰهُ الصَّمَدُ ۝

تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے ۔ اللہ بے نیاز ہے ۔

لَمْ یَلِدْ ۝ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ

نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے

كُفُوًا اَحَدٌ ۝ اللّٰهُ اَكْبَرُ ۝

جوڑ کا کوئی ۔ اللہ بہت بڑا ہے ۔

رُكُوْعٍ مِّثْلَ ثَلَاثِیْنَ بَارٍ پڑھے **سُبْحَانَ رَبِّیْ الْعَظِیْمِ**

پاک ہے میرا پروردگار عظمت والا ۔

**تسمیہ** سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ۝

اللہ نے اس بندے کی (ہات) سن لی جس نے اُس کی تعریف کی ۔

**تحمید** رَبَّنَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَكْبَرُ ۝

اے ہمارے پروردگار تیرے لیے تمام تعریف ہے ۔ اللہ بہت بڑا ہے ۔

سجدہ میں تین بار پڑھے **سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى**

پاک ہے میرا پروردگار بڑا عالیشان

**اللَّهُ أَكْبَرُ**

اللہ بہت بڑا ہے۔

**تَشْهَدُ** **الشَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ**

تمام زبان کی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں اور بدنی عبادتیں اور مالی عبادتیں

**السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ**

بھی سلام ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کی رحمت

**وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ**

اور اس کی برکتیں سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک

**الصَّالِحِينَ ۝ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ**

بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

**وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ**

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔

**اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى**

اے اللہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

**أَلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى**

کی آل پر رحمت بھیج جس طرح تو نہیں رحمت بھیجی حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور حضرت

**أَلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ۝ اللَّهُمَّ**

ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ اے اللہ

**بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَلِ مُحَمَّدٍ كَمَا**

برکت دے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل کو

**بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى أَلِ إِبْرَاهِيمَ**

جیسے برکت دی تو نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو اور حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی آل کو

**إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ۝ دُعَا رَبِّ**

بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ اے میرے رب

**اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ۝**

مجھے نماز قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو

رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءَ ۙ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي

اے ہمارے رب اور ہماری دعا سن لے۔ اے ہمارے رب مجھے بخش دے

وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ

اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمان کو جس دن

الْحِسَابُ ۝ **دیگر** اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ

حساب قائم ہوگا۔ اے اللہ میں نے اپنے آپ پر

نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ

بہت ظلم کیا ہے اور صرف تو ہی گناہوں کو

اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ

بخش سکتا ہے پس اپنی خاص بخشش کے ساتھ مجھ کو بخش دے

وَ اِرْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

اور مجھ پر رحم فرما بے شک تو بخشنے والا رحم والا ہے

دُؤُوْلٍ طَرَفٍ مِّنْهُ يَحِيْرُ كَرِهِيْ **اَلْسَلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ**

سلام ہو تم پر اور اللہ کی رحمت ۔

دُعَاۤءُ قَنُوْتٍ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغِيْثُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ

اے اللہ ہم تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں اور تجھ ہی سے معافی مانگتے ہیں

وَلَوْ مِّنْ بِكَ وَتَتَوَكَّلُ عَلَيَّكَ وَنُثْنِيْ

اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں اور تیری

عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَ

بہت اچھی تعریف کرتے ہیں اور تیرا شکر کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے

نَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ ط اَللّٰهُمَّ

اور الگ کرتے ہیں اور چھوڑتے ہیں اُس شخص کو جو تیری نافرمانی کرے اے اللہ

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لیے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف

نَسْعٰی وَنُحْفِدُ وَنَرْجُو اَرْحَمَتَكَ وَنَخْشٰی

دوڑتے ہیں اور خدمت کیلئے حاضر ہوتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب

عَذَابِكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَفّٰرِ مُلْحِقٌ ط

سے ڈرتے ہیں بے شک تیرا عذاب کافروں کو ملنے والا ہے ۔



# آیت الکرسی



اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا

اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آپ زندہ اور اوروں کا قائم رکھنے والا

تَأْخُذُ سِنَةً وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ

اُسے نہ اٹکھ آئے نہ نیند اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ

اور جو کچھ زمیں میں وہ کون ہے جو اُس کے یہاں سفارش کرے

إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا

ہے اُس کے تھم کے جانتا ہے جو کچھ اُن کے آگے ہے اور جو کچھ اُن کے

خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا

چچے اور وہ نہیں پاتے اُس کے علم میں سے کچھ

بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ

جتنا وہ چاہے اُس کی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں آسمان اور زمین

وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ

اور اُسے بھاری نہیں ان کی نگہبانی اور وہی بلند بڑائی والا

## نماز جنازہ

سُبْحَنَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ

اے اللہ تیری ذات پاک ہے اور خوبی والی

وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَجَلَّ

اور تیرا نام برکت والا ہے اور تیری شان اونچی ہے اور تیری

شَنَاؤُكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ

تعریف بڑی ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں

درود شریف اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى

اے اللہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

اِلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰی

کی آل پر رحمت بھیج جس طرح تو نہیں رحمت بھیجی حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور حضرت

اِلٰی اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ

ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ اے اللہ

بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اِلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا

برکت دے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل کو

بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰی اِلٰی اِبْرٰهِيْمَ

جیسے برکت دی تو نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو اور حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی آل کو

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔

بَارِكْ لِمَزْدَعُوْرَتِیْ کِی دُعَا ۝ اَللّٰهُمَّ اَغْفِرْ لِحَبِيْبِنَا وَ

الہی بخش دے ہمارے ہر زندہ کو اور

مَیِّتِنَا وَشٰہِدِنَا وَغَیْبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا

ہمارے متوفی کو اور ہمارے ہر حاضر کو اور ہمارے ہر غائب کو اور ہمارے ہر چھوٹے کو ہمارے

وَذَكِّرْنَا وَاُنْثِنَا ۝ اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا

ہر بڑے کو اور ہمارے ہر مرد اور ہماری ہر عورت کو الہی تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھے تو اس

فَاَحْيِهِ عَلٰی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا

کو اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو موت دے

فَتَوَفَّهُ عَلٰی الْاِيْمَانِ ۝ ۱۰ ۝ نَابِلِغ لڑکے کی دُعَا

تو اس کو ایمان پر موت دے

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرْطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا

الہی اس (لڑکے) کو ہمارے لیے آگے بھیج کر سامان کرنے والا بنادے اور اس کو ہمارے لیے اجر (کا موجب)

وَذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَمُشَفَّعًا ۝

اور وقت پر کام آنے والا بنادے اور اس کو ہماری سفارش کرنے والا بنادے اور وہ جس کی سفارش منظور ہو جائے۔

نَابِلِغ لڑکی کی دُعَا ۝ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرْطًا وَّاجْعَلْهَا

الہی اس لڑکی کو ہمارے لیے آگے بھیج کر سامان کرنے والی بنادے اور اس کو ہمارے لیے اجر

لَنَا اَجْرًا وَذُخْرًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَمُشَفَّعَةً ۝

(کی موجب) اور وقت پر کام آنے والی بنادے اور اس کو ہماری سفارش کرنے والی بنادے اور وہ جس کی سفارش منظور ہو۔

## نماز تراویح سُبْحَانَ ذِي الْمَلِكِ وَالْمَلَكُوتِ ط

پاک ہے وہ اللہ جو ملک اور بادشاہت والا ہے

## سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعُظْمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ

پاک ہے وہ اللہ جو عزت والا اور عظمت والا اور ہیبت والا اور قدرت والا

## وَالِكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ

اور بڑائی والا اور سلطت والا ہے پاک ہے وہ اللہ جو بادشاہ ہے

## الْحَيِّ الَّذِي لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوتُ ط سُبُّوحٌ

زندہ رہنے والا کہ نہ اسی کے لیے نیند اور نہ موت ہے ۔ وہ ہے انتہا پاک

## قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالزُّجُجِ ط

ہے بے انتہا مقدس ہے ہمارا پروردگار اور فرشتوں اور روح کا پروردگار ہے

## اللَّهُمَّ اجِرْنَا مِنَ النَّارِ يَا مُجِيرُ يَا مُجِيرُ

اے نہیں آگ سے بچا اے بچانے والے پناہ دینے والے اے نجات

## يَا مُجِيرُ ط الصَّلَاةُ بِرُوحِ مُحَمَّدٍ ط

دینے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوة ہو ۔

## خطبات جمعہ وعیدین

## خطبہ اولی جمعہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ خَيْرُ الْوَرَى أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ وَحُلُوةٌ وَأَنَا مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَنَظَرُ كَيْفَ تَعْمَلُونَ فَاتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

## خطبہ ثانی جمعہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَغِيثُهُ وَنُسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ



لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ إِنَّ اللَّهَ  
وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا  
عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا  
مُحَمَّدٍ أَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ عَدَدَ مَعْلُومَاتِكَ وَعَلَى آلِهِ  
وَأَصْحَابِهِ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَزْوَاجِهِ أَجْمَعِينَ خُصُوصًا عَلَى أَفْضَلِ  
النَّاسِ بَعْدَ النَّبِيِّينَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَعُمَرَ الْفَارُوقِ  
وَعُثْمَانَ ذِي النُّورَيْنِ وَعَلِيٍّ الْمُرْتَضَى وَالْحَسَنَيْنِ وَعَلَى  
سَيِّدَةِ النِّسَاءِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ وَعَلَى عَمِّهِ الْمُكَرَّمِينَ  
الْحَمْزَةَ وَالْعَبَّاسَ وَعَلَى كُلِّ مَنْ اخْتَارَهُ اللَّهُ بِصُحْبَتِهِ  
نَبِيِّهِ بِالْإِيمَانِ ۝ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا  
رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ ۝ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا  
اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ ۝

### خطبة اولی عید الفطر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ

أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ ۝ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَهُوَ الْمَحْمُودُ فِي  
كُلِّ مَكَانٍ وَزَمَانٍ وَهُوَ الْمَشْكُورُ بِكُلِّ لِسَانٍ ۝ اللَّهُ  
أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ  
الْحَمْدُ ۝ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ  
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ  
وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَزْوَاجِهِ  
أَجْمَعِينَ أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللَّهَ فَإِنَّ التَّقْوَى أَسَاسُ  
الْحَسَنَاتِ وَاعْبُدُوا اللَّهَ فَإِنَّ الْعِبَادَةَ رَافِعَةٌ لِلْسَّيِّئَاتِ هَلْ  
عَرَفْتُمْ فَضَائِلَ شَهْرِ الصِّيَامِ وَهَلْ أَدْرَكْتُمْ لِمَآذَا اكْتُبَ  
عَلَيْكُمْ الصِّيَامُ فِي هَذِهِ الْأَيَّامِ يَا أَسْفَاهُ عَلَى ضَيْفٍ لَمْ  
نَجْعَلْ لَهُ مِنَ الْإِكْرَامِ نَزْلًا يَحْسُرَتَاهُ عَلَى رَفِيقٍ شَفِيقٍ  
وَدَعْنَا وَمَشَى الْوَدَاعُ الْوَدَاعُ يَا شَهْرَ طَهَارَةِ الْقُلُوبِ الْفِرَاقُ  
الْفِرَاقُ يَا شَهْرَ كَفَّارَةِ الذُّنُوبِ الْوَدَاعُ الْوَدَاعُ يَا شَهْرَ  
التَّرَاوِيحِ وَالتَّسَابِيحِ الْفِرَاقُ الْفِرَاقُ يَا شَهْرَ الْقَنَادِيلِ  
وَالْمَصَابِيحِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ إِنَّ فِي اللَّهِ عِزًّا مِنْ كُلِّ

مُصِيبَةٍ وَخَلْفًا مِنْ كُلِّ فَاَتَتْ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَاسْتَغْفِرُ اللَّهُ إِنَّهُ كَانَ عَفَّارًا ۝ اَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۝ اَقُولُ قَوْلِي هَذَا وَاسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِي وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِينَ فَاسْتَغْفِرُوه إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝

### خطبه ثانیہ عید الفطر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَمَرَ بِذِكْرِهِ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ مُفْصِحًا بِشُكْرِهِ وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ ۝ مَا بَعْدُ اَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ أَوْجَبَ لَكُمْ فِي هَذَا الْيَوْمِ رَكْعَتَيْنِ مَعَ سِتَّةِ تَكْبِيرَاتٍ وَأَوْجَبَ آدَاءَ صَدَقَةِ الْفِطْرِ عَلَى كُلِّ حُرٍّ مُسْلِمٍ مَكْلَافٍ مَالِكٍ مِقْدَارِ النَّصَابِ فَاضْلًا

عَنْ حَوَائِجِهِ الْأَصْلِيَّةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ جِنْسِ الثِّيَابِ أَوِ الدَّارِ أَوِ الْعَبْدِ أَوِ الدَّوَابِّ عَنْ نَفْسِهِ وَمَمَالِكِهِ وَأَوْلَادِهِ الصِّغَارَ لَا عَنْ زَوْجَتِهِ وَوَالِدَيْهِ وَأَوْلَادِهِ الْكِبَارِ إِلَّا اسْتَحْسَنًا عَنْ كُلِّ رَأْسٍ نَصْفُ صَاعٍ مِنْ بَرٍّ أَوْ ذَقِيقُهَا أَوْ سَوِيقُهَا أَوْ صَاعٍ مِنْ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرٍ أَوْ قِيمَةٍ كُلِّ مِّنْهَا وَمَصَارِفُهَا كَمَصَارِفِ الزَّكَاةِ وَأَفْضَلُ أَوْقَاتِ آدَائِهَا قَبْلَ الْغَدْوِ إِلَى الْمُصَلَّى قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمْ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمْ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى نَبِيِّنَا وَشَفِيعِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الْعُظَمَاءِ وَأَصْحَابِهِ الْأَمَنَاءِ خُصُوصًا عَلَى أَجَلِّ صَاحِبٍ وَأَسْعَدِ رَفِيقِ الْخَلِيفَةِ السَّامِيِّ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَعَلَى الْأَمَامِ الْأَمَامِ الشَّفُوقِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ أَبِي حَفْصٍ عَمْرِو بْنِ الْفَارُوقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَلَى الشَّاكِرِ لَهَا بِرِزْوَجِ الْأَبْنَتَيْنِ الرَّسُولِ الثَّقَلَيْنِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عِشْمَانَ ذِي النُّورَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَعَلَى مَظْهَرِ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

وَعَلَى رِيحَانَتَيْنِ سَيِّدِ الْكَوْنَيْنِ أَبِي مُحَمَّدٍ بْنِ الْحُسَيْنِ  
وَأَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَعَلَى  
أُمِّهِمَا سَيِّدَةِ النِّسَاءِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا  
وَعَلَى عَمِّهِ الْمُكَرَّمِينَ بَيْنَ النَّاسِ الْحُمَزَةِ وَالْعَبَّاسِ  
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَعَلَى السِّتَةِ الْبَاقِيَةِ مِنَ الْعَشْرَةِ  
الْمُبَشِّرَةِ وَسَائِرِ الصُّحَابَةِ وَالتَّالِعِينَ رِضْوَانِ اللَّهِ تَعَالَى  
عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ وَارْحَمْنَا مَعَهُمْ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ  
الرَّاحِمِينَ ۝ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَأَصْلِحْ  
بَيْنَهُمْ وَكَفِّهِمُ الْآفَاتِ وَأَعِزِّ الْإِسْلَامَ وَنَاصِرِيَّةَ وَأَوَّلِ  
الشَّرْكَ وَمَوَالِيَهُ وَاجْعَلْنَا مِنَ الْمُؤْمِرِينَ بِقَوْلِكَ الْمُبِينِ  
إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِ الْقُرْبَى وَيَنْهَى  
عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ  
تَذَكَّرُونَ ۝ أَذْكُرُ اللَّهَ يَذْكُرْكُمْ وَأَدْعُوهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ  
وَلِيَذْكُرُ اللَّهَ تَعَالَى أَعْلَى وَأَعَزُّ وَأَجَلُّ وَأَعْظَمُ وَأَتَمُّ  
وَأَكْبَرُ ۝

## خطبة اولی عید اضحی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ  
وَلِلَّهِ الْحَمْدُ سُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ أَهْرَاقَ الدَّمِ يَوْمَ النَّحْرِ  
أَحَبَّ الْأَعْمَالِ ۝ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَكْبَرُ  
اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ  
لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ط أَمَّا بَعْدُ  
فَإِنِّي أَوْصِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَأَحْذَرُكُمْ بِمَعْصِيَاتِ اللَّهِ  
وَأَعْلَمُوكُمْ أَنَّ هَذَا الْيَوْمَ تَشْرِيقٌ فَتَقَرَّبُوا فِي هَذَا الْيَوْمِ  
بِضَحَايَاكُمْ وَاجْعَلُواهَا مِنْ أَطْيَبِ ذَخَائِرِكُمْ فَإِنَّهَا يَوْمٌ  
الْقِيَمَةِ مُطَايَاكُمْ وَاجْتَنِبُوا الْعُورَاءَ وَالْعَرَجَاءَ وَالْمُرِیْضَةَ  
وَالْجَرَبَاءَ وَمَقْطُوعَةَ الْأُذُنِ وَمُهْدَمَةَ الْأَسْنَانِ وَكُلَّ ذَاتِ  
عَيْبٍ يَنْقُصُ مِنْ لَحْمِهَا وَاخْتَارَهَا بِسَمْنِهَا فَالْشَّاةُ السَّيْمِيَّةُ  
أَفْضَلُ مِنْ شَاتَيْنِ الْهَذِيلَتَيْنِ فَالْبَدَنَةُ عَنْ سَبْعٍ وَالْبَقَرَةُ  
عَنْ سَبْعٍ وَالشَّاةُ عَنْ وَاحِدٍ وَلَا ذَبْحَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ صَلَوةٍ



الْعِيدِ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ وَيَوْمَيْنِ بَعْدَهُ وَيَسْتَحِبُّ التَّصَرُّفُ  
ثَلَاثَ لِنَفْسِهِ وَثَلَاثَ هَدِيَّةٍ وَثَلَاثَ لِفَقْرَاءٍ وَالْمَسَاكِينِ إِنْ  
كَانَتْ تَطَوُّعًا وَإِنْ كَانَتْ وَصِيَّةً يَتَصَدَّقُ بِجَمِيعِهَا  
وَعَظَّمُوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَأَدَّوا الْفَرَائِضَ وَالْحَقُوقَ فَإِنَّ اللَّهَ ذَا كَرٍّ  
لِمَنْ ذَكَرُوا شَاكِرٌ لِمَنْ شَكَرَ أَحَادَ اللَّهُ عَلَيْنَا بَرَكَةٌ هَذَا  
لِعِيدٍ وَأَمَّا مِنْ سُوءِ يَوْمِ الْعِيدِ وَاجْعَلْنَا مِنَ الَّذِينَ لَا خَوْفٌ  
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ بِرَحْمَتِهِ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ○  
أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَالْبَدَنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ  
مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَادْكُرُوا سَمَ اللَّهَ عَلَيْهَا  
صَوَافٍ فَإِذَا وَجِبَتْ جَنُوبُهَا فَكُلُّوا مِنْهَا وَأَطْعَمُوا الْقَانِعَ  
وَالْمُعْتَرَّ كَذَلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ○ إِنَّهُ  
تَعَالَى جَوَادٌ كَرِيمٌ مَلِكٌ بَرُّ رَؤُوفٌ الرَّحِيمُ ○

### خطبة ثانية عيد الاضحي

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا كَمَا أَمَرَ

وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لِمَنْ حَمْدُهُ  
وَكَفَرُ وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ سَيِّدُ الْجِنِّ وَالْبَشَرِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ  
عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا  
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ثُمَّ  
السَّلَامُ مِنَ الْحَقِّ الْحَقِيقِ عَلَى الْخُلَيفَةِ الْعَتَمِيِّ أَمِيرِ  
الْمُؤْمِنِينَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ ثُمَّ  
السَّلَامُ مِنَ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ عَلَى أَعْدَلِ الْأَصْحَابِ نَاطِقِ  
بِالْحَقِّ وَالصَّوَابِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ  
اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ ثُمَّ السَّلَامُ مِنَ الْمَلِكِ الدِّينَارِيِّ عَلَى دِي  
النُّورِيِّنَ وَالْبُرْهَانِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانَ بْنِ مَاهَانَ  
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ ثُمَّ السَّلَامُ مِنَ الْمَلِكِ الْعَلِيِّ عَلَى  
الْأَمِيرِ الْوَصِيِّ أَسَدِ اللَّهِ الْغَالِبِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ  
أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَعَلَى الْإِمَامِينَ الْأَهْلِ مِنْ  
أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ وَأَبِي عَبْدِ اللَّهِ

الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَعَلَى أُمِّهِمَا سَيِّدَةِ النِّسَاءِ  
 فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا وَعَلَى عَمِّيهِ  
 الْمُكَرَّمِينَ بَيْنَ النَّاسِ الْحَمْزَةِ وَالْعَبَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى  
 عَنْهُمَا وَعَلَى السِّتَةِ الْبَاقِيَةِ مِنَ الْعَشْرَةِ الْمُبَشِّرَةِ وَسَائِرِ  
 الْفِرَقِ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالتَّابِعِينَ الْأَبْرَارِ وَالْأَخْيَارِ  
 إِلَى يَوْمِ الْقَرَارِ رِضْوَانُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ ○  
 اللَّهُمَّ أَنْصِرْ دِينَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَلَا  
 تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِينَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ عِبَادَ اللَّهِ رَحِمَكُمُ اللَّهُ  
 إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى  
 عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ  
 تَذَكَّرُونَ ○ اذْكُرُوا اللَّهَ يَذْكُرْكُمْ وَدَعْوَةُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ  
 وَلَذِكْرُ اللَّهِ تَعَالَى أَعْلَى وَأَوْلَى وَعَزُّ وَاجِلٌ وَأَعْظَمُ وَأَتَمُّ  
 وَأكْبَرُ ○

امیر اہل سنت و جماعت

کی یادگار  
تصانیف

علامہ سید محمود احمد رضوی محدث الہدی  
(سارہ امتیاز حکومت پاکستان) امیر شیخ الحدیث مکی دارالعلوم دیوبند



گنج بخش روڈ لاہور

فون: 37114722-042، 6636938-0300

ویب سائٹ: www.hizbulanfa.com

رضوان منتخب خانہ

